سکولز، مدارس، کالجز، یونیورسٹیز، عام گھریلو خواتین کیلئے یکساں مفید

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

اگر تمہیں علم نہیں ہے تو جو علم والے ہیں اُن سے پوچھ لو (القرآن)

تربیتِ نصاب

برائے خواتین



مولانا سعد کامران

سکولز، مدارس، کالجز، یونیورسٹیز اور عام گھریلو خواتین کیلئے یکساں مفید

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْهُ فِی الدِّیْنِ (رواہ البخاری)

ترجمہ: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے

تربیتی نصاب

برائے خواتین

مولانا سعد کامران حفظہ اللہ

ناصر الدین اکیڈمی گجرات

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب: تربیتی نصاب برائے خواتین

رائٹر: مولانا سعد کامران

پبلشر: ناصرُالدّین اکیڈمی گجرات

رابطہ نمبر: 0345-0580470, 0300-4907617

کمپوزنگ: محمد کامران

ایڈیشن: اول

پرنٹر: ایچ زیڈ بالمقابل رفیق سویٹ نزد بھاٹی چوک لاہور

فون: 0314-4420941, 0304-8012789

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

كتبها الفقير نفيس الحسيني اللاهوري غفر الله ذنوبه وستر عيوبه في رمضان المبارك سنة ١٤١٣ھ

انتساب

اس کتاب کو اپنے والدین خصوصاً والد
کے نام کرتا ہوں جن کی ہمیشہ سے حاصل
خصوصی شفقتوں کی وجہ سے کچھ ٹوٹا پھوٹا
لکھنے کے قابل ہوا ہوں

فہرست

ولی کامل

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی حسن صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے ہمارے نیک، مخلص بھائی مولانا سعد کامران صاحب زید مجدھم کو جنہوں نے بڑی محبت، محنت اور کوشش سے خواتین کے مسائل پر ایک عمدہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔آمین

محتاج دعا

محمد حسن عفی عنہ

اسلامی سکالر، مورخ اسلام، استاذ العلماء

الشیخ ڈاکٹر الیاس فیصل صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا سعد کامران صاحب کا مرتب کردہ تربیتی نصاب برائے خواتین نظر سے گزرا جس میں خواتین کے متعلق اہم مسائل پر رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔

بنیادی طور پر شارٹ کورسز کا انعقاد اور اس طرح کے مختصر تربیتی نصاب کی تدریس وقت کی اہم ضرورت ہے۔

معاشرے کو دین اسلام کی بنیادی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے اس طرح کے شارٹ کورسز ہر سکول، کالج اور ہر محلے میں منعقد کیے جانے چاہئیں۔

وقت کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا سعد کامران نے اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ تربیتی کورس برائے خواتین ترتیب دیا ہے جس میں مسائل کو دلائل سے مزین کر کے پیش کیا گیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالی مولانا کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور مسلم خواتین کے لیے اس کورس کو نافع اور مفید بنائے۔ آمین

ڈاکٹر محمد الیاس فیصل

مدینہ منورہ

18 نومبر 2019ء

استاذ العلماء، مہتمم و استاذ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی دامت برکاتہم

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

عزیز القدر مولانا سعد کامران آف گجرات ہمارے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ایک ہونہار فاضل ہیں اور تحفظ ختم نبوت مشن کے ساتھ خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں، اس سلسلہ میں وہ کئی مفید کتب و رسائل بھی لکھ چکے ہیں، انہوں نے خواتین کی تربیت کے حوالہ سے یہ ایک قابل قدر کتاب مرتب فرمائی ہے جو قرآن کریم ، احادیث مبارکہ اور فقہ اسلامی کے حوالہ جات اور تفہیمات سے مزین ہے۔ یہ ایک اہم ترین کوشش ہے، جس میں انہوں نے، اعمال اور تربیتِ خواتین کے حوالہ سے اہم ترین مباحث نہایت خوش اسلوبی سے جمع کردیئے ہیں۔ آج کل کے اس مادی اور گئے گزرے دور میں یہ بات بڑی ہی اہمیت کی حامل ہے کہ ایک خاتون کی اگر اصلاح ہوجائے تو اس کے ذریعہ پورے ایک گھرانے کی اصلاح ممکن ہے، میں نے اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات کو دیکھا ہے اور بچیوں کے لئے اس کو بہت ہی مفید پایا ہے، اس لئے تمام مسلمان خواتین کو اس کتاب سے بالخصوص استفادہ کرنا چاہئے۔ اللہ کریم عزیز القدر کی اس مخلصانہ کاوش اور محنت کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرفِ ابولیت سے نوازے اور اس کتاب کو مسلمانانِ عالم کے لئے قابلِ استفادہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔

محمد فیاض خان سواتی
مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، پاکستان
11 نومبر 2019ء

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

استاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ

حضرت مولانا رضوان عزیز صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس ذات باری تعالیٰ کے لئے جس نے نسل انسانی کے لئے انبیاء و رسل کا مبارک سلسلہ جاری فرمایا۔اور درود و سلام خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ پر جنھوں نے اس سلسلہ کی تکمیل فرمائی اور کسی نئے نبی کی احتیاجی باقی نہ رہنے دی۔ انسانوں کی تربیت کا خدائی انتظام مختلف شکلوں میں ہمیشہ جاری رہتا ہے اور امت مسلمہ میں توازل سے ابد تک یہ نظام ایسا مربوط اور منظم رہے گا کہ زمانے کے حوادث بھی اس حسن کو ماند نہ کرسکیں گے۔اسلام چونکہ مکمل ضابطہ حیات ہے۔اس لئے مکمل زندگی کی رہنمائی کرتا ہے۔مرد و عورت کی تربیت و اصلاح کا یکساں نظام تعلیم و تربیت اس میں موجود ہے۔اس مبارک سلسلے کی ایک کڑی فاضل نوجوان حضرت مولانا سعد کامران کا صاحب مدظلہ کا زیرِ نظر، یہ کورس بھی ہے جو خواتین کے لئے مرتب کیا گیا ہے اور بقول شاعر:

انداز بیاں بات بنا دیتا ہے ورنہ　　زمانے میں کوئی بات نئی بات نہیں ہے

عورتوں کی طہارت اور پاکیزگی، نماز، روزہ، حج و عمرہ اور نکاح و طلاق کے مسائل پر بے شمار کتب لکھی جاچکی ہیں اور آئندہ بھی لکھی جاتی رہیں گی مگر زیر تبصرہ کتاب تربیتی نصاب میں یہ اضافی خصوصیت ہے کہ اسے مرتب کرتے ہوئے احادیث و آیات کے حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے، آسان اور سلیس اردو کے ساتھ اہم علمی مباحث کو بیان کیا گیا اور خوامخواہ کی علمی موشگافیوں میں الجھنے کی بجائے مقصدیت کو مد نظر رکھا گیا ہے۔امید ہے کہ یہ کورس ہماری معزز قابل احترام مائوں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے گھر بیٹھے دین سیکھنے کے لیے معاون ہو گا۔

اللہ تعالیٰ اس تربیت نصاب کو نافع خلائق بنائے اور تلمیذ رشید مولانا سعد کامران حفظہ اللہ کی جہود عالیہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔　　آمین ثم آمین

محمد رضوان عزیز

21 ربیع الاول 1421 ھ / 19 نومبر 2019ء

چند باتیں

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

ان گنت تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے رسول اللہ ﷺ کو کائنات کا سردار بنایا۔ بے شمار درود ہمارے آقا و مولی ﷺ پر جن کے ہم گنہ گار امتی ہیں اور جن کی شفاعت کی برکت سے ہمیں بخشش کی امید ہے۔

قیامت تک جتنے بھی انسان دنیا میں پیدا ہوں گے۔ جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین مان کر شریعت محمدیہ ﷺ کے مطابق زندگی نہیں گزارتے اس وقت تک وہ ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں ناکام ہیں۔

دین پر عمل کرنا جتنا مردوں کے لئے ضروری ہے اتنا ہی خواتین کے لئے بھی ضروری ہے۔ خواتین کے کچھ مسائل مردوں سے علیحدہ ہیں۔ جن کا صحیح طریقے سے جاننا ہر خاتون کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک وہ ان منفرد مسائل کے بارے میں صحیح طریقے سے نہیں جانیں گی اس وقت تک اس پر عمل ممکن نہیں ہو گا۔ پھر موجودہ دور چونکہ فتنوں کا دور ہے اور بہت سے فتنے سر اٹھائے ہوئے مسلم مرد و خواتین کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ان حالات میں جب تک دین کے بنیادی مسائل کا صحیح علم نہیں ہو سکے گا اس وقت تک صراط مستقیم پر چلنا ناممکن ہے۔

"تربیتی نصاب برائے خواتین" میں کوشش کی گئی ہے کہ اسلام کی بنیاد جن باتوں پر قائم ہے یعنی نماز، روزہ، حج، عمرہ، زکوۃ وغیرہ کے مسائل کے ساتھ ساتھ شرعی پردہ، نکاح، طلاق، عدت کے مسائل اور اس کے ساتھ ہی والدین، میاں بیوی، بہن بھائیوں کے حقوق اور موجودہ دور میں پیش آمدہ چند ضروری مسائل کا ذکر اس انداز میں کیا جائے کہ ان مسائل کو بیان کرنے کے ساتھ ہی ضروری دلائل بھی بیان کئے جائیں۔ تاکہ مسئلے کو سمجھنے کے علاوہ اس مسئلے کی دلیل بھی معلوم ہو سکے۔

ان سارے مسائل کو ایک کورس کے انداز میں مرتب کیا گیا ہے اور ہر باب کے آخر میں اس باب کے متعلق سوال بھی دیئے گئے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مصروف زمانے میں، جہاں ہر ایک مصروف ہے اور اس کے پاس وقت نہیں کہ دین کے ضروری مسائل کو سیکھ سکے،ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں ان تمام ضروری مسائل کو عام فہم کورس کے انداز پڑھایا جائے تا کہ ہر طبقہ فکر ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے،اس کے فیض کو عام فرمائے،مجھے اس سے بھی بڑھ کر دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری،میرے والدین،اساتذہ اور تمام محبت کرنے والے دوستوں کی بخشش کا ذریعہ بنائے آمین۔

بندہ عاجز سعد کامران

20-12-2019

باب اوّل

وضو کے فضائل، مسائل اور طریقہ

یوں تو وضو ہر فرضی و نفلی نماز، قرآن مجید پڑھنے اور اکثر عبادات کے لئے ضروری ہے لیکن اس کے علاوہ بھی وضو کے بہت سے فضائل ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حدیث نمبر 1

"أَنَّ حُمْرَانَ، مَوْلَى عُثْمَانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ: «دَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْمِرْفَقِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرَى مِثْلَ ذَلِكَ». ثُمَّ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»"

حمران نے، جو حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، انہیں بتایا کہ حضرت عثمانؓ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور وضو کیا تو دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا، پھر کلی کی اور (ناک میں پانی ڈال کر) ناک جھاڑی، پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر تین بار دایاں بازو کہنیوں تک دھویا، پھر اسی طرح بایاں دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین بار اپنا دایاں پاؤں ٹخنوں تک دھویا، پھر اسی طرح بایاں پاؤں دھویا، پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ نے اسی طرح وضو کیا جس طرح میں نے اب کیا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا، پھر اٹھ کر دو رکعتیں ادا کیں، ان دونوں کے دوران میں اپنے آپ سے باتیں نہ کیں، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

(مسلم حدیث نمبر 538، کتاب الطهارة، باب صفة الوضوء وكماله)

حدیث نمبر2

"عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ، قَالَ: رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: "إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ۔"

حضرت نعیم سے روایت ہے کہ میں (ایک مرتبہ) ابوہریرۃؓ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ تو آپ نے وضو کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے (یعنی وضو اچھی طرح کرے)

(بخاری حدیث نمبر135، کتاب الوضو، باب فضل الوضوء والغر المحجلون من آثار الوضوء)

حدیث نمبر3

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ، خَرَجَتْ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ أَوْ نَحْوَ هَذَا، وَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ، أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ۔"

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جو اس کی آنکھوں نے کیے تھے یا اسی طرح کی کوئی اور بات فرمائی، پھر جب وہ اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ وہ تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں جو اس کے ہاتھوں سے ہوئے ہیں، یہاں تک کہ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو کر نکلتا ہے۔"

(ترمذی حدیث نمبر2، ابواب الطهارة عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الطهور)

حدیث نمبر 4

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصُّنَابِحِیِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیهِ، فَإِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ أَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْهِهِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَیْنَیْهِ، فَإِذَا غَسَلَ یَدَیْهِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ یَدَیْهِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ یَدَیْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رَأْسِهِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ أُذُنَیْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَیْهِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رِجْلَیْهِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَیْهِ۔

حضرت عبد اللہ صنابحی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب بندہ مومن وضو کرتے ہوئے کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کی ناک کے گناہ نکل جاتے ہیں، جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اس کی دونوں آنکھ کے پپوٹوں سے نکلتے ہیں، پھر جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں ہاتھ کے ناخنوں کے نیچے سے نکلتے ہیں، پھر جب اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو گناہ اس کے سر سے نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کے دونوں کانوں سے نکل جاتے ہیں پھر جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے دونوں پاؤں کے ناخن کے نیچے سے نکلتے ہیں۔"

(نسائی حدیث نمبر 103، باب مسح الاذنین مع الرأس وما یستدل بہ علی انھما من الرأس)

حدیث نمبر 5

عَنْ أَبِی مَالِكٍ الْأَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِیمَانِ۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 280، ابواب الطھارۃ وسننھا، باب الوضوء شطر الایمان)

حدیث نمبر6

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ: إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں تم لوگوں کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا اور درجات بلند کرتا ہے، وہ ہے: ناگواری کے باوجود کامل وضو کرنا۔"

(نسائی حدیث نمبر143، باب الفضل فی ذلك)

وضو کے فرائض

وضو کے چار فرائض ہیں۔

1) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا
2) چہرہ دھونا
3) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا
4) سر کا مسح کرنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو)

(سورۃ المائدہ آیت نمبر6)

سر کا مسح

چوتھائی سر کا مسح کرنا ضروری ہے۔

1) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ قِطْرِيَّةٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهِ وَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وضو کرتے دیکھا، آپ کے سر مبارک پر قطری (یعنی قطر بستی کا بنا ہوا) عمامہ تھا، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا داہنا ہاتھ عمامہ (پگڑی) کے نیچے داخل کیا اور عمامہ (پگڑی) کھولے بغیر اپنے سر کے اگلے حصہ (چوتھائی سر) کا مسح کیا۔

(ابو داؤد حدیث نمبر 147، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی العمامۃ)

2) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وضو کیا اور اپنے سر کے اگلے حصے (چوتھائی حصے) کا مسح کیا۔

(مسلم حدیث نمبر 633، کتاب الطھارۃ، باب المسح علی الخفین)

وضو کی سنتیں

1) نیت کرنا

عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔"

(بخاری حدیث نمبر 1، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

2) تسمیہ

تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا بھی وضو سے پہلے سنت ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: طَلَبَ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَضُوءًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ مَاءٌ؟ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْمَاءِ، وَيَقُولُ: تَوَضَّئُوا بِسْمِ اللّٰهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضو کا پانی تلاش کیا، تو رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پوچھا: تم میں سے کسی کے پاس پانی ہے؟ (تو ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لایا گیا) تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا ہاتھ یہ فرماتے ہوئے پانی میں ڈالا: بسم اللہ کر کے وضو کرو۔ (نسائی حدیث نمبر 78، باب التسمیۃ عند الوضوء)

بسم اللہ، بسم اللہ والحمدللہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
ان میں سے کوئی بھی وضو کے شروع میں پڑھا جاسکتا ہے۔

3) تثلیث

تثلیث یعنی ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔"

حضرت عثمانؓ کے غلام حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفانؓ کو دیکھا، انہوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا۔ (اور لے کر پہلے) اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر (پانی لے کر) ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر 158، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلثا ثلثا)

4) مسواک کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: "لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي أَوْ عَلَى النَّاسِ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لیے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا۔

(بخاری حدیث نمبر 887، کتاب الجمعۃ، باب السواک یوم الجمعۃ)

5) **مضمضہ**

مضمضہ یعنی منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ حُمْرَانَ مَوْلَى عُثْمَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الْإِنَاءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت عثمانؓ کے غلام حمران سے روایت ہے کہ انہوں نے عثمان بن عفانؓ کو دیکھا، انہوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا۔ (اور لے کر پہلے) اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا۔ اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا۔ اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی، پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار دونوں ہاتھ دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر (پانی لے کر) ٹخنوں تک تین مرتبہ اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے، پھر دو رکعت پڑھے، جس میں اپنے نفس سے کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر 158، کتاب الوضوء، باب الوضوء ثلثا ثلثا)

6) **استنشاق**

استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَسْتَنْثِرْ۔

حضرت ابو ہریرةؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے اور اچھی طرح اسے جھاڑے۔"

(نسائی حدیث نمبر 86، باب اتخاذ الاستنثار)

7) **تخلیل اللحیہ**

تخلیل اللحیہ یعنی داڑھی کا خلال کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ یَعْنِي ابْنَ مَالِكٍ، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ أَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَهُ تَحْتَ حَنَكِهِ فَخَلَّلَ بِهِ لِحْيَتَهُ، وَقَالَ: هَكَذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو ایک چلو پانی لے کر اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے لے جاتے تھے، پھر اس سے اپنی داڑھی کا خلال کرتے اور فرماتے: میرے رب عزوجل نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے۔

(ابو داؤد حدیث نمبر 145، کتاب الطھارۃ، باب تخلیل اللحیۃ)

8) **انگلیوں کا خلال کرنا**

انگلیوں کا خلال کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلِ الْأَصَابِعَ۔

حضرت لقیط بن صبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جب تم وضو کرو تو انگلیوں کا خلال کرو۔"

(ترمذی حدیث نمبر 42، ابواب الطھارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب فی تخلیل الاصابع)

9) **پورے سر کا مسح کرنا**

پورے سر کا ایک دفعہ مسح کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ بِهِمَا۔

حضرت عبد اللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر پر آگے اور پیچھے سے مسح کیا۔ (بخاری حدیث نمبر 191، کتاب الوضوء، باب مسح الرأس مرۃ)

10) **کانوں کا مسح کرنا**

کانوں کا مسح کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَأُذُنَيْهِ بَاطِنِهِمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَظَاهِرِهِمَا بِإِبْهَامَيْهِ۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے سر اور اپنے دونوں کانوں کے اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلی سے، اور ان دونوں کے بیرونی حصہ کا انگوٹھے سے مسح کیا۔

(نسائی حدیث نمبر102، باب مسح الاذنین مع الرأس وما یستدل بہ علی انہما من الرأس)

11) ترتیب سے وضو کرنا

ترتیب سے وضو کرنا بھی سنت ہے۔ ترتیب کے خلاف وضو کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔

12) موالات

موالات یعنی پے در پے وضو کرنا بھی سنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرا عضو دھولیا جائے۔

13) دلک

دلک یعنی اعضائے وضو کا ملنا بھی وضو میں سنت ہے۔

وضو کے مستحبات

وضو میں درج ذیل کام مستحب ہیں۔

1) قبلہ رخ ہو کر وضو کرنا مستحب ہے۔

2) وضو کے سارے کام خود کرنا اور کسی سے مدد نہ لینا مستحب ہے۔

3) دائیں طرف سے وضو شروع کرنا مستحب ہے۔

4) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔

5) دلک یعنی وضو کے تمام اعضاء کو ہاتھوں سے اچھی طرح مل کر دھونا بھی وضو کے مستحبات میں شامل ہے۔ اگرچہ ضمناً اس کو وضو کی سنتوں میں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

6) اطمینان سے وضو کرنا مستحب ہے۔

7) کپڑوں کو دوران وضو پانی کے چھینٹوں سے محفوظ رکھنا مستحب ہے۔

8) ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے۔

9) دوران وضو ہاتھ کی انگوٹھی اور کان کی بالیاں یا ٹاپس وغیرہ کو ہلانا مستحب ہے۔
10) نماز کے وقت سے پہلے ہی وضو کرنا مستحب ہے۔
11) وضو کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو 2 رکعت تحیۃ الوضوء پڑھنا مستحب ہے۔
12) وضو کے بعد حدیث میں ذکر دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

وضو کے بعد کی دعائیں

1) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ - أَوْ فَيُسْبِغُ - الْوَضُوءَ ثُمَّ يَقُولُ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص بھی وضو کرے اور اپنے وضو کو پورا کرے (یا خوب اچھی طرح وضو کرے) پھر یہ کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جس سے چاہے داخل ہو جائے۔"

(مسلم حدیث نمبر 553، کتاب الطهارة، باب الذکر المستحب عقب الوضوء)

2) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، فُتِحَتْ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو وضو کرے اور اچھی طرح کرے پھر یوں کہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنادے" تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ جس سے بھی چاہے جنت میں داخل ہو۔"

(ترمذی حدیث نمبر55، ابواب الطھارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما یقال بعد الوضوء)

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ وضو کے بعد یہ دونوں دعائیں یا دونوں میں سے کوئی ایک دعا پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

1) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ.

2) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ.

مکروہات وضو

وضو میں 7 چیزیں مکروہ ہیں۔

1) مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے۔
2) ناپاک اور نجاست والی جگہ وضو کرنا مکروہ ہے۔
3) دوران وضو قبلہ کی طرف منہ کرکے تھوکنا مکروہ ہے۔
4) وضو کرتے وقت ضرورت کے بغیر بلاوجہ دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔
5) وضو کرتے وقت چہرے پر زور سے پانی پھینکنا مکروہ ہے۔
6) وضو کرتے وقت دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا مکروہ ہے۔
7) وضو کرتے وقت ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔

نواقض وضو

نواقض وضو یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

1) بول وبراز کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ط مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہرے، اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ دھولو، اور اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں (بھی) ٹخنوں تک (دھولیا کرو) اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو سارے جسم کو (غسل کے ذریعے) خوب اچھی طرح پاک کرو۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر پر ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت کر کے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے جسمانی ملاپ کیا ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کرو۔ اور اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس (مٹی) سے مسح کرلو۔ اللہ تم پر کوئی تنگی مسلط کرنا نہیں چاہتا، لیکن یہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک صاف کرے، اور یہ کہ تم پر اپنی نعمت تمام کر دے، تاکہ تم شکر گذار بنو۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر 6)

وضو توڑنے والی پہلی چیز بول وبراز کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا ہے۔ یعنی بول وبراز کے راستے سے پیشاب، پاخانہ، ریح، کیڑے، سنگریزے وغیرہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

2) خون، پیپ وغیرہ کا نکلنا جسم کے کسی حصے سے

خون، پیپ وغیرہ جسم کے کسی حصے سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عَنْ يُونُسَ، عَنِ الْحَسَنِ؛ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى الْوُضُوءَ مِنَ الدَّمِ إِلَّا مَا كَانَ سَائِلًا۔

یونس کہتے ہیں کہ حضرت حسن ایسے خون سے وضو کو ضروری سمجھتے تھے جو اپنے مقام سے بہہ نکلے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ روایت نمبر 1468، کتاب الطہارۃ،باب اذا سال الدم أو قطر أو برز ففیہ الوضوء)

3) منہ بھر کر قے کرنا

منہ بھر کر قے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَاءَ، فَتَوَضَّأَ ۔

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قے کی تو وضو کیا۔

(ترمذی حدیث نمبر 90،ابواب الطہارۃ عن رسول اللہ ﷺ،باب الوضوء من القیء والرعاف)

4) نیند کا آنا

لیٹنے کی حالت میں یا کسی تکیے وغیرہ سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی حالت میں نیند آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرین کا بندھن دونوں آنکھیں (بیداری) ہیں، پس جو سو جائے وہ وضو کرے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 203، کتاب الطہارۃ،باب الوضوء من النوم)

5) مذی، ودی اور لیکوریا کا خارج ہونا

مذی، ودی اور لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ، مَاذَا عَلَيْهِ؟ فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ، قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذٰلِكَ، فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔

مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے (اپنے لئے) یہ مسئلہ پوچھنے کا حکم دیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور مذی نکل آئے تو کیا کرے؟ (انہوں نے کہا) چونکہ میرے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (فاطمہؓ) ہیں، اس لئے مجھے آپ سے یہ مسئلہ پوچھنے میں شرم آتی ہے۔ مقدادؓ کہتے ہیں: تو میں نے جا کر پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اسے پائے تو اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالے اور وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 207، کتاب الطھارۃ، باب فی المذی)

حدیث نمبر 2

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: الْوَدْيُ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَ الْبَوْلِ فِيهِ الْوُضُوءُ۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: ودی جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اس میں وضو ہی کرنا ہوتا ہے۔

(سنن کبری للبیہقی حدیث نمبر 564، باب الوضوء من المذی والودی)

6) نماز میں قہقہ لگانا

بالغ نمازی اگر رکوع اور سجود والی نماز میں قہقہ لگائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:
لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ الْكَشْرُ وَلَكِنْ يَقْطَعُهَا الْقَرْقَرَةُ۔

جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مسکرانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن قہقہہ لگانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 3360، کتاب الصلاۃ، باب من تبسم فی صلاتہ أو ضحك فيها)

7) بیہوشی اور جنون لاحق ہونا

بیہوشی اور جنون لاحق ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وضو کے بعض مسائل

1) اگر ناخن پر آٹا جم جائے یا ناخن پالش لگائی ہو تو جب تک اس کو کھرچ کر یا دھو کر دور نہ کیا جائے تو وضو نہیں ہو گا۔

2) نماز، ، سجدہ تلاوت کرنا، ، نماز جنازہ پڑھنا، ، طواف کعبہ کرنا، ، قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

3) جنبی مرد و عورت، ، حیض نفاس والی عورت اور بے وضو شخص کو قرآن مجید کی طرح تورات، ، انجیل اور دیگر آسمانی کتب کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

4) آنکھ کے اندر کوئی دانہ، ، پھنسی وغیرہ نکلی ہو اور وہ آنکھ کے اندر ہی بہہ جائے اور باہر نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

5) وضو کے بعد اگر کوئی خود برہنہ ہو جائے یا کسی کو برہنہ دیکھ لے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

6) ناخن کاٹنے یا بال کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

7) انجکشن (ٹیکہ) لگوانے سے اگر خون یا رطوبت بہہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر خون یا رطوبت نہ بہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

8) اگر نکسیر پھوٹ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

9) منہ بھر کر قے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

10) رکوع اور سجدے والی نماز میں بالغ مرد یا عورت اگر اتنی آواز میں قہقہہ لگائیں کہ اگر کوئی ساتھ کھڑا ہو اور قہقے کی آواز کو سن لے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

11) حجامہ کروانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

12) اگر تھوک میں خون نکلے تو خون کی مقدار اگر زیادہ ہو یعنی تھوک کا رنگ سرخ ہو یا سرخی مائل ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

13) مذی، ، ودی یا لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

خلاصہ کلام

1) مکمل وضو کرنا نصف ایمان ہے۔
2) اگر کوئی سنت کے مطابق وضو کرتا ہے اور دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
3) سنت کے مطابق وضو کرنا قیامت کے دن نور ہے۔
4) وضو کے چار فرائض ہیں۔
1) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا
2) چہرہ دھونا
3) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا
4) سر کا مسح کرنا (چوتھائی سر کا مسح کرنا ضروری ہے)
5) وضو کی 13 سنتیں ہیں۔
1) نیت کرنا
2) تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا بھی وضو سے پہلے سنت ہے۔
3) تثلیث یعنی ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا بھی وضو میں سنت ہے۔
4) مسواک کرنا
5) مضمضہ یعنی منہ میں پانی ڈال کر کلی کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
6) استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈال کر ناک صاف کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
7) تخلیل اللحیہ یعنی داڑھی کا خلال کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
8) انگلیوں کا خلال کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
9) پورے سر کا ایک دفعہ مسح کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
10) کانوں کا مسح کرنا بھی وضو میں سنت ہے۔
11) ترتیب سے وضو کرنا بھی سنت ہے۔ ترتیب کے خلاف وضو کرنا حدیث سے ثابت نہیں۔

12) موالات یعنی پے در پے وضو کرنا بھی سنت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک عضو کے خشک ہونے سے پہلے ہی دوسرا عضو دھو لیا جائے۔

13) دلک یعنی اعضائے وضو کا ملنا بھی وضو میں سنت ہے۔

6) وضو میں درج ذیل کام مستحب ہیں۔

1) قبلہ رخ ہو کر وضو کرنا مستحب ہے۔

2) وضو کے سارے کام خود کرنا اور کسی سے مدد نہ لینا مستحب ہے۔

3) دائیں طرف سے وضو شروع کرنا مستحب ہے۔

4) گردن کا مسح کرنا مستحب ہے۔

5) دلک یعنی وضو کے تمام اعضاء کو ہاتھوں سے اچھی طرح مل کر دھونا بھی وضو کے مستحبات میں شامل ہے۔ اگرچہ ضمناً اس کو وضو کی سنتوں میں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

6) اطمینان سے وضو کرنا مستحب ہے۔

7) کپڑوں کو دوران وضو پانی کے چھینٹوں سے محفوظ رکھنا مستحب ہے۔

8) ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنا مستحب ہے۔

9) قرط و خاتم یعنی دوران وضو ہاتھ کی انگوٹھی اور کان کی بالیاں یا ٹاپس وغیرہ کو ہلانا مستحب ہے۔

10) نماز کے وقت سے پہلے ہی وضو کرنا مستحب ہے۔

11) وضو کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو 2 رکعت تحیۃ الوضوء پڑھنا مستحب ہے۔

12) وضو کے بعد حدیث میں ذکر دعاؤں کا پڑھنا مستحب ہے۔

وضو کے بعد یہ دونوں دعائیں یا دونوں میں سے کوئی ایک دعا پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے پڑھنے کا بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔

1) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ۔

2) أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ۔

7) وضو میں 7 چیزیں مکروہ ہیں۔
1) مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے۔
2) ناپاک اور نجاست والی جگہ وضو کرنا مکروہ ہے۔
3) دوران وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا مکروہ ہے۔
4) وضو کرتے وقت ضرورت کے بغیر بلاوجہ دنیاوی باتیں کرنا مکروہ ہے۔
5) وضو کرتے وقت چہرے پر زور سے پانی پھینکنا مکروہ ہے۔
6) وضو کرتے وقت دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا مکروہ ہے۔
7) وضو کرتے وقت ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا مکروہ ہے۔

8) جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ درج ذیل ہیں۔
1) وضو توڑنے والی پہلی چیز بول و براز کے راستے سے کسی چیز کا نکلنا ہے۔ یعنی بول و براز کے راستے سے پیشاب، ،پاخانہ، ،ریح، ، کیڑے، ، سنگریزے وغیرہ کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
2) خون، پیپ وغیرہ جسم کے کسی حصے سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
3) منہ بھر کر قے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
4) لیٹنے کی حالت میں یا کسی تکیے وغیرہ سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی حالت میں نیند آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
5) مذی، ، ودی اور لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
6) بالغ نمازی اگر رکوع اور سجود والی ناز میں قہقہ لگائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
7) بیہوشی اور جنون لاحق ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

9) اگر ناخن پر آٹا جم جائے یا ناخن پالش لگائی ہو تو جب تک اس کو کھرچ کر یا دھو کر دور نہ کیا جائے تو وضو نہیں ہو گا۔

10) نماز، ، سجدہ تلاوت کرنا، ، نماز جنازہ پڑھنا، ، طواف کعبہ کرنا، ، قرآن مجید کو بغیر وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

(11) جنبی مرد و عورت، حیض نفاس والی عورت اور بے وضو شخص کو قرآن مجید کی طرح تورات، انجیل اور دیگر آسمانی کتب کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں ہے۔

(12) آنکھ کے اندر کوئی دانہ، پھنسی وغیرہ نکلی ہو اور وہ آنکھ کے اندر ہی بہہ جائے اور باہر نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(13) وضو کے بعد اگر کوئی خود برہنہ ہو جائے یا کسی کو برہنہ دیکھ لے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(14) ناخن کاٹنے یا بال کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(15) انجکشن (ٹیکہ) لگوانے سے اگر خون یا رطوبت بہہ نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر خون یا رطوبت نہ بہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(16) اگر نکسیر پھوٹ پڑے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(17) منہ بھر کر قے آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(18) رکوع اور سجدے والی نماز میں بالغ مرد یا عورت اگر اتنی آواز میں قہقہہ لگائیں کہ اگر کوئی ساتھ کھڑا ہو اور قہقے کی آواز کو سن لے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(19) حجامہ کروانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(20) اگر تھوک میں خون نکلے تو خون کی مقدار اگر زیادہ ہو یعنی تھوک کا رنگ سرخ ہو یا سرخی مائل ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(21) مذی، ودی یا لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

موزوں اور جرابوں پر مسح

موزوں پر مسح

ہر قسم کے موٹے موزے خواہ وہ چمڑے کے بنے ہوئے ہوں یا ریکسین اور پلاسٹک وغیرہ کے بنے ہوں ان پر مسح جائز ہے۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ، عَنْ أَبِيهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ: أَمَعَكَ مَاءٌ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ

فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّي فِي سَوَادِ اللَّيْلِ، ثُمَّ جَاءَ، فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ:دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ، فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

حضرت عروہ بن نویرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ تھا آپ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس پانی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا چہرہ دھویا، ہاتھ دھوئے آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستین چڑھانی آپ کے لیے دشوار تھی چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کہنیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا پھر میں بڑھا کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موزے اتار دوں لیکن آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ رہنے دو میں نے طہارت کے بعد انہیں پہنا تھا چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

(بخاری حدیث نمبر 5799، کتاب اللباس، لبس جبة الصوف فی الغزو)

جرابوں پر مسح

حدیث میں جن جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد فقہاء کے نزدیک تین اقسام کی جرابیں ہیں۔

یعنی ان تین اقسام کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

1) ایسی جرابیں جن کے تلوے کے نیچے چمڑہ لگا ہو۔ خواہ وہ اوپر سے باریک ہی ہوں۔

2) ایسی جرابیں جن کے تلوے کے نیچے اور اوپر کے حصے میں چمڑہ لگا ہو۔

3) ایسی جرابیں جو اتنی موٹی ہوں کہ اگر ان کو پہن کر تقریباً دو کلومیٹر تک چلیں تو ان پر کوئی اثر نہ پڑے یعنی وہ دو کلومیٹر چلنے کے بعد معمولی سی بھی پھٹ نہ جائیں اور اگر ان پر مسح کریں تو پانی ان کے اندر تک نہ چلا جائے۔

عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا: يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ۔ *

حضرت قتادہ، حضرت سعید بن مسیبؒ اور حضرت حسن بصریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ جرابوں پر (اس وقت) مسح کرنا جب وہ دبیز (موٹی) ہوں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الطھارۃ، باب مسح علی الجوربین روایت نمبر 1993)

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا طریقہ

موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے علاوہ ہاتھ کی تین انگلیوں سے پاؤں کے اگلے حصے کی طرف سے یعنی پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے مسح شروع کرکے پنڈلی تک مسح کرنا چاہیئے۔ ایک ہی مرتبہ مسح کرنا کافی ہے۔ اور تین انگلیوں کی مقدار تک مسح کرنا فرض ہے۔

دائیں پاؤں کے موزے یا موٹی جراب پر دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کے موزے یا موٹی جراب پر بائیں ہاتھ سے مسح کرنا سنت ہے۔

مدت مسح

جب ایک دفعہ مکمل وضو کرنے کے بعد موزے پہن لیں تو اس کے بعد مقیم مرد و خواتین ایک دن اور ایک رات تک موزے یا جرابیں پہن کر اس پر مسح کر سکتے ہیں۔

جبکہ مسافر مرد و خواتین تین دن اور تین رات تک موزے اتارے بغیر وضو کے دوران موزوں یا جرابوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

عن علی رضی اللہ عنہ: «جَعَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ»

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لئے تین دن اور تین راتیں اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات (کا وقت) مقرر فرمایا۔

(مسلم حدیث نمبر 639، کتاب الطھارۃ، باب التوقیت فی المسح علی الخفین)

خلاصہ کلام

1) ہر قسم کے موٹے موزے خواہ وہ چمڑے کے بنے ہوئے ہوں یا ریکسین اور پلاسٹک وغیرہ کے بنے ہوں ان پر مسح جائز ہے۔

2) حدیث میں جن جرابوں پر مسح کرنے کا ذکر ہے اس سے مراد فقہاء کے نزدیک تین اقسام کی جرابیں ہیں۔
یعنی ان تین اقسام کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

1) ایسی جرابیں جن کے تلوے کے نیچے چمڑہ لگا ہو۔ خواہ وہ اوپر سے باریک ہی ہوں۔

2) ایسی جرابیں جن کے تلوے کے نیچے اور اوپر کے حصے میں چمڑہ لگا ہو۔

3) ایسی جرابیں جو اتنی موٹی ہوں کہ اگر ان کو پہن کر تقریباً دو کلومیٹر تک چلیں تو ان پر کوئی اثر نہ پڑے یعنی وہ دو کلومیٹر چلنے کے بعد معمولی سی بھی پھٹ نہ جائیں اور اگر ان پر مسح کریں تو پانی ان کے اندر تک نہ چلا جائے۔

4) موزوں اور جرابوں پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے علاوہ ہاتھ کی تین انگلیوں سے پاؤں کے اگلے حصے کی طرف سے یعنی پاؤں کی انگلیوں کی طرف سے مسح شروع کر کے پنڈلی تک مسح کرنا چاہیئے۔ ایک ہی مرتبہ مسح کرنا کافی ہے۔ اور تین انگلیوں کی مقدار تک مسح کرنا فرض ہے۔

5) دائیں پاؤں کے موزے یا موٹی جراب پر دائیں ہاتھ سے اور بائیں پاؤں کے موزے یا موٹی جراب پر بائیں ہاتھ سے مسح کرنا سنت ہے۔

6) جب ایک دفعہ مکمل وضو کرنے کے بعد موزے پہن لیں تو اس کے بعد مقیم مرد و خواتین ایک دن اور ایک رات تک موزے یا جرابیں پہن کر اس پر مسح کر سکتے ہیں۔
جبکہ مسافر مرد و خواتین تین دن اور تین رات تک موزے اتارے بغیر وضو کے دوران موزوں یا جرابوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کیجیے؟

1۔ وضو کے فرائض کتنے ہیں؟

(الف) تین (ب) چار (ج) پانچ

2۔ وضو کی سنتیں کتنی ہے؟

(الف) گیارہ (ب) بارہ (ج) تیرہ

3۔ وضو کے مستحبات کتنے ہیں؟

(الف) دس (ب) گیارہ (ج) بارہ

4۔ کیا ناخن یا بال کاٹنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(الف) ہاں (ب) نہیں (ج) پتا نہیں

5۔ نواقص وضو یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کتنے ہیں؟

(الف) پانچ (ب) چھ (ج) سات

6۔ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا کیا ہے؟

(الف) فرض (ب) مستحب (ج) سنت

مختصر جواب دیں

سوال نمبر 1: وضو کے فرائض بیان کریں؟

سوال نمبر 2: سر کے کتنے حصے کا مسح کرنا ضروری ہے؟

سوال نمبر 3: وضو سے پہلے کیا پڑھنا سنت ہے؟

سوال نمبر 4: وضو کے بعد کی دعاؤں میں سے کوئی ایک دعا لکھیں؟

سوال نمبر 5: کتنے اقسام کی جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے؟

◆◆◆◆◆◆◆◆◆

غسل کی اقسام و مسائل

غسل کی اقسام

غسل کی بہت سی اقسام ہیں۔

1) فرض غسل 2) واجب غسل

3) سنت غسل 4) مستحب غسل

(1) فرض غسل

جب بھی کسی مرد عورت کے اعضائے مستورہ آپس میں مل جائیں یا مرد و عورت میں سے کسی کو احتلام ہو جائے، یا کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آنا رک جائے تو ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

اعضائے مستورہ کے ملنے پر غسل

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا مَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ»

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب (مرد) اور (عورت) کے اعضائے مستورہ آپس میں مل جائیں تو غسل واجب ہو گیا۔"

(مسلم حدیث نمبر 785، کتاب الحیض، بیان ان الجماع کان فی اول الاسلام لا یوجب الغسل الا ان ینزل المنی وبیان نسخہ وان الغسل یجب بالجماع)

عورت یا مرد کو احتلام کے بعد غسل

1) حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا، -وَهِيَ جَدَّةُ إِسْحَاقَ- إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ، وَعَائِشَةُ رضی اللہ عنہا عِنْدَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، الْمَرْأَةُ تَرَى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ، فَتَرَى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ، نَعَمْ، فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ، إِذَا رَأَتْ ذَاكَ»

حضرت انسؓ نے یہ حدیث سنائی کہ ام سلیمؓ جو (حضرت انسؓ کی والدہ اور) اسحاق کی دادی تھیں، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ سے کہنے

لگیں جبکہ حضرت عائشہؓ بھی آپ کے پاس موجود تھیں، اے اللہ کے رسول! عورت بھی نیند کے عالم میں اسی طرح خواب دیکھتی ہے جس طرح مرد دیکھتا ہے، وہ اپنے آپ سے وہی چیز (نکلتی ہوئی) دیکھتی ہے جو مرد اپنے حوالے سے دیکھتا ہے (تو وہ کیا کرے؟) ہاں ام سلیم! جب وہ یہ دیکھے تو غسل کرے۔

(مسلم حدیث نمبر 709، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المرأة بخروج المنی منها)

2) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ اللهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ»

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ام سلیمؓ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ حق سے حیا محسوس نہیں کرتا تو کیا عورت کو احتلام ہو جائے تو اس پر غسل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، جب (منی کا) پانی دیکھے۔"

(مسلم حدیث نمبر 712، کتاب الحیض، باب وجوب الغسل علی المرأة بخروج المنی منها)

عورت کا حیض کے بعد غسل

وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ط قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت (یعنی جماع) نہ کرو، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اسی طریقے سے جاؤ جس طرح اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، بیشک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی طرف کثرت سے رجوع کریں اور ان سے محبت کرتا ہے جو خوب پاک صاف رہیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 222)

نفاس کی مدت اور اس کے بعد غسل

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَتِ النُّفَسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَكُنَّا نَطْلِي وُجُوهَنَا بِالْوَرْسِ مِنَ الْكَلَفِ.

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نفاس والی عورتیں چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھیں، اور جھائیوں کے سبب ہم اپنے چہروں پر ورس (نامی گھاس ہے) ملتی تھیں۔

(ترمذی حدیث نمبر 140، ابواب الطہارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی کم تمکث النفساء)

امام ترمذی اسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ عَلَى أَنَّ النُّفَسَاءَ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّهَا تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي، فَإِذَا رَأَتِ الدَّمَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، فَإِنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ الْعِلْمِ، قَالُوا: لَا تَدَعُ الصَّلَاةَ بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ، وَهُوَ قَوْلُ أَكْثَرِ الْفُقَهَاءِ.

صحابہ کرامؓ، تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں میں سے تمام اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ نفاس والی عورتیں چالیس دن تک نماز نہیں پڑھیں گی۔ البتہ اگر وہ اس سے پہلے پاک ہو لیں تو غسل کر کے نماز پڑھنے لگ جائیں، اگر چالیس دن کے بعد بھی وہ خون دیکھیں تو اکثر اہل علم کا کہنا ہے کہ چالیس دن کے بعد وہ نماز نہ چھوڑیں، یہی اکثر فقہاء کا قول ہے۔

(ترمذی حدیث نمبر 140، ابواب الطہارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی کم تمکث النفساء)

عن ابن عمر تنتظر النفساء أربعين ليلة فإن رأت الطهر قبل ذلك فهي طاهرة، وإن جاوزت الأربعين فهي بمنزلة المستحاضة تغتسل وتصلي، فإن غلبها الدم توضأت لكل صلاة.

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نفاس والی عورت چالیس راتیں انتظار کرے گی اگر اس سے پہلے پاکی دیکھ لے تو وہ پاک ہو جائے گی اور اگر خون چالیس دن سے

تجاوز کر جائے تو مستحاضہ ہو گی غسل کر کے نماز پڑھے گی اگر (چالیس دن بعد بھی) خون اس پر غالب آجائے تو ہر نماز کے لئے وضو کرے گی۔

(کنز العمال حدیث نمبر 26759، الفصل فی الحیض والاستخاصہ والنفاس)

(2) واجب غسل

کسی بھی میت کو غسل دینا واجب ہے۔ میت کو غسل دینے والے کے لئے بھی حدیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔

میت کو غسل

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: "اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا، أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ بِمَاءٍ، وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي، قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَهُ فَقَالَ: أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ"

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس لیے آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاؤ اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا بھی استعمال کرنا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دینا۔ ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے کہلا بھجوایا۔ آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہمیں دیا اور فرمایا کہ اسے اندر جسم پر لپیٹ دو۔

(بخاری حدیث نمبر 1258، کتاب الجنائز، باب یجعل الکافور فی الآخیرۃ)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: غُسْلُ الْمَيِّتِ كَالْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ۔

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ میت کا غسل، غسل جنابت کی طرح (یعنی واجب) ہے۔ (ترمذی حدیث نمبر 975، ابواب الجنائز، باب ما جاء فی غسل المیت)

(3) غسل سنت

جمعے اور عیدین کی نماز سے پہلے، اسلام قبول کرنے کے بعد، مکہ میں داخلے سے پہلے، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔

جمعے کے دن غسل

1) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:"إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے آنا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہیئے۔

(بخاری حدیث نمبر 877، کتاب الجمعة، باب فرض الجمعة)

2) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ رضی اللہ عنہ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَبِسَ مِنْ أَحْسَنِ ثِيَابِهِ وَمَسَّ مِنْ طِيبٍ إِنْ كَانَ عِنْدَهُ، ثُمَّ أَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ أَعْنَاقَ النَّاسِ، ثُمَّ صَلَّى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، ثُمَّ أَنْصَتَ إِذَا خَرَجَ إِمَامُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهِ، كَانَتْ كَفَّارَةً لِمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِي قَبْلَهَا۔

حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے، اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے، اور اگر اس کے پاس ہو تو خوشبو لگائے، پھر جمعہ کے لیے آئے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھاندے، پھر اللہ نے جو نماز اس کے لیے مقدر کر رکھی ہے پڑھے، پھر امام کے (خطبہ کے لئے) نکلنے سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک خاموش رہے، تو یہ ساری چیزیں اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہوں گی جو اس جمعہ اور اس کے پہلے والے جمعہ کے درمیان اس سے سرزد ہوئے ہیں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 343، کتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة)

3) عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوا، فَقَالُوا: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ أَطْهَرُ وَخَيْرٌ لمن اغتسل، ومن لم يغتسل فليس عليه بواجب۔

حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ عراق کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے: اے ابن عباسؓ! کیا جمعہ کے روز غسل کو آپ واجب سمجھتے ہیں؟ آپ نے کہا: نہیں، لیکن جو غسل کرے اس کے لیے یہ بہتر اور پاکیزگی کا باعث ہے، اور جو غسل نہ کرے اس پر واجب نہیں ہے۔

(ابو داوٗد حدیث نمبر 353، کتاب الطهارة، باب في الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة)

عیدین کے دن غسل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَيَوْمَ الْأَضْحٰى۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر اور عید الاضحی کے دن غسل کرتے تھے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1315، کتاب الصلوة، باب ما جاء في الاغتسال في العيدين)

عرفہ کے دن وقوف کی طرف جانے سے پہلے غسل

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَاحَ إِلَى المعرَّف اغْتَسَلَ۔

حضرت نافع، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ وہ جب (وقوف کے لئے) عرفات جانے کا ارادہ فرماتے تو غسل فرماتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ روایت نمبر 15790، کتاب الحج، باب ما ذكر في الغسل يوم عرفة في الحج)

احرام باندھنے سے پہلے غسل

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ تَجَرَّدَ لِإِهْلَالِهِ وَاغْتَسَلَ۔

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھنے کے لیے غسل کیا۔

(ترمذی حدیث نمبر 822، ابواب الحج عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الاغتسال عند الاحرام)

(4) غسل مستحب

جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہو، یا کوئی حجامہ کروائے، مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اور ہفتے میں ایک دن غسل کرنا مستحب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ أَرْبَعٍ: مِنَ الْجَنَابَةِ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَمِنَ الْحِجَامَةِ، وَمِنْ غُسْلِ الْمَيِّتِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ چار چیزوں کی وجہ سے غسل کرتے تھے: (1) جنابت کی وجہ سے (2) جمعہ کے دن (3) پچھنے لگانے سے (4) اور میت کو نہلانے سے۔ (ابو داؤد حدیث نمبر 348، کتاب الطهارة، باب في الغسل للجمعة)

مکہ میں داخلے سے پہلے غسل

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: "كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ إِذَا دَخَلَ أَدْنَى الْحَرَمِ أَمْسَكَ عَنِ التَّلْبِيَةِ، ثُمَّ يَبِيتُ بِذِي طِوًى، ثُمَّ يُصَلِّي بِهِ الصُّبْحَ، وَيَغْتَسِلُ وَيُحَدِّثُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ"۔

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن عمرؓ حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔ رات ذی طویٰ میں گزارتے، صبح کی نماز وہیں پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(بخاری حدیث نمبر 1573، کتاب المناسك، باب الاغتسال عند دخول مكة)

قبول اسلام کے بعد غسل

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ أَسْلَمَ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ۔

قیس بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ جب انہوں نے اسلام قبول کیا، تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں پانی اور بیری سے غسل کرنے کا حکم دیا۔

(ترمذی حدیث نمبر 607، ابواب السفر، باب في الاغتسال عند ما يسلم الرجل)

ہفتے میں ایک دن غسل

1) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِلّٰهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن غسل کرے۔

(بخاری حدیث نمبر 898، کتاب الجمعة، باب هل على من لا يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم وقال ابن عمر انما الغسل على من يجب عليه الجمعة)

2) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: عَلَى كُلِّ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ غُسْلُ يَوْمٍ وَهُوَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان شخص پر ہر سات دن میں ایک دن کا غسل ہے، اور وہ جمعہ کا دن ہے۔

(نسائی حدیث نمبر 1377، کتاب الجمعة، باب ايجاب الغسل يوم الجمعة)

غسل کا طریقہ

1) قَالَتْ مَيْمُونَةُ رضی اللہ عنہا: "وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى جَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ۔"

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھوئے۔ پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ رگڑا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہالیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری حدیث نمبر 258، کتاب الغسل، باب الغسل مرة واحدة)

2) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، "أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ يُدْخِلُ

أَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا أُصُولَ شَعَرِهِ، ثُمَّ يَصُبُّ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ غُرَفٍ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جِلْدِهِ كُلِّهِ۔"

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب غسل فرماتے تو آپ ﷺ پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسا نماز کے لئے آپ ﷺ وضو کیا کرتے تھے۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں داخل فرماتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔ (بخاری حدیث نمبر 249، کتاب الغسل، باب الوضوء قبل الغسل)

3) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعَرَةٍ مِنْ جَسَدِهِ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهِ كَذَا وَ كَذَا مِنَ النَّارِ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے غسل جنابت کے وقت اپنے جسم سے ایک بال کی مقدار بھی چھوڑ دیا اور اسے نہ دھویا، تو اس کے ساتھ آگ سے ایسا اور ایسا کیا جائے گا۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 599، ابواب التیمم، باب تحت کل شعرۃ جنابۃ)

غسل کی سنتیں

1) جنابت کا غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوئیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے۔

(مسلم حدیث نمبر 718، کتاب الحیض، باب صفۃ غسل الجنابۃ)

2) ہاتھ دھونے کے بعد استنجاء کریں۔

عن عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ غَسَلَ فَرْجَهُ وَيَتَوَضَّأُ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت کا ارادہ کرتے تو ہاتھوں کو برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھوتے، پھر شرمگاہ دھوتے۔
(ترمذی حدیث نمبر 107، ابواب الطھارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الغسل من الجنابۃ)

3) بدن کے کسی حصے پر نجاست لگی ہو تو اس کو صاف کریں۔
4) پھر جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ اس طرح وضو کریں۔
5) پھر اپنے سر اور سارے جسم پر تین، تین دفعہ پانی بہائیں۔

اگر کسی عورت نے بالوں کی منڈیاں بنائی ہوں تو غسل کے وقت ان کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي فَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ: «لَا. إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلَى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ فَتَطْهُرِينَ».

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک ایسی عورت ہوں کہ کس کر سر کی مینڈھیوں کو مضبوطی سے باندھ لیتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے اس کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، تمہیں بس اتنا ہی کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالو، پھر اپنے آپ پر پانی بہا لو تم پاک ہو جاؤں گی۔ (مسلم حدیث نمبر 744، کتاب الحیض، بب حکم ضفائر المغتسلۃ)

اگر کسی مرد نے بالوں کی منڈیاں بنائی ہوں تو غسل کے وقت ان کو کھولنا ضروری ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ: أَنَّهُمُ اسْتَفْتَوُا النَّبِيَّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَمَّا الرَّجُلُ فَلْيَنْشُرْ رَأْسَهُ.

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے غسل جنابت کے متعلق مسئلہ پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: مرد تو اپنا سر بالوں کو کھول کر دھوئے۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 255، کتاب الطھارۃ، باب فی المرأۃ ھل تنقض شعرھا عند الغسل)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ، بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ الْأَيْسَرِ، ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ، فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ.

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو تقریباً اتنا بڑا برتن منگواتے جتنا اونٹنی کا دودھ دھونے کا ہوتا ہے۔ اور چلو سے پانی لیتے اور سر کے دائیں حصے سے آغاز فرماتے، پھر بائیں طرف (پانی ڈالتے)، پھر دونوں ہاتھوں (کالپ بنا کر اس) سے (پانی) لیتے اور ان سے سر پر (پانی) ڈالتے۔

(مسلم حدیث نمبر 725، کتاب الحیض، باب صفۃ غسل الجنابۃ)

غسل کے بعد وضو نہیں کرنا چاہیے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: وَهَذَا قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَالتَّابِعِينَ أَنْ لَا يَتَوَضَّأَ بَعْدَ الْغُسْلِ. *

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

امام ترمذی کہتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور تابعین میں سے کئی اہل علم کا قول ہے کہ غسل کے بعد وضو نہ کرے۔

(ترمذی حدیث نمبر 110، ابواب الطھارۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب فی الوضوء بعد الغسل)

غسل دائیں جانب سے شروع کرے۔

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِي غَسْلِ ابْنَتِهِ ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا.

حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کے غسل کے بارے میں ان سے فرمایا: "ان کی دائیں جانب سے اور ان کے وضو کے اعضاء سے آغاز کرو۔ (مسلم حدیث نمبر 2176، کتاب الجنائز، فصل فی البدأ بمیامن المیت ومواضع وضوءہ)

غسل کا طریقہ

غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لیں اور غسل خانے میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے پیشاب یا پاخانہ کر لیں۔ کپڑے اتارتے وقت پہلے قمیص اتاریں اور بائیں جانب سے اتارنا شروع کریں اس کے بعد زیر ناف کپڑے وغیرہ اتاریں اور پہلے بائیں جانب سے اتاریں۔

اگر شرمگاہ کے ساتھ کوئی نجاست وغیرہ لگی ہوئی ہو تو اس کو صاف کرلیں۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ صابن کے ساتھ دھولیں۔ پھر کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں اور مکمل وضو کریں۔ پھر سارے بدن پر پانی اس طرح بہالیں کہ پہلے دائیں کندھے پر دو دفعہ پانی بہائیں پھر بائیں کندھے پر تین دفعہ پانی بہائیں اس کے بعد سر پر اور پورے جسم پر اچھی طرح پانی بہایئں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

غسل کرنے کے بعد اپنے جسم کو اچھی طرح خشک کرلیں اور کپڑے پہنیں۔ کپڑے پہننے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زیر ناف کپڑے پہنیں اور ان کو پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔اس کے بعد قمیص وغیرہ بھی پہنتے وقت پہلے دائیں جانب سے پہنیں۔

غسل کے چند مزید مسائل

1) اگر غسل کرتے وقت شروع میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہیں رہا تو غسل کے بعد کلی یا ناک میں پانی ڈال لیں۔ غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

2) اگر کسی عورت نے کان میں بالیاں، ، ٹاپس وغیرہ پہنے ہوں یا ناک میں نتھ وغیرہ ڈالی ہو یا انگوٹھی، ، چھلہ وغیرہ پہنا ہو تو غسل کرتے وقت ان کو ہلانا ضروری ہے۔

3) اگر ناخنوں پر ناخن پالش لگائی ہو تو جب تک ناخن پالش کو ناخنوں سے کھرچ کر یا ریمو کر کے اتار نہ لیا جائے تو اس وقت تک غسل نہیں ہو گا۔

4) کوشش کرنی چاہیئے کہ ہفتے میں ایک دفعہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کاٹ لیں کیونکہ اگر ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کے ناخن بڑے ہو جائیں اور ان میں میل کچیل جمع ہو جائے اور اس میل کچیل کی وجہ سے وضو اور غسل میں پانی ناخنوں کے نیچے نہ پہنچے تو غسل اور وضو درست نہیں ہو گا۔

5) غسل کرتے وقت کسی قسم کا ذکر یا کلمہ وغیرہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

6) غسل خانہ اگر کچا ہو تو اس میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔

7) غسل کرنے سے پہلے وضو کر لیا یا وضو نہیں کیا۔ تو غسل کرنے سے وضو بھی ہو جائے گا۔ بعد میں دوبارہ نئے سرے سے وضو کرنا خلاف سنت ہے۔

8) مذی کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اس سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مذی خارج ہو تو استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَهُ أَنْ يَسْأَلَ لَهُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ إِذَا دَنَا مِنْ أَهْلِهِ فَخَرَجَ مِنْهُ الْمَذْيُ، مَاذَا عَلَيْهِ؟، فَإِنَّ عِنْدِي ابْنَتَهُ وَأَنَا أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَهُ، قَالَ الْمِقْدَادُ: فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ، فَلْيَنْضَحْ فَرْجَهُ وَلْيَتَوَضَّأْ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ۔

حضرت علیؓ نے مقداد بن اسودؓ کو رسول اللہ ﷺ سے (اپنے لئے) یہ مسئلہ پوچھنے کا حکم دیا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور مذی نکل آئے تو کیا کرے؟ (انہوں نے کہا) چونکہ میرے نکاح میں رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی (فاطمہؓ) ہیں، اس لئے مجھے آپ سے یہ مسئلہ پوچھنے میں شرم آتی ہے۔ مقدادؓ کہتے ہیں: میں نے جا کر پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اسے پائے تو اپنی شرمگاہ کو دھو ڈالے اور وضو کرے جیسے نماز کے لیے وضو کرتا ہے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 207، کتب الطھارۃ، باب فی المذی)

9) ودی کے خارج ہونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

(ودی پیشاب کے بعد بیماری یا کمزوری کی وجہ سے شرمگاہ سے نکلنے والے سفید رنگ کے قطروں یا رطوبت کو کہا جاتا ہے)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: الْوَدْيُ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَ الْبَوْلِ فِيهِ الْوُضُوءُ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ: ودی جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے اس میں وضو ہی کرنا ہوتا ہے۔

(سنن کبری للبیہقی حدیث نمبر 564، باب الوضوء من المذی والودی)

10) خواتین کو آج کل لیکوریا کی بیماری ہوتی ہے اس کا حکم بھی ودی کا ہے۔ یعنی لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضو کافی ہے۔

نوٹ:

مذی، ، ودی اور لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر مذی، ، ودی یا لیکوریا کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں ان کو دھولینا چاہیے۔

خلاصہ کلام

1) غسل کی بہت سی اقسام ہیں۔

1۔ فرض غسل 2۔ واجب غسل

3۔ سنت غسل 4۔ مستحب غسل

2) جب بھی کسی مرد و عورت کے اعضائے مستورہ آپس میں مل جائیں یا مرد و عورت میں سے کسی کو احتلام ہو جائے، یا کسی عورت کو حیض یا نفاس کا خون آنا رک جائے تو ان پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔

3) کسی بھی میت کو غسل دینا واجب ہے۔

4) جمعہ اور عیدین کی نماز سے پہلے ، اسلام قبول کرنے کے بعد، ، مکہ میں داخلے سے پہلے، ، احرام باندھنے سے پہلے اور عرفہ کی طرف جانے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے۔

5) جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہو، یا کوئی حجامہ کروائے، مکہ میں داخل ہونے سے پہلے اور ہفتے میں ایک دن غسل کرنا مستحب ہے۔

6) غسل کا طریقہ درج ذیل ہے۔

غسل خانے میں داخل ہونے سے پہلے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا پڑھ لیں اور غسل خانے میں داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں پہلے اندر رکھیں اور بہتر یہ ہے کہ غسل کرنے سے پہلے پیشاب یا پاخانہ کر لیں۔ کپڑے اتارتے وقت پہلے قمیص اتاریں اور بائیں جانب سے اتارنا شروع کریں اس کے بعد زیر ناف کپڑے وغیرہ اتاریں اور پہلے بائیں جانب سے اتاریں۔

اگر شرمگاہ کے ساتھ کوئی نجاست وغیرہ لگی ہوئی ہو تو اس کو صاف کر لیں۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ صابن کے ساتھ دھو لیں۔ پھر کلی کریں اور ناک میں پانی ڈالیں اور مکمل وضو کریں۔ پھر سارے بدن پر پانی اس طرح بہا لیں کہ پہلے دائیں کندھے پر دو دفعہ پانی بہائیں پھر بائیں کندھے پر تین دفعہ پانی بہائیں اس کے بعد سر پر اور پورے جسم پر اچھی طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔

غسل کرنے کے بعد اپنے جسم کو اچھی طرح خشک کر لیں اور کپڑے پہنیں۔ کپڑے پہننے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے زیر ناف کپڑے پہنیں اور ان کو پہنتے وقت دائیں طرف سے شروع کریں۔ اس کے بعد قمیص وغیرہ بھی پہنتے وقت پہلے دائیں جانب سے پہنیں۔

7) غسل کی سنتیں درج ذیل ہیں۔

1۔ جنابت یا فرض غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھوئیں۔

2۔ ہاتھ دھونے کے بعد استنجاء کریں۔

3۔ بدن کے کسی حصے پر نجاست لگی ہو تو اس کو صاف کریں۔

4۔ پھر جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے۔ اس طرح وضو کریں۔

5۔ پھر اپنے سر اور سارے جسم پر تین، تین دفعہ پانی بہائیں۔

(اگر کسی عورت نے بالوں کی منڈیاں بنائی ہوں تو غسل کے وقت ان کو کھولنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی مرد نے بالوں کی منڈیاں بنائی ہوں تو غسل کے وقت ان کو کھولنا ضروری ہے۔)

8) غسل کے بعد وضو نہیں کرنا چاہیے۔

9) اگر غسل کرتے وقت شروع میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا یاد نہیں رہا تو غسل کے بعد کلی یا ناک میں پانی ڈال لیں۔ غسل دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

10) اگر کسی عورت نے کان میں بالیاں، ٹاپس وغیرہ پہنے ہوں یا ناک میں نتھ وغیرہ ڈالی ہو یا انگوٹھی، چھلہ وغیرہ پہنا ہو تو غسل کرتے وقت ان کو ہلانا ضروری ہے۔

11) اگر ناخنوں پر ناخن پالش لگائی ہو تو جب تک ناخن پالش کو ناخنوں سے کھرچ کر یا ریمو کر کے اتار نہ لیا جائے تو اس وقت تک غسل نہیں ہو گا۔

12) کوشش کرنی چاہیئے کہ ہفتے میں ایک دفعہ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن کاٹ لیں کیونکہ اگر ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کے ناخن بڑے ہو جائیں اور ان میں میل کچیل جمع ہو جائے اور اس میل کچیل کی وجہ سے وضو اور غسل میں پانی ناخنوں کے نیچے نہ پہنچے تو غسل اور وضو درست نہیں ہو گا۔

13) غسل کرتے وقت کسی قسم کا ذکر یا کلمہ وغیرہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

14) غسل خانہ اگر کچا ہو تو اس میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے۔

15) غسل کرنے سے پہلے وضو کر لیا یا وضو نہیں کیا۔ تو غسل کرنے سے وضو بھی ہو جائے گا۔ بعد میں دوبارہ نئے سرے سے وضو کرنا خلاف سنت ہے۔

16) مذی کے خارج ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مذی خارج ہو تو استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

17) ودی کے خارج ہونے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضو ہی کافی ہے۔

18) خواتین کو آج کل لیکوریا کی بیماری ہوتی ہے اس کا حکم بھی ودی کا ہے۔ یعنی لیکوریا کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ استنجاء اور وضو کافی ہے۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کریں

1) غسل کی اقسام ہیں؟

الف) 3 (ب) 2 (ج) 4

2) عورت کو احتلام ہو تو اس پر ________ ضروری ہے؟

الف) وضو (ب) غسل (ج) استنجا

3) میت کو غسل دینا __________ ہے

الف) سنت (ب) واجب (ج) مستحب

4) فرض غسل میں اگر کسی عورت نے بالوں کی مینڈھیاں بنائی ہوں تو غسل کے وقت ان کو کھولنا __________ ہے۔

الف) ضروری (ب) ضروری نہیں ج) فرض ہے

5) خروج مذی اور ودی سے __________ پر اکتفا کیا جائے گا؟

الف) غسل (ب) وضو (ج) وضو اور استنجاء

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

سوال نمبر 1: غسل کب فرض ہوتا ہے؟

سوال نمبر 2: نفاس کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟

سوال نمبر 3: غسل کرنے کا طریقہ تحریر کیجیے؟

سوال نمبر 4: ناخن پالش لگی ہو تو غسل ہو جائے گا؟

سوال نمبر 5: لیکوریا کا حکم تحریر کیجیے؟

سوال نمبر 6: سنت غسل کون کون سے ہیں؟

سوال نمبر 7: مستحب غسل پر ایک حدیث زیر قلم لائیں؟

◆◆◆◆◆◆◆◆◆

خواتین کے خصوصی مسائل

حیض و نفاس کے مسائل

شریعت اسلامیہ میں حیض اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم (بچہ دانی) کے اندر سے متعینہ اوقات میں بغیر کسی بیماری کے نکلتا ہے۔ چونکہ یہ خون تقریباً ہر ماہ آتا ہے، اس لئے اس کو ماہواری (MC) بھی کہتے ہیں۔ اس خون کو اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں کے لئے مقدر کر دیا ہے۔ حمل کے دوران یہی خون بچہ کی غذا بن جاتا ہے۔ لڑکی کے بالغ ہونے (12-13 سال کی عمر) سے تقریباً 50-55 سال کی عمر تک

یہ خون عورتوں کو آتا رہتا ہے۔ حیض کی کم از کم، اور زیادہ سے زیادہ مدت کے متعلق علماء کی رائے متعدد ہیں، البتہ عموماً اس کی کم از کم مدت 3 دن اور زیادہ سے زیادہ 10 دن تک رہتی ہے۔ 10 دن سے زائد اگر خون جاری رہے تو پھر وہ حیض کا نہیں ہو گا۔ بلکہ اس کو بیماری کا خون یعنی استخاضہ کہیں گے۔

نفاس اُس خون کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے بچہ کی ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے، (ایک دو روز میں بھی بند ہو سکتا ہے) اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت 40 دن ہے۔ لہذا 40 دن سے پہلے جب بھی عورت پاک ہو جائے، یعنی اس کا خون آنا بند ہو جائے، تو وہ غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ خون بند ہو جانے کے بعد بھی 40 دن تک انتظار کرنا اور نماز وغیرہ سے رکے رہنا غلط ہے۔

حیض یا نفاس والی عورتوں کے لئے مندرجہ ذیل امور ناجائز ہیں۔

ان دونوں حالت میں صحبت کرنا ناجائز ہے۔ البتہ صحبت کرنے کے علاوہ باقی جائز کام جیسے بوسہ لینا وغیرہ کر سکتے ہیں۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِیْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِی الْمَحِیْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى یَطْهُرْنَ۔

اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے لہذا حیض کی حالت میں عورتوں سے الگ رہو، اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان سے قربت (یعنی جماع) نہ کرو۔ (سورۃ البقرۃ: آیت نمبر 222)

البتہ ان ایام میں سوائے مجامعت کے ہر جائز شکل میں استمتاع کیا جا سکتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى {وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ} [البقرة: 222] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ»

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ یہودی، جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی تو نہ وہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ اس کے ساتھ گھر ہی میں اکٹھے رہتے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ نے آپ سے اس بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری: یہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجیے، یہ اذیت (کا وقت) ہے، اس لیے حیض (مقام حیض) میں عورتوں (کے ساتھ مجامعت) سے دور ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جماع کے سوا سب کچھ کرو۔"

(مسلم حدیث نمبر 694، کتاب الحیض، باب جواز الغسل الحائض رأس زوجھا و ترجیله وطھارۃ سؤرھا والاتکاء فی حجرھا وقراءۃ القرآن فیه)

نماز اور روزہ کی ادائیگی

حیض سے پاک و صاف ہو جانے کے بعد عورت روزے کی قضا کرے گی، لیکن نماز کی قضا نہیں کرے گی۔

عَنْ مُعَاذَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ. فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلَكِنِّي أَسْأَلُ. قَالَتْ: «كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ»

معاذہؓ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے سوال کیا، میں نے کہا: حائضہ عورت کا یہ حال کیوں ہے کہ وہ روزوں کی قضا دیتی ہے نماز کی نہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ میں نے عرض کی: میں حروریہ نہیں، (صرف) پوچھنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

(مسلم حدیث نمبر 763، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوۃ)

نماز روزہ میں فرق کی وجہ اللہ ہی زیادہ جانتا ہے۔ پھر بھی علماء کرام نے لکھا ہے کہ نماز ایسا عمل ہے جس کی بار بار تکرار ہوتی ہے، لہذا ممکن ہے کہ مشقت اور پریشانی سے بچنے کے لئے اس کی قضا کا حکم نہیں دیا گیا، لیکن روزہ کا معاملہ اس کے بر

عکس ہے کہ سال میں صرف ایک مرتبہ اس کا وقت آتا ہے، لہذا روزہ کی قضا کا حکم دیا گیا۔

قرآن کریم بغیر کسی حائل (کپڑے) کے چھونا۔ قرآن کریم کو صرف پاکی کی حالت میں ہی چھوا جاسکتا ہے، لہذا ناپاکی کے ایام میں عورت ضرورت کے کسی کپڑے مثلاً باہری غلاف کے ساتھ ہی قرآن کو چھوئے۔ لیکن قرآن پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلۡمُطَهَّرُونَ

اس کو وہی لوگ چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔ (سورۃ الواقعہ: آیت نمبر 79)

بیت اللہ کا طواف کرنا:

حائضہ بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ , قَالَتْ: فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں مکہ آئی تو اس وقت میں حائضہ تھی۔ اس لیے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صفا مروہ کی سعی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی اسی طرح (ارکان حج) ادا کر لو ہاں بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہ کرنا۔

(بخاری حدیث نمبر 1650، کتاب المناسك، باب تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت واذا سعى على غير وضوء بين الصفا والمروة)

البتہ حائضہ سعی کر سکتی ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ، قَالَتْ: فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: افْعَلِي كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ ، غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي۔

اماں عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں مکہ آئی تو اس وقت میں حائضہ تھی۔ اس لیے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صفا مروہ کی سعی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ سے کی تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی اسی طرح (ارکان حج) ادا کر لو ہاں بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہ کرنا۔

(بخاری حدیث نمبر 1650، کتاب المناسك، باب تقضی الحائض المناسك کلها الا الطواف بالبیت واذا سعی علی غیر وضوء بین الصفا والمروة)

مسجد میں داخل ہونا:

حائضہ اور جنبی کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ۔

میں حائضہ اور جنبی کے لئے مسجد کو حلال نہیں سمجھتا۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 232، کتاب الطهارة، باب فی الجنب یدخل المسجد)

اگر عورت مسجد حرام یا کسی دوسری مسجد میں ہے اور ناپاکی کا وقت شروع ہو گیا تو عورت کو چاہئے کہ فوراً مسجد سے باہر نکل جائے، البتہ صفا مروہ یا مسجد حرام کے باہر صحن میں کسی جگہ بیٹھ سکتی ہے۔

بغیر چھوئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا:

حیض یا جنابت کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے البتہ قرآن کریم میں وارد اذکار اور دعائیں ان ایام میں پڑھی جا سکتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: لَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔"

(ترمذی حدیث نمبر 132، ابواب الطهارة عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الجنب والحائض انهما لا یقرآن القرآن)

چند مزید مسائل

1) میاں بیوی کا حیض کی حالت میں صحبت کرنا، اور پیچھے کے راستے یعنی دبر کو کسی بھی وقت اختیار کرنا حرام ہے۔

2) حیض (ماہواری۔MC) کو وقتی طور پر روکنے والی دوائیں استعمال کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

3) حیض یا نفاس والی عورت کا خون جس نماز کے وقت شروع ہوا، اگر خون شروع ہونے سے قبل نماز کی ادائیگی نہ کر سکی تو پھر اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔ البتہ جس نماز کے وقت میں خون بند ہو گا، غسل کر کے اس نماز کی ادائیگی اس کے ذمہ ہو گی۔

استحاضہ کے مسائل

حیض یا نفاس کے علاوہ بیماری کی وجہ سے بھی عورت کو کبھی کبھی خون آجاتا ہے جسکو استحاضہ کہا جاتا ہے۔ اس بیماری کے خون (استحاضہ) کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جاتا ہے، مگر نماز اور روزہ کی ادائیگی اس عورت کے لئے معاف نہیں ہے۔ نیز ان بیماری کے ایام میں صحبت بھی کی جاسکتی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً كَانَتْ تُهَرَاقُ الدِّمَاءَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا أُمُّ سَلَمَةَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: لِتَنْظُرْ عِدَّةَ اللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ أَنْ يُصِيبَهَا الَّذِي أَصَابَهَا، فَلْتَتْرُكِ الصَّلَاةَ قَدْرَ ذَلِكَ مِنَ الشَّهْرِ، فَإِذَا خَلَّفَتْ ذَلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ، ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ، ثُمَّ لِتُصَلِّ فِيهِ۔

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو استحاضہ کا خون آتا تھا، تو ام سلمہؓ رضی اللہ عنہا نے اس کے لیے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو چاہیئے کہ اس بیماری کے لاحق ہونے سے پہلے مہینے کی ان راتوں اور دنوں کی تعداد کو جن میں اسے حیض آتا

تھا ذہن میں رکھ لے اور (ہر) ماہ اسی کے بقدر نماز چھوڑ دے، پھر جب یہ دن گزر جائیں تو غسل کرے، پھر کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے پھر اس میں نماز پڑھے۔

(ابو داؤد حدیث نمبر 274، کتاب الطھارۃ، باب فی المرأۃ تستحاض ومن قال تدع الصلوۃ فی عدۃ الایام التی کانت تحیض)

نوٹ:

اگر کسی عورت کو بیماری کا خون ہر وقت آنے لگے یعنی خون کے قطرے ہر وقت نکل رہے ہیں کہ تھوڑا سا وقت بھی نماز کی ادائیگی کے لئے نہیں مل پا رہا ہے تو اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کو ہر وقت پیشاب کے قطرات گرنے کی بیماری ہو جائے کہ وہ ایک وقت کے لئے وضو کرے اور اس وقت میں جتنی چاہے نماز پڑھے، قرآن کی تلاوت کرے، دوسری نماز کا وقت شروع ہونے پر اس کو دوسرا وضو کرنا ہو گا۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَتْ: إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّ ذَلِكِ عِرْقٌ، وَلَكِنْ دَعِي الصَّلَاةَ قَدْرَ الْأَيَّامِ الَّتِي كُنْتِ تَحِيضِينَ فِيهَا، ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیشؓ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے اور میں پاک نہیں ہو پاتی، تو کیا میں نماز چھوڑ دیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ یہ تو ایک رگ کا خون ہے، ہاں اتنے دنوں میں نماز ضرور چھوڑ دیا کر جن میں اس بیماری سے پہلے تمہیں حیض آیا کرتا تھا۔ پھر غسل کر کے نماز پڑھا کرو۔

(بخاری حدیث نمبر 325، کتاب الحیض، باب اذا حاضت فی شھر ثلث حیض)

مانع حمل کے ذرائع کا استعمال:

شریعت اسلامیہ نے اگرچہ نسلوں کو بڑھانے کی ترغیب دی ہے، لیکن اگر اولاد پیدا ہونے سے بیوی کی جان کو خطرہ ہو یا مسائل بڑھنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایسے اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی ہے جس سے وقتی طور پر حمل نہ ٹھہرے، مثلاً دواؤں یا کنڈوم کا استعمال، یا عزل کرنا (منی کو شرمگاہ کے باہر نکالنا)

أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ ، أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ ، فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّا نُصِيبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : أَوَإِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذَلِكَ ، لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَفْعَلُوا ، فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللَّهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ .

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ انصار کا ایک آدمی آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم لونڈیوں سے ہمبستری کرتے ہیں اور مال سے محبت کرتے ہیں۔ آپ کا عزل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تم ایسا کرتے ہو، تمہارے لیے کچھ قباحت نہیں اگر تم ایسا نہ کرو، کیونکہ جس جان کی بھی پیدائش اللہ نے لکھ دی ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گی۔

(بخاری حدیث نمبر 6603، کتاب القدر، باب قولہ وکان امر اللہ قدرا مقدورا)

اسقاط حمل (Abortion):

اگر حمل ٹھہر جائے تو اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ۔

اور جس جان کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے اسے کسی برحق وجہ کے بغیر قتل نہ کرو۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر 151)

البتہ شرعی وجہ جواز پائے جانے کی صورت میں بہت بھی نہایت محدود دائرہ میں حمل کا اسقاط جائز ہے۔ چار مہینے مکمل ہو جانے کے بعد حمل کا اسقاط بالکل حرام ہے، کیونکہ وہ ایک جان کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

اگر کسی وجہ سے حمل کے برقرار رہنے سے ماں کی جان کو خطرہ ہو جائے تو ماں کی زندگی کو بچانے کے لئے چار ماہ کے بعد بھی اسقاط حمل جائز ہے۔ یہ محض دو ضرر میں سے بڑے ضرر کو دور کرنے، اور دو مصلحتوں میں سے بڑی مصلحت کو حاصل کرنے کی لئے اجازت دی گئی ہے۔

رضاعت (دودھ پلانے) سے حرمت کا مسئلہ:

اگر کوئی عورت کسی دو سال سے کم عمر کے بچے کو اپنا دودھ پلا دے تو وہ دونوں ماں بیٹے کے حکم میں ہو جاتے ہیں، لیکن قرآن وحدیث کی روشنی میں جمہور علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رضاعت (دودھ پلانے) کے لئے بنیادی شرط یہ ہے کہ دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے بچے نے دودھ پیا ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یہ مدت ان کے لئے ہے جو دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 233)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُحَرِّمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ إِلَّا مَا فَتَقَ الْأَمْعَاءَ فِي الثَّدْيِ، وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ۔

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رضاعت سے حرمت اسی وقت ثابت ہوتی ہے جب وہ انتڑیوں کو پھاڑ دے، اور یہ دودھ چھڑانے سے پہلے ہو۔"

(ترمذی حدیث نمبر 1134، ابواب الرضاع، باب ما جاء ان الرضاعة لا تحرم الا فی الصغر دون الحولین)

یعنی دودھ پلانے سے ماں بیٹے کا رشتہ اسی وقت ہو گا جبکہ دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے بچے کو دودھ پلایا جائے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: حدیث صحیح ہے اور صحابہ کرامؓ کا عمل بھی یہی تھا کہ رضاعت سے حرمت اسی وقت ثابت ہو گی جب دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے بچے نے دودھ پیا ہو۔ دودھ چھڑانے کی مدت کے بعد کسی مرد کو دودھ پلانے سے کوئی حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے اگرچہ ڈھائی سال تک بچے کو دودھ پلانے کی گنجائش رکھی ہے، البتہ علماء احناف کا فتویٰ دو سال تک ہی دودھ پلانے کا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، البتہ اگر ایسا ہو جائے تو دودھ کو منہ سے گرا دے۔

صحابہ کرامؓ کے زمانے سے آج تک امت مسلمہ کے 99.99٪ محدثین، مفسرین، مفکرین، فقہا، نیز چاروں امام اور جمہور علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی مرد کو عورت کا دودھ پلانے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے، یعنی دونوں کے درمیان کسی بھی شکل میں ماں بیٹے کا رشتہ نہیں بن سکتا ہے، اس کے لئے بنیادی شرط ہے کہ دودھ چھڑانے کی مدت سے پہلے بچے کو دودھ پلایا جائے۔

خلاصہ کلام

1) حیض اُس خون کو کہتے ہیں جو عورت کے رحم (بچہ دانی) کے اندر سے متعینہ اوقات میں بغیر کسی بیماری کے نکلتا ہے۔

2) حیض کی کم از کم مدت 3 دن اور زیادہ سے زیادہ 10 دن تک رہتی ہے۔ 10 دن سے زائد اگر خون جاری رہے تو پھر وہ حیض کا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو بیماری کا خون یعنی استخاضہ کہیں گے۔

3) نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے بچہ کی ولادت کے وقت اور ولادت کے بعد خارج ہوتا ہے۔ نفاس کی کم از کم مدت کی کوئی حد نہیں ہے، ایک دو روز میں بھی بند ہو سکتا ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت 40 دن ہے۔

4) جب بھی حیض یا نفاس کا خون آنا بند ہو جائے، تو وہ غسل کرکے نماز شروع کر دے۔ خون بند ہو جانے کے بعد بھی حیض کا 10 دن اور نفاس کا 40 دن تک انتظار کرنا اور نماز وغیرہ سے رکے رہنا غلط ہے۔

5) حیض یا نفاس کی حالت میں صحبت کرنا ناجائز ہے۔ البتہ صحبت کرنے کے علاوہ باقی جائز کام جیسے بوسہ لینا وغیرہ کر سکتے ہیں۔

6) حیض یا نفاس سے پاک و صاف ہو جانے کے بعد عورت روزے کی قضا کرے گی، لیکن نماز کی قضا نہیں کرے گی۔

7) حیض یا نفاس والی قرآن کریم بغیر کسی حائل (کپڑے) کے چھو نہیں سکتی اور نہ ہی قرآن پڑھ سکتی ہے۔

8) حیض یا نفاس والی بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکتی۔ البتہ حیض یا نفاس والی سعی کر سکتی ہے۔

9) حیض، نفاس والی یا جنبی کا قرآن مجید پڑھنا منع ہے البتہ قرآن کریم میں وارد اذکار اور دعائیں ان ایام میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

10) میاں بیوی کا حیض کی حالت میں صحبت کرنا، اور پیچھے کے راستے یعنی دبر کو کسی بھی وقت اختیار کرنا حرام ہے۔

11) حیض (ماہواری۔MC) کو وقتی طور پر روکنے والی دوائیں استعمال کرنے کی وقت ضرورت شرعاً گنجائش ہے۔

12) حیض یا نفاس والی عورت کا خون جس نماز کے وقت شروع ہوا، اگر خون شروع ہونے سے قبل نماز کی ادائیگی نہ کر سکی تو پھر اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔ البتہ جس نماز کے وقت میں خون بند ہو گا، غسل کر کے اس نماز کی ادائیگی اس کے ذمہ ہو گی۔

13) حیض یا نفاس کے علاوہ بیماری کی وجہ سے بھی عورت کو کبھی کبھی خون آجاتا ہے جسکو استحاضہ کہا جاتا ہے۔ اس بیماری کے خون (استحاضہ) کے نکلنے سے وضو تو ٹوٹ جاتا ہے، مگر نماز اور روزہ کی ادائیگی اس عورت کے لئے معاف نہیں ہے۔ نیز ان بیماری کے ایام میں صحبت بھی کی جاسکتی ہے۔

14) اگر کسی عورت کو بیماری کا خون ہر وقت آنے لگے یعنی خون کے قطرے ہر وقت نکل رہے ہیں کہ تھوڑا سا وقت بھی نماز کی ادائیگی کے لئے نہیں مل پا رہا ہے تو اس کا حکم اس شخص کی طرح ہے جس کو ہر وقت پیشاب کے قطرات گرنے کی بیماری ہو جائے کہ وہ ایک وقت کے لئے وضو کرے اور اس وقت میں جتنی چاہے نماز پڑھے، قرآن کی تلاوت کرے، دوسری نماز کا وقت شروع ہونے پر اس کو دوسرا وضو کرنا ہو گا۔

15) شریعت اسلامیہ نے اگرچہ نسلوں کو بڑھانے کی ترغیب دی ہے، لیکن اگر اولاد پیدا ہونے سے بیوی کی جان کو خطرہ ہو یا بیماری کا اندیشہ ہو تو پھر ایسے

اسباب اختیار کرنے کی اجازت دی ہے جس سے وقتی طور پر حمل نہ ٹھہرے، مثلاً دواؤں یا کنڈوم کا استعمال، یا عزل کرنا (منی کو شرمگاہ کے باہر نکالنا)

16) اگر حمل ٹھہر جائے تو اسقاط حمل جائز نہیں ہے۔

17) شرعی وجہ جواز پائے جانے کی صورت میں بہت ہی نہایت محدود دائرہ میں حمل کا اسقاط جائز ہے۔

18) چار مہینے مکمل ہو جانے کے بعد حمل کا اسقاط بالکل حرام ہے، کیونکہ وہ ایک جان کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔

19) اگر کسی وجہ سے حمل کے برقرار رہنے سے ماں کی جان کو خطرہ ہو جائے تو ماں کی زندگی کو بچانے کے لئے چار ماہ کے بعد بھی اسقاط حمل جائز ہے۔ یہ محض دو ضرر میں سے بڑے ضرر کو دور کرنے، اور دو مصلحتوں میں سے بڑی مصلحت کو حاصل کرنے کی لئے اجازت دی گئی ہے۔

20) اگر کوئی عورت کسی دو سال سے کم عمر کے بچے کو اپنا دودھ پلادے تو وہ دونوں ماں بیٹے کے حکم میں ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی دو سال سے زائد عمر میں کسی عورت کا دودھ پی لے تو پھر حرمت ثابت نہیں ہو گی۔

21) اگر کوئی شخص اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑتا ہے، البتہ اگر ایسا ہو جائے تو دودھ کو منہ سے گرادے۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کیجئے؟

1) --------اس خون کو کہتے ہیں جو رحم مادر سے بچہ کی ولادت کے وقت اور بعد میں خارج ہوتا ہے؟

الف۔ حیض　　ب۔ نفاس　　ج۔ استحاضہ

2) حیض کی مدت تین دن سے ------دن تک رہتی ہے؟

الف۔ بیس دن　　ب۔ چھ دن　　ج۔ دس دن

3) حیض میں رہ جانے والی نماز کی-----نہیں ہے؟

الف۔ قضا ب۔ گنجائش ج۔ اہمیت

4) حیض و نفاس کے علاوہ بیماری سے آنے والے خون کو-----کہتے ہیں؟

الف۔ پاک ب۔ ناپاک ج۔ استحاضہ

5) حمل کے چار ماہ بعد اسقاط کروانا----ہے؟

الف۔ جائز ب۔ حرام ج۔ نیکی

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں۔

سوال نمبر1: شریعت اسلامیہ میں حیض سے کیا مراد ہے؟

سوال نمبر2: نفاس کی مدت کتنی ہوتی ہے؟

سوال نمبر3: حالت حیض میں قرآن پاک چھونا یا اسکی تلاوت کرنا جائز ہے؟

سوال نمبر4: حائضہ عورت کے لئے حج و عمرہ کرنے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر5: فقہ حنفیہ کے مطابق بچے کو دودھ پلانے کی مدت کتنی مقرر ہے؟

****

باب دوم

مرد و خواتین کی نماز کا فرق

خواتین کی نماز بھی مردوں کی طرح ہی ہے لیکن چند امور خواتین کے مردوں سے علیحدہ ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

1) عورتیں تمام جسم کو بڑے کپڑے اور چادر وغیرہ سے چھپالیں تاکہ جسم اور بال وغیرہ نظر نہ آئیں۔

2) اذان اور اقامت خواتین کے لئے مسنون نہیں ہے۔

3) تکبیر تحریمہ کہتے وقت خواتین، مردوں کی طرح کانوں کی لو تک ہاتھ نہیں اٹھائیں گی بلکہ ہاتھوں کو کندھوں تک ہی اٹھائیں گی۔

4) قیام میں خواتین،مردوں کی طرح ناف سے نیچے ہاتھ نہیں باندھیں گی بلکہ دونوں ہاتھ پستانوں پر باندھیں گی۔یعنی بائیں ہتھیلی پر دائیں ہتھیلی رکھیں گی۔

5) تشہد یا سجدے کے لئے خواتین، مردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی بلکہ دونوں پاؤں دائیں طرف بچھا کر سرین پر بیٹھیں گی۔

6) رکوع اور سجود میں خواتین مردوں کی طرح نہیں جھکیں گی بلکہ اس طرح جھکیں گی جس سے زیادہ سے زیادہ پردے کا اہتمام ہوسکے۔

(1) ستر عورت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"عورت (کا سارا بدن) پردہ ہے۔"

(ترمذی حدیث نمبر 1156،ابواب الرضاع)

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بالغ عورت کی نماز بغیر اوڑھنی کے قبول نہیں کی جاتی۔"

(ترمذی حدیث نمبر 388، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء لا تقبل صلاۃ الحائض الا بخمار)

اوڑھنی کیا ھے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنِ الْخِمَارِ فَقَالَتْ: إِنَّمَا الْخِمَارُ مَا وَارَى الْبَشَرَ وَالشَّعَرَ۔

حضرت عائشہ ؓ سے اوڑھنی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اوڑھنی وہ ہے جو جسم کی کھال اور بالوں کو چھپا لے۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 3264، کتاب الصلاۃ، باب الترغیب فی ان تکشف ثیابھا)

(2) عورتوں کے لئے اذان اور اقامت:

عورتوں کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ أَذَانٌ وَلَا إِقَامَةٌ۔

حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اذان اور اقامت نہیں ہے۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 1920، کتاب الصلاۃ، باب لیس علی النساء اذان ولا إقامة)

(3) تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اٹھانا:

تکبیر تحریمہ کہتے وقت خواتین دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھائیں۔

عَنْ وَائِلِ بن حُجْرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ... فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: يَا وَائِلُ بن حُجْرٍ رضی اللہ عنہ، إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ، وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا۔

حضرت وائل بن حجر ؓ کہتے ہیں کہ مجھے حضور ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا اے وائل بن حجر! جب تم نماز شروع کرو تو دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے دونوں چھاتیوں تک اٹھائے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 17497، کنز العمال حدیث نمبر 19640، کتاب الصلاۃ)

عن مِسْمَعُ بْنُ ثَابِتٍ، سَمِعْتُ عَطَاءً، سُئِلَ عَنِ الْمَرْأَةِ كَيْفَ تَرْفَعُ يَدَيْهَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: حَذْوَ ثَدْيَيْهَا۔

حضرت مسمع بن ثابت کہتے ہیں کہ عطاء سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک ہاتھ اٹھائے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 2486، کتاب الصلاۃ باب فی المرأۃ اذان افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیہا)

قلت لعطاء اتشیر المراۃ بیدیہا کالرجال بالتکبیر قال لا ترفع بذلك یدیها کالرجال و اشار فخفض یدیه جدا وجمعهما الیه جدا وقال ان للمراۃ هیئة لیست للرجل۔

حضرت عطاء سے پوچھا گیا کہ کیا عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھوں سے مردوں کی طرح اشارہ کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد حضرات اٹھاتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو جب اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اپنے سے اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر 5066، کتاب الصلاۃ باب تکبیر المرأۃ بیدیہا وقیام المرأۃ ورکوعہا وسجودھا، مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر 2489، کتاب الصلاۃ باب فی المرأۃ اذان افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیہا)

امام بخاری، خطاب بن عثمان سے اور وہ اسماعیل بن عیاش سے اور وہ حضرت عبد ربہ بن سلیمان بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ

رأیت ام الدرداء ترفع یدیہا فی الصلاۃ حذو منکبیہا۔

میں نے حضرت ام درداءؓ کو دیکھا کہ آپ نے نماز میں اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتی تھیں۔ (جزء رفع الیدین للامام البخاری، حدیث نمبر 22)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے شاگرد حضرت زہری سے اوزاعی نقل کرتے ہیں۔

عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: تَرْفَعُ يَدَيْهَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهَا۔

اوزاعی کہتے ہیں کہ حضرت زہری نے فرمایا کہ عورت (نماز میں) اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھائے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث نمبر 2487، کتاب الصلاۃ باب فی المرأۃ اذان افتتحت الصلاۃ الی این ترفع یدیہا)

(4) قیام میں خواتین، مردوں کی طرح ناف سے نیچے ہاتھ نہیں باندھیں گی بلکہ دونوں ہاتھ پستانوں پر باندھیں گی۔ یعنی بائیں ہتھیلی پر دائیں ہتھیلی رکھیں گی۔

خواتین کے بارے میں فقہاء کا اجماع ہے کہ وہ قیام کے وقت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی اور اجماع مستقل دلیل شرعی ہے۔

1) امام ابو القاسم ابراہیم بن محمد القاری الحنفی السمر قندی (م بعد 907ھ) لکھتے ہیں:

وَالْمَرْاَةُ تَضَعُ [یَدَیْهَا] عَلٰی صَدْرِهَا بِالْاِتِّفَاقِ۔

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے۔

(مستخلص الحقائق شرح کنز الدقائق: ص153)

2) سلطان المحدثین ملا علی قاریؒ (م1014ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَرْاَةُ تَضَعُ [یَدَیْهَا] عَلٰی صَدْرِهَا اِتِّفَاقًا لِاَنَّ مَبْنٰی حَالِهَا عَلَی السَّتْرِ.

ترجمہ: عورت اپنے ہاتھ سینہ پر رکھے گی، اس پر سب فقہاء کا اتفاق ہے، کیونکہ عورت کی حالت کا دارو مدار پردے پر ہے۔

(فتح باب العنایۃ: جلد 1 صفحہ 243 سنن الصلوۃ)

3) علامہ عبد الحئی لکھنویؒ (م1304ھ) لکھتے ہیں:

وَاَمَّا فِیْ حَقِّ النِّسَاءِ فَاتَّفَقُوْا عَلٰی اَنَّ السُّنَّةَ لَهُنَّ وَضْعُ الْیَدَیْنِ عَلَی الصَّدْرِ لِاَنَّهَا مَا اَسْتَرُ لَهَا۔

ترجمہ: رہا عورتوں کے حق میں [ہاتھ باندھنے کا معاملہ] تو تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان کے لیے سنت سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ (السعایۃ جلد 2 صفحہ 156)

5) تشہد یا سجدے کے لئے خواتین، مردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی بلکہ دونوں پاؤں دائیں طرف بچھا کر سرین پر بیٹھیں گی۔

6) رکوع اور سجود میں خواتین مردوں کی طرح نہیں جھکیں گی بلکہ اس طرح جھکیں گی جس سے زیادہ سے زیادہ پردے کا اہتمام ہو سکے۔

قال تجتمع المرأة اذا رکعت ترفع یدیها الی بطنها و تجتمع ما استطاعت فاذا سجدت فلتضم یدیها الیها و تضم بطنها و صدرها الی فخذیها و تجتمع ما استطاعت۔

حضرت عطاء نے فرمایا کہ عورت (نماز میں) سنبھال کر رہے۔جب رکوع کرے اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف اٹھائے(ملائے) اور جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے۔ پھر جب سجدہ کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم کے ساتھ ملا لے اور اپنے پیٹ کو اور اپنے سینے کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے۔اور جتنا ہوسکے اپنے آپ کو اچھی طرح سنبھالے۔

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر 5069، کتاب الصلاۃ،باب تکبیر المرأۃ بیدیها و قیام المرأۃ ورکوعها وسجودها)

کیف کن النساء یصلین علی عهد رسول اللهﷺ قال کن یتربعن ثم امرن ان یحتفزن۔

حضرت نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ حضورﷺ کے زمانے میں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھیں؟ تو حضرت ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ پہلے تو (قعدہ میں) چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر بعد میں انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خوب سمٹ کر بیٹھا کریں۔(جامع المسانید جلد 1 صفحہ 400)

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ،قَالَ:إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِز ،وَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا ۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ اور سکڑ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو (پیٹ اور سینے) سے ملا کر رکھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ، حدیث نمبر 2793، کتاب الصلاۃ،باب المرأۃ کیف تکون فی سجودها؟ واللفظ له، سنن الکبری للبیهقی حدیث نمبر 3322)

عن علی رضی اللہ عنہ قال اذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتلصق فخذیها ببطنها۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جب عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ اور سکڑ کر کرے اور اپنی دونوں رانوں کو پیٹ سے ملا کر رکھے۔

(مصنف عبدالرزاق ، حدیث نمبر 5072، کتاب الصلاۃ،باب تکبیر المرأۃ بیدیها و قیام المرأۃ ورکوعها وسجودها)

خلاصہ کلام

1) خواتین کی نماز بھی مردوں کی طرح ہی ہے لیکن چند امور خواتین کے مردوں سے علیحدہ ہیں۔
2) عورتیں تمام جسم کو بڑے کپڑے اور چادر وغیرہ سے چھپالیں تاکہ جسم اور بال وغیرہ نظر نہ آئیں۔
3) اذان اور اقامت خواتین کے لئے مسنون نہیں ہے۔
4) تکبیر تحریمہ کہتے وقت خواتین، مردوں کی طرح کانوں کی لو تک ہاتھ نہیں اٹھائیں گی بلکہ ہاتھوں کو کندھوں تک ہی اٹھائیں گی۔
5) قیام میں خواتین،مردوں کی طرح ناف سے نیچے ہاتھ نہیں باندھیں گی بلکہ دونوں ہاتھ پستانوں پر باندھیں گی۔یعنی بائیں ہتھیلی پر دائیں ہتھیلی رکھیں گی۔
6) تشہد یا سجدے کے لئے خواتین، مردوں کی طرح نہیں بیٹھیں گی بلکہ دونوں پاؤں دائیں طرف بچھا کر سرین پر بیٹھیں گی۔
7) رکوع اور سجود میں خواتین مردوں کی طرح نہیں جھکیں گی بلکہ اس طرح جھکیں گی جس سے زیادہ سے زیادہ پردے کا اہتمام ہوسکے۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کریں۔

1) اذان اور اقامت خواتین __________ کے لیے ہے۔
الف) مسنون نہیں (ب) فرض نہیں (ج) واجب نہیں

2) رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا بالغ عورت کی نماز _______ قبول نہیں ہوتی۔
الف) اوڑھنی کے ساتھ (ب) بغیر اوڑھنی کے
(ج) موٹی چادر کے ساتھ

3) عورت کے لیے سینے پر ہاتھ باندھنا ___________ ہے۔
الف) سنت (ب) فرض (ج) مستحب

4) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا عورت کا ____________ پردہ ہے۔
الف) سارا بدن (ب) چہرہ (ج) ہاتھ، پاؤں، چہرہ

5) قیام میں عورت ہاتھ باندھے گی۔
الف) پستانوں کے نیچے (ب)ناف کے نیچے (ج) ناف کے اوپر

6) جماع مستقل ___________ ہے۔
الف) دلیل ظنی (ب) دلیل قطعی (ج) دلیل شرعی

مختصر سوالات کے جوابات دیں۔

سوال نمبر 1: اوڑھنی کسے کہتے ہیں؟

سوال نمبر 2: کیا مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے؟

سوال نمبر 3: تکبیر تحریمہ کہتے وقت خواتین کہاں تک ہاتھوں کو اٹھائیں گی؟

سوال نمبر 4: تشہد یا سجدے کے لیے خواتین کیسے بیٹھیں گی؟

♦♦♦♦♦♦♦♦♦

صلوۃ التراویح

صلوۃ التراویح کے فضائل

صلوۃ التراویح سنت موکدہ ہے۔تراویح کی نماز کے بہت سے فضائل احادیث مبارکہ میں بیان ہوئے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو کوئی رمضان میں (راتوں کو) ایمان رکھ کر اور ثواب کے لئے عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر 37، کتاب الایمان، باب تطوع قیام رمضان من الایمان)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ، فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ أَبِيكَ يَذْكُرُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، قَالَ: نَعَمْ، حَدَّثَنِي أَبِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ، فَقَالَ: شَهْرٌ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

حضرت عبدالرحمنؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان کا ذکر کیا تو فرمایا: وہ ایسا مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر اس کے روزے کو فرض قرار دیا ہے، اور میں نے اس کے قیام اللیل کو تمہارے لیے مسنون قرار دیا ہے، لہٰذا جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے اس مہینے میں روزے رکھے، اور راتوں میں نفل پڑھے، وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1328، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

حدیث نمبر 3

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان اور ثواب کی نیت کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، اور (اس کی راتوں میں) قیام کیا، تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1326، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

حدیث نمبر 4

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ، وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ، فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں، اور میں نے تمہارے لیے اس میں قیام کرنے کو سنت قرار دیا ہے اس میں جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھے گا اور (عبادت پر) کمربستہ ہو گا تو وہ اپنے گناہوں سے ایسے نکل جائے گا جیسے اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو۔" (نسائی حدیث نمبر 2210، کتاب الصیام، باب ثواب من قام رمضان و صامه ایمانا و احتساب ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر والنضر بن شیبان فیه)

حدیث نمبر 5

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے (رات کا) قیام کرے گا، تو اس کے گناہ جو پہلے ہو چکے ہوں بخش دیے جائیں گے۔

(نسائی حدیث نمبر 1603، کتاب قیام اللیل و تطوع النهار، باب ثواب من قام رمضان ایمانا و احتسابا)

حدیث نمبر 6

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ کان یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت (تراویح) اور وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 7775)

حدیث نمبر 7

عَنْ عِكْرِمَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُمْ شَكُّوا فِي هِلَالِ رَمَضَانَ مَرَّةً، فَأَرَادُوا أَنْ لَا يَقُومُوا وَلَا يَصُومُوا، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ مِنَ الْحَرَّةِ، فَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الْهِلَالَ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَتَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَشَهِدَ أَنَّهُ رَأَى الْهِلَالَ، فَأَمَرَ بِلَالًا، فَنَادَى فِي النَّاسِ أَنْ يَقُومُوا وَأَنْ يَصُومُوا.

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار لوگوں کو رمضان کے چاند (کی رویت) سے متعلق شک ہوا اور انہوں نے یہ ارادہ کر لیا کہ نہ تو تراویح پڑھیں گے اور نہ روزے رکھیں گے، اتنے میں مقام حرہ سے ایک اعرابی آ گیا اور اس نے چاند دیکھنے کی گواہی دی چنانچہ اسے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے جایا گیا، آپ ﷺ نے اس سے سوال کیا: کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: ہاں، اور چاند دیکھنے کی گواہی بھی دی چنانچہ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں منادی کر دیں کہ لوگ تراویح پڑھیں اور روزہ رکھیں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 2341، کتاب الصیام، باب فی شھادۃ الواحد علی رؤیۃ ھلال رمضان)

حدیث نمبر 8

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ سَبْعٌ مِنَ الشَّهْرِ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا فِي

السَّادِسَةِ وَقَامَ بِنَا فِي الْخَامِسَةِ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ، فَقُلْنَا لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا بَقِيَّةَ لَيْلَتِنَا هَذِهِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ مَنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ كُتِبَ لَهُ قِيَامُ لَيْلَةٍ، ثُمَّ لَمْ يُصَلِّ بِنَا حَتَّى بَقِيَ ثَلَاثٌ مِنَ الشَّهْرِ، وَصَلَّى بِنَا فِي الثَّالِثَةِ وَدَعَا أَهْلَهُ وَنِسَاءَهُ، فَقَامَ بِنَا حَتَّى تَخَوَّفْنَا الْفَلَاحَ، قُلْتُ لَهُ: وَمَا الْفَلَاحُ؟ قَالَ: السُّحُورُ. قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ، فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنْ يُصَلِّيَ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً مَعَ الْوِتْرِ، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَهُمْ بِالْمَدِينَةِ، وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ، وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، وَقَالَ أَحْمَدُ: رُوِيَ فِي هَذَا أَلْوَانٌ وَلَمْ يُقْضَ فِيهِ بِشَيْءٍ، وَقَالَ إِسْحَاق: بَلْ نَخْتَارُ إِحْدَى وَأَرْبَعِينَ رَكْعَةً عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَاخْتَارَ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَأَحْمَدُ، وَإِسْحَاق الصَّلَاةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ، وَاخْتَارَ الشَّافِعِيُّ أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَحْدَهُ إِذَا كَانَ قَارِئًا، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَائِشَةَ، وَالنُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ۔

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صیام رمضان رکھے تو آپ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ رمضان کے صرف سات دن باقی رہ گئے تو آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ (تراویح میں) قیام کیا. یہاں تک کہ ایک تہائی رات گزر گئی۔ پھر جب چھ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں کیا، اور جب پانچ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ (تراویح میں) قیام کیا. یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی۔ تو ہم نے آپ سے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ اس رات کے باقی ماندہ حصہ میں بھی ہمیں نفل پڑھاتے رہتے (تو بہتر ہوتا)؟ آپ نے فرمایا: "جس نے امام کے ساتھ قیام کیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جائے گا، پھر آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی، یہاں تک کہ مہینے کے صرف تین دن باقی رہ گئے، پھر آپ نے ہمیں

ستائیسویں رات کو نماز پڑھائی۔ اور اپنے گھر والوں اور اپنی عورتوں کو بھی بلایا، آپ نے ہمارے ساتھ (تراویح میں) قیام کیا یہاں تک کہ ہمیں فلاح کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے پوچھا: فلاح کیا چیز ہے؟ تو انھوں نے کہا: سحری ہے۔

(ترمذی حدیث نمبر 806، ابواب الصوم، باب ما جاء فی قیام شھر رمضان)

حدیث نمبر 9

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّهُ قَالَ: "خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَيْلَةً فِي رَمَضَانَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَإِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُتَفَرِّقُونَ، يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ، وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّي بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ، ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرَى وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ، قَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ، وَالَّتِي يَنَامُونَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُومُونَ يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ أَوَّلَهُ۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے، کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا، اور کچھ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ اگر میں تمام لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہو گا، چنانچہ آپ نے یہی ٹھان کر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو ان کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات جو میں ان کے ساتھ نکلا تو دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز (تراویح) پڑھ رہے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے اور (رات کا) وہ حصہ جس میں یہ لوگ سو جاتے ہیں اس حصہ سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ آپ کی مراد رات کے آخری حصہ (کی فضیلت) سے تھی کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔

(بخاری حدیث نمبر 2010، کتاب الصوم، باب فضل قیام رمضان)

حدیث نمبر 10

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيهِ بِعَزِيمَةٍ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلَى ذَلِكَ.

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ لازم ٹھہرائے بغیر رمضان کے قیام کی ترغیب دیتے تھے ، آپ فرماتے :"جس نے رمضان کا قیام ایمان (کی حالت میں) اوراجر طلب کرتے ہوئے کیا ، اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔"

رسول اللہ ﷺ کی وفات تک معاملہ یہی رہا ، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی معاملہ اسی طرح رہا۔

(مسلم حدیث نمبر 1780، کتاب صلوۃ المسافرین،باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التراویح)

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا احادیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

1) تراویح اور تہجد 2 علیحدہ عبادتیں ہیں۔

2) رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا حضور ﷺ کی سنت ہے۔

3) حضور ﷺ رمضان المبارک میں 20 رکعت تراویح ادا فرماتے تھے۔

4) رمضان المبارک میں تراویح پڑھنے والے کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔اور وہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسے ابھی پیدا ہوا ہو۔یعنی جس طرح نیا پیدا ہونے والے بچے کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔اسی طرح رمضان المبارک میں روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے والے کے بھی تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔اور اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

5) حضور ﷺ نے پوری زندگی میں صرف 3 دن تراویح کی جماعت کروائی۔ جس میں تراویح کی نماز کی رکعات کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ملتا۔

6) صحابہؓ حضور ﷺ کے دور سے لے کر حضرت عمرؓ کے دور تک اپنی اپنی تراویح خود بغیر جماعت کے ادا کرتے تھے۔

7) حضرت عمرؓ نے تراویح کی نماز باجماعت ادا کرنے کا طریقہ جاری کیا۔

نماز تراویح اور خیر القرون

حضور ﷺ نے خلفائے راشدینؓ کی سنت کو لازم پکڑنے کی تلقین فرمائی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث میں ذکر ہے۔

عَنْ عِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میری سنت اور میرے خلفاء کی سنت کو بھی لازم پکڑو جو ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ تم اس (طریقے) سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 4623، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة)

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے اپنے زمانے کو اور اپنے سے بعد 2 زمانوں کو یعنی تابعین اور تبع تابعین کے زمانے کو بہترین قرار دیا تھا۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں ذکر ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سب سے بہتر میرا زمانہ ہے، اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔

(بخاری حدیث نمبر 6429، کتاب الرقاق، باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها)

اب ہم نماز تراویح کو خلفائے راشدینؓ اور خیر القرون میں دیکھتے ہیں کہ اس دور میں صحابہؓ و تابعینؒ کتنی رکعت اور کیسے تراویح ادا کرتے تھے۔

1) حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں نماز تراویح :

حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت کی ابتداء تک صحابہ کرامؓ منفرد تراویح ادا فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے 20 رکعت تراویح باجماعت کا آغاز فرمایا۔ جس پر تمام صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوگیا۔ حضرت عمرؓ کے دور کے بعد اب 20 رکعت تراویح پڑھنا ہی سنت مؤکدہ ہے۔

روایت نمبر 1

عن السائب بن یزید قال کانو یقومون علی عھد عمر رضی اللہ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ.

حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں لوگ بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی روایت نمبر 4617، کتاب الصلاۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان)

روایت نمبر 2

عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث و عشرین رکعۃ*.

یزید بن رومانؒ سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ کے دور میں رمضان میں تیئیس رکعات پڑھتے تھے۔(یعنی 20 تراویح اور 3 وتر)

(السنن الکبری للبیہقی روایت نمبر 4618، کتاب الصلاۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان)

2) حضرت عثمانؓ کے دور میں تراویح :

عن السائب بن یزید کانو یقومون علی عھد عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ قال و کانو یقرؤون بالمئین و کانو یتوکؤون علی عصیھم فی عھد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی شدۃ القیام۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کے دور مبارک میں (صحابہؓ و تابعینؒ) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔ اور قاری سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی روایت نمبر 4617، کتاب الصلاۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان)

3) **حضرت علیؓ کے دور میں نماز تراویح:**

عن ابی عبدالرحمن السلمی، عن علی رضی الله عنه قال دعا القراء فی رمضان فامر منهم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعة و کان علی یوتر بهم۔

عبدالرحمن سلمیؒ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھایا کرے، اور حضرت علیؓ خود ان کو وتر پڑھاتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی روایت نمبر 4620، کتاب الصلاۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان)

خیر القرون یعنی صحابہؓ و تابعینؒ کے دور میں نماز تراویح

4) **حضرت ابی بن کعبؓ:**

عن عبدالعزیز بن رفیع قال: کان ابی بن کعب یصلی بالناس فی رمضان بالمدینة عشرین رکعة و یوتر بثلاث۔

حضرت عبدالعزیز بن رفیعؒ سے روایت ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور 3 وتر پڑھایا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 7758، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعة)

5) **حضرت عطا بن ابی رباحؒ:**

آپ جلیل القدر تابعیؒ ہیں۔ آپ نے تقریبا 200 صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

عن عطا قال: "ادرکت الناس وهم یصلون ثلاثا و عشرین رکعة بالوتر۔

میں نے لوگوں (صحابہؓ و تابعینؒ) کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے دیکھا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث نمبر 7762، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

6) **حضرت شتیر بن شکلؒ:**

مشہور تابعی حضرت شتیر بن شکلؒ جو حضرت علیؓ کے شاگرد بھی ہیں۔ ان کے بارے میں روایت ہے کہ

عن عبداللہ بن قیس عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی انہ کان یؤمھم فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث۔

حضرت عبداللہ بن قیس کہتے ہیں کہ شتیر بن شکلؒ جو حضرت علیؓ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ روایت نمبر 7754، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

7) **حضرت ابن ابی ملیکہؒ:**

حضرت ابن ابی ملیکہؒ بھی مشہور تابعین میں سے ہیں۔ آپ نے تقریبا 30 صحابہ کرامؓ کی زیارت کی ہے۔ آپ کے متعلق نافع بن عمرؒ کہتے ہیں کہ :

عن نافع بن عمر قال: "کان ابن ابی ملیکہ یصلی بنا رمضان عشرین رکعۃ۔

حضرت نافع بن عمر کہتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہؒ ہمیں رمضان میں بیس رکعت (تراویح) پڑھاتے تھے۔"

(مصنف ابن ابی شیبہ روایت نمبر 7757، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

8) **حضرت علی بن ربیعہؒ:**

حضرت علی بن ربیعہؒ مشہور تابعی ہیں اور حضرت علیؓ، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ کے شاگرد ہیں۔

حضرت سعید بن عبیدؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :

عن سعید بن عبید:ان علی بن ربیعۃ کان یصلی بھم فی رمضان خمس ترویحات ویؤتر بثلاث۔

حضرت سعید بن عبید سے روایت ہے کہ علی بن ربیعہ رمضان میں پانچ ترویحے (بیس تراویح) اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ روایت نمبر 7773، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

9) **حضرت سوید بن غفلہ:**

آپ مشہور تابعی ہیں آپ نے حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور دوسرے صحابہؓ کی زیارت کی ہے۔

آپ کے بارے میں ابو الخصیب فرماتے ہیں کہ

عن ابو الخصیب: کان یؤمنا سعید بن غفلۃ فی رمضان فیصلی خمس ترویحات عشرین رکعۃ۔

حضرت ابو الخصیب کہتے ہیں کہ سعید بن غفلۃ ہمیں رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

(السنن الکبری للبیہقی روایت نمبر 4619، کتاب الصلاۃ باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شھر رمضان)

10) **حضرت ابوالبختری:**

آپ بھی تابعی ہیں اور آپ حضرت ابن عباسؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو سعیدؓ وغیرہ کے شاگرد ہیں۔

آپ کے بارے میں روایت ہے کہ

عن ربیع، عن ابو البختری: انہ کان یصلی خمس ترویحات فی رمضان ویؤتر بثلاث۔

حضرت ربیع کہتے ہیں کہ حضرت ابوالبختری رمضان میں پانچ ترویحے (بیس تراویح) اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ روایت نمبر 7760، کتاب الصلاۃ باب کم یصلی فی رمضان من رکعۃ)

آئمہ کرام کی نظر میں تراویح

1) **امام ابو حنیفہؒ:**

علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں کہ

واختار ابوحنيفة القيام بعشرين ركعة سوى الوتر

اَمام ابو حنیفہؒ نے وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کو اختیار کیا ہے۔

(بداية المجتهد و نهاية المقتصد طبع قاهره 1415ھ باب فی قیام رمضان جلد 1 صفحہ 487)

2) **امام شافعیؒ:**

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ

وقَالَ الشَّافِعِيُّ: وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں میں نے اپنے شہر مکے میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھتے پایا ہے۔

(ترمذی حدیث نمبر 806، ابواب الصوم، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان)

3) **امام مالکؒ:**

علامہ ابن رشد مالکیؒ لکھتے ہیں کہ

واختار مالك فی أحد قوليه ۔۔۔ القيام بعشرين ركعة۔

اَمام مالکؒ نے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو پسند کیا ہے۔

(امام مالکؒ کا دوسرا قول 36 رکعت کا ہے جس میں 20 رکعت تراویح اور 16 نوافل شامل ہیں)

(بداية المجتهد و نهاية المقتصد طبع قاهره 1415ھ باب فی قیام رمضان جلد 1 صفحہ 487)

4) **امام احمد بن حنبلؒ:**

امام احمد بن حنبلؒ بھی 20 رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ جیسا کہ فقہ حنبلی کے مشہور ترجمان امام ابن قدامہ حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ

والمختار عند ابى عبدالله فيها عشرون ركعة وبهذا قال الثورى وأبوحنيفة وشافعى۔

امام ابو عبداللہ (امام احمد بن حنبلؒ) کے نزدیک مختار اور راجح تراویح بیس رکعت ہیں۔ اور امام سفیان ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ بھی بیس رکعت (تراویح) کے ہی قائل ہیں۔

(المغنی لابن قدامہ طبع ریاض 1997ء جلد 2 صفحہ 604 مسئلہ نمبر 247)

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں جب صحابہ کرامؓ کا 20 رکعت تراویح پر اجماع ہوگیا تو اس کے بعد خیر القرون میں 20 رکعت تراویح سے کم تراویح پڑھنا کسی بھی صحابیؓ یا تابعیؒ سے ثابت نہیں۔ لہٰذا اب 20 رکعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی 20 رکعت سے کم تراویح پڑھتا ہے تو 20 رکعت سے جتنی رکعتیں کم پڑھے گا اتنی رکعتیں نہ پڑھنے کا گناہ ہو گا۔

تراویح کے کچھ ضروری مسائل

1) تراویح کی نیت یوں کی جائے گی کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی نیت کرتا ہوں/کرتی ہوں جو حضور ﷺ اور حضور ﷺ کے صحابہؓ کی سنت ہے۔

2) تراویح میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا مکمل کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ لوگوں کی سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کیا جائے۔

3) اگر قرآن کریم رمضان کی 27، 25، 20، 15 کو مکمل ہوجائے تو پھر بھی تراویح کو نہ چھوڑا جائے بلکہ رمضان کی آخری تاریخ تک تراویح پڑھی جائے۔

4) چار تراویح کے بعد اتنی دیر ہی آرام کیا جائے جتنی دیر میں چار تراویح پڑھی ہیں۔ اگر اتنی دیر بیٹھنا مشکل ہو یا اتنی دیر بیٹھنے کو لوگ برداشت نہ کر سکیں تو کم بھی بیٹھا جاسکتا ہے۔

5) چار تراویح کے بعد درمیانی وقفہ اگر زیادہ ہو تو اس میں نفل پڑھے جاسکتے ہیں۔

6) چار تراویح کے بعد درمیانی وقفہ میں کوئی بھی ذکر ، درود شریف،استغفار یا تسبیح پڑھ سکتے ہیں۔حدیث میں کوئی خاص ذکر اس موقع پر پڑھنے کے لئے متعین نہیں ہے۔

7) تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے۔

8) تراویح پڑھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ فرض نماز میں کوئی ایسی غلطی ہوئی تھی جس کی وجہ سے فرض کا اعادہ ضروری ہے تو پھر فرض کے ساتھ تراویح بھی دوبارہ پڑھی جائیں گی۔

9) تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت لینا جائز نہیں۔

10) حافظوں کو اجرت پر تراویح میں قرآن سنانا جائز نہیں اور اجرت بھی ناجائز ہے۔

11) اگر کوئی ایسا حافظ نہ ملے جو اجرت طے کئے بغیر تراویح میں قرآن سنانے پر تیار ہو تو پھر الم ترکیف کے ساتھ ہی پورا مہینہ تراویح پڑھی جائے۔

12) اگر کسی حافظ کی تراویح میں اجرت لینے کی نیت نہ ہو تو پھر اگر کسی نے کچھ تحفتا کوئی چیز یا رقم دے دی تو لینا جائز ہے۔

اللہ تعالٰی ہمیں تمام آداب کے ساتھ ہمیشہ 20 رکعت تراویح قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کیجیے۔

1) تراویح اور تہجد عبادات ہیں؟

(الف) ایک ہی (ب) دو الگ (ج) پتا نہیں

2) رمضان المبارک میں تراویح پڑھنا ہے؟
(الف) سنت (ب) فرض (ج). واجب

3) حضور اکرم ﷺ رمضان المبارک میں کتنے رکعت تراویح ادا کرتے تھے؟
(الف) 8 (ب) 12 (ج) 20

4) حضور اکرم ﷺ نے پوری زندگی میں تراویح کی کتنی جماعت کروائی؟
(الف) 1 (ب) 3 (ج) 5

5) تراویح میں کتنی دفعہ قرآن مجید مکمل کرنا سنت موٴکدہ ہے؟
(الف) پانچ (ب) تین (ج) ایک

مختصر جواب دیں۔

سوال 1:رمضان المبارک میں تراویح ادا کرنے کی فضیلت بیان کریں؟

سوال 2:تراویح کی نماز باجماعت ادا کرنے کا طریقہ کس نے جاری کیا؟

سوال 3:حضور ﷺ نے کن کی سنت کو لازم پکڑنے کی تلقین فرمائی؟

سوال 4:حضور ﷺ نے اپنے زمانے کے بعد کن زمانوں کو بہترین قرار دیا؟

سوال 5:حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں نماز تراویح کیسے پڑھی جاتی تھی؟

سوال 6:حافظوں کو تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت دینا کیسا ہے۔

❋❋❋❋❋❋❋

وتر وتر شروع میں نفل تھے اور نماز تہجد میں شامل تھے۔اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے ایک، ، تین، ،پانچ، ،سات یا نو وتر پڑھنے کا ذکر ملتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ وتر شروع میں نماز تہجد میں شامل تھے۔تو روایت کرنے والوں نے اسے نماز تہجد میں ہی شمار کیا۔اور بجائے نماز تہجد کہنے کے یوں ذکر کردیا کہ حضور نے تین، ،پانچ، ،سات یا نو وتر پڑھے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت میں ذکر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا،أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِتِسْعِ رَكَعَاتٍ،ثُمَّ أَوْتَرَ بِسَبْعِ رَكَعَاتٍ۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعتیں وتر کی پڑھتے، پھر سات رکعتیں پڑھنے لگے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1351، کتاب الصلوۃ،باب فی صلوۃ اللیل)

پھر بعد میں وتر واجب ہوگئے۔جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات میں ذکر ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبُو الْوَلِيدِ الْعَدَوِيُّ رضی اللہ عنہ :خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،فَقَالَ:إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ وَهِيَ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، وَهِيَ الْوِتْرُ۔

حضرت ابوالولید عدوی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اللہ نے ایک ایسی نماز کے ذریعے تمہاری مدد کی ہے جو سرخ اونٹوں سے بھی تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اور وہ وتر ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1418 ، کتاب الصلوۃ،باب تفریع ابواب الوتر باب استحباب الوتر، مستدرک حاکم حدیث نمبر 1148 ، کتاب الوتر)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ،عَنْ أَبِيهِ،قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،يَقُولُ:الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا،الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا،الْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُوتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "وتر حق (واجب) ہے جو اسے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق (واجب) ہے، جو اسے نہ پڑھے ہم میں سے نہیں، وتر حق (واجب) ہے، جو اسے نہ پڑھے ہم سے نہیں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1419، کتاب الصلوۃ باب فی من لم یوتر، مستدرک حاکم حدیث نمبر 1146، کتاب الوتر)

حدیث نمبر 3

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ الْوِتْرُ حَقٌّ وَاجِبٌ۔

حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وتر حق واجب ہے۔"

(دار قطنی حدیث نمبر 1622، باب الوتر بخمس اوبثلاث اوبواحدۃ اوباکثر من خمس، طبع بیروت 2011ء)

وتر کی رکعتیں

شروع میں جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ وتر کی نماز نفل تھی اور رکعتوں کا تعین نہیں تھا لیکن جب وتر کی نماز واجب ہوگئی تو حضور ﷺ وتر تین رکعتیں ادا فرماتے۔ اور صحابہ کرامؓ بھی وتر تین رکعتیں ہی ادا کرتے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایات میں ذکر ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُولُ: {إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ} [آل عمران:190] فَقَرَأَ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ حَتَّى خَتَمَ السُّورَةَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، فَأَطَالَ فِيهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ، ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ، كُلَّ ذَلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَقْرَأُ هَؤُلَاءِ الْآيَاتِ، ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ (ایک رات) رسول اللہ ﷺ کے ہاں سوئے تو (رات کو) آپ ﷺ بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو فرمایا اور آپ ﷺ (اس وقت) یہ آیات مبارکہ پڑھ رہے تھے:

{إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ}

" یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور دن رات کی آمد ورفت میں خالص عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔"

یہ آیات تلاوت فرمائیں حتیٰ کہ سورت ختم کی، پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں پڑھیں، ان میں بہت طویل قیام ، رکوع اور سجدے کئے، پھر واپس پلٹے اور سوگئے یہاں تک کہ آپ کے سانس آواز سنائی دینے لگی، پھر آپ نے اسی طرح تین دفعہ کیا، چھ رکعتیں پڑھیں، ہر دفعہ آپ مسواک کرتے، وضو فرماتے اور ان آیات کو تلاوت فرماتے، پھر آپ نے تین وتر پڑھے۔

(مسلم حدیث نمبر 1799، کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ النبی ﷺ ودعائہ باللیل)

حدیث نمبر 2

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ لَأَرْمُقَنَّ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ طَوِيلَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُونَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ أَوْتَرَ فَذَلِكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے۔ کہ انھوں نے (دل میں) کہا : میں آج رات رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نماز کا (گہری نظر سے) مشاہدہ کروں گا، تو (میں نے دیکھا کہ) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر دو انتہائی لمبی رکعتیں بہت ہی زیادہ لمبی رکعتیں ادا کیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ جو (ان طویل ترین) رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلے کی دو رکعتوں سے ہلکی تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلے کی دو رکعتوں سے کم تر تھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں جو اپنے سے پہلی والی رکعتوں سے کم تھیں، پھر وتر پڑھے تو یہ تیرہ رکعتیں ہوئیں۔

(یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دس رکعتیں تہجد اور تین رکعت وتر ادا فرمائے)

(مسلم حدیث نمبر 1804، کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ النبی ﷺ ودعائہ باللیل)

حدیث نمبر 3

عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يُوتِرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔

حضرت عبدالعزیز بن جریج کہتے ہیں کہ ہم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ وتر میں کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا:

آپ ﷺ پہلی رکعت میں: «سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى»

دوسری میں «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ»

اور تیسری میں «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» اور معوذتین پڑھتے تھے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1173، باب ما جاء فی الوتر، باب ما جاء فیما یقرأ فی الوتر)

حدیث نمبر 4

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ، كَانَ يَقْرَأُ فِي الْأُولَى بِ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَفِي الثَّانِيَةِ بِ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوعِ، فَإِذَا فَرَغَ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيلُ فِي آخِرِهِنَّ۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر تین رکعت پڑھتے تھے،

پہلی رکعت میں «سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى»

دوسری رکعت میں «قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ»

اور تیسری میں «قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ» پڑھتے،

اور دعائے قنوت رکوع سے پہلے پڑھتے، پھر جب (وتر سے) فارغ ہو جاتے تو فراغت کے وقت تین بار: «سبحان الملك القدوس» کہتے، اور ان کے آخر میں کھینچتے۔

(نسائی حدیث نمبر 1700، کتاب قیام اللیل، باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر)

حدیث نمبر 5

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔

حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمان سے روایت کی کہ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: رمضان میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی نماز (تہجد) کیسے ہوتی تھی؟ انھوں نے جواب دیا:

"رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رمضان اور اس کے علاوہ میں گیارہ رکعتوں سے زائد نہیں پڑھتے تھے، چار رکعتیں پڑھتے، ان کی خوبصورتی اور ان کی طوالت کے بارے میں مت پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے، ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے۔" (یعنی حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 8 رکعتیں تہجد اور تین وتر ادا فرماتے)

(مسلم حدیث نمبر 1723، کتاب صلوۃ المسافرین، باب صلوۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل وان الوتر رکعۃ وان الرکعۃ صلوۃ صحیحۃ)

حدیث نمبر 6

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ وَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رات کو آٹھ رکعت نماز (تہجد) اور تین وتر پڑھتے، اس کے بعد فجر والی دو سنتیں

پڑھتے، پھر جب آپ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے تو آپ ﷺ کی رات کی نماز نو رکعت ہو گئی، یعنی چھ رکعت (تہجد) اور تین وتر۔

(مسند احمد حدیث نمبر 2714، مسند عبداللہ بن عباسؓ)

حدیث نمبر 7

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔

سیدنا علیؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین وتر پڑھا کرتے تھے۔

(مسند احمد حدیث نمبر 685، مسند علی بن ابی طالبؓ)

حدیث نمبر 8

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِكَمْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُوتِرُ؟ قَالَتْ: بِأَرْبَعٍ وَثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَثَلَاثٍ، وَثَمَانٍ وَثَلَاثٍ، وَعَشْرَةٍ وَثَلَاثٍ، وَلَمْ يَكُنْ يُوتِرُ بِأَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَلَا أَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَكَانَ لَا يَدَعُ رَكْعَتَيْنِ۔

عبداللہ بن ابی قیس کہتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کتنے وتر پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا: چار اور تین (یعنی چار رکعت تہجد اور تین وتر) چھ اور تین (یعنی چھ رکعت تہجد اور تین وتر) دس اور تین (یعنی دس رکعت تہجد اور تین وتر) اور آپ ﷺ تیرہ سے زیادہ اور سات سے کم وتر نہیں پڑھتے تھے اور آپ ﷺ (فجر سے پہلے) دو رکعتیں (فجر کی سنتیں) نہیں چھوڑتے تھے۔ (مسند احمد حدیث نمبر 25674، مسند عائشہؓ)

جس طرح ابتدائے اسلام میں نماز میں سلام کلام کی بھی گنجائش تھی۔ بعض دفعہ حضور ﷺ تین وتر اس طرح ادا فرماتے کہ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے۔ دیکھنے والے اس کو دو طرح سے روایت کرتے۔

نمبر 1:

بعض صرف آخری رکعت کا خیال کر کے اسے ایک رکعت ہی روایت کر دیتے۔

نمبر 2:

بعض یوں بیان کرتے کہ تین وتر دو سلاموں سے ادا فرمائے۔

پھر جس طرح باقی نمازوں میں سلام کلام جائز نہیں رہا ایسے ہی وتر کے درمیان سلام کلام نا رہا۔

روایت نمبر 1

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا حَدَّثَتْهُ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِي رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(نسائی حدیث نمبر 1699، کتاب قیام اللیل،باب ذکر اختلاف الفاظ الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر)

روایت نمبر 2

عَنْ مَكْحُولٍ،عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ :أَنَّهُ أَوْتَرَ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ،لَمْ يَفْصِلْ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ۔

حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ؓ تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور ان کے درمیان (دو رکعتوں کے بعد) سلام نہیں پھیرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 6894 ، کتاب الصلاۃ،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

روایت نمبر 3

عَنِ الْحَسَنِ،قَالَ:أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ،لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعت ہیں اور(وتر میں) سلام آخر میں پھیرا جاتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 6897 ، کتاب الصلاۃ،باب من کان یوتر بثلاث او اکثر)

****

وتر میں دعائے قنوت

وتر میں رکوع سے پہلے رفع الیدین کرنا اور پھر رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھنا مسنون ہے۔

امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں اپنے رسالہ میں ایک صحیح روایت نقل کی ہے کہ

1) "عن عبداللہ رضی اللہ عنہ انہ کان یقرأ فی آخر رکعۃ من الوتر قل ھو اللہ احد ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکوع۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ ھو احد پڑھتے پھر رکوع سے پہلے رفع الیدین کرتے اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے۔

(جزء رفع الیدین روایت نمبر 163)

2) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ۔

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے وتر میں رکوع سے قبل قنوت پڑھی۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1427، کتاب الصلوۃ، باب القنوت فی الوتر)

ضروری نوٹ

وتر کی تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت مستقل پڑھنا درست نہیں کیونکہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے صرف ایک مہینہ مسلسل وتر کی تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی تھی۔ یہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہمیشہ عمل نہیں تھا۔ ہمیشہ عمل وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا تھا جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے۔

عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ، أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ؟ فَقَالَ: قَبْلَ الرُّكُوعِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أُنَاسٍ قَتَلُوا أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ، يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ۔

حضرت عاصم کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت انس ؓ سے قنوت کے بارے میں پوچھا: رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد؟ تو انھوں نے کہا: رکوع سے پہلے۔ میں نے عرض کی: بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد قنوت کی۔ تو انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے کی، ان لوگوں کو خلاف بددعا فرماتے رہے جنھوں نے آپ کے صحابہ ؓ میں سے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا جنھیں قراء (قرآن پڑھنے والے) کہا جاتا تھا۔

(مسلم حدیث نمبر 1549، کتاب المساجد، بب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات اذا نزلت بالمسلمین نازلۃ والعیاذ باللہ واستحبابہ فی الصبح دائما)

دعائے قنوت

وتر میں جو دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے مختلف الفاظ احادیث سے ثابت ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی دعا وتر میں پڑھی جاسکتی ہے۔

روایت نمبر 1

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَ نَشْكُرُكَ وَلاَ نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ، نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 6958 ، باب فی قنوت الوتر من الدعا، السنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 3144 ، باب دعاء القنوت)

یہ دعا الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ حدیث کی کتابوں میں متعدد صحابہ کرام ؓ و تابعین سے منقول ہے۔

وتر کے چند مسائل

1) حضور ﷺ نے وتر کی تین رکعتیں نماز عشاء کے بعد ابتدائی رات میں ، درمیانی رات میں اور آخری رات میں ادا فرمائی ہیں۔ اس لئے اب ان کو رات کے جس حصے میں بھی ادا کرے درست ہے لیکن بہتر رات کے آخری حصے میں ہے۔

2) وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اس لئے اگر کوئی رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو بعد میں سجدہ سہو کرے۔

3) جس کو دعائے قنوت یاد نا ہو تو جب تک اس کو دعائے قنوت یاد نہیں ہوتی اس وقت تک تین مرتبہ ""اللھم اغفرلی" یا "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار" پڑھے۔ یا پھر "یارب یارب یارب" پڑھے۔

4) وتر کی جماعت صرف رمضان میں مستحب ہے۔

5) رمضان المبارک میں وتر کو رات کے آخری حصے میں پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

وتر کے بعد دو رکعت نفل

وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنا مسنون ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔

حضرت ام سلمہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وتر کے بعد دو ہلکی رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔ (ابن ماجہ حدیث نمبر 1195 ، باب ما جاء فی الرکعتین بعد الوتر جالسا، مسند احمد حدیث نمبر 27088)

خلاصہ کلام

1) وتر شروع میں نفل تھے اور نماز تہجد میں شامل تھے۔ اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے ایک، ، تین، ، پانچ، ، سات یا نو وتر پڑھنے کا ذکر ملتا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ وتر شروع میں نماز تہجد میں شامل تھے۔ تو روایت کرنے والوں نے اسے نماز تہجد میں ہی شمار کیا۔ اور بجائے نماز تہجد کہنے کے یوں ذکر کردیا کہ حضور نے تین، ، پانچ، ، سات یا نو وتر پڑھے۔ پھر بعد میں وتر واجب ہوگئے۔

2) وتر کی نماز نفل تھی اور رکعتوں کا تعین نہیں تھا لیکن جب وتر کی نماز واجب ہوگئی تو حضور وتر تین رکعتیں ادا فرماتے۔اور صحابہ کرام بھی وتر تین رکعتیں ہی ادا کرتے۔

3) جس طرح ابتدائے اسلام میں نماز میں سلام کلام کی بھی گنجائش تھی۔بعض دفعہ حضورﷺ تین وتر اس طرح ادا فرماتے کہ دو رکعتوں کے بعد سلام پھیر دیتے۔دیکھنے والے اس کو دو طرح سے روایت کرتے۔

نمبر 1:

بعض صرف آخری رکعت کا خیال کر کے اسے ایک رکعت ہی روایت کر دیتے۔

نمبر 2:

بعض یوں بیان کرتے کہ تین وتر دو سلاموں سے ادا فرمائے۔

پھر جس طرح باقی نمازوں میں سلام کلام جائز نہیں رہا ایسے ہی وتر کے درمیان سلام کلام نا رہا۔

4) وتر میں رکوع سے پہلے رفع الیدین کرنا اور پھر رکوع سے پہلے ہی دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے۔

5) وتر کی تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت مستقل پڑھنا درست نہیں کیونکہ حضورﷺ نے صرف ایک مہینہ مسلسل وتر کی تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی تھی۔یہ آپﷺ کا ہمیشہ عمل نہیں تھا۔ہمیشہ عمل وتر کی تیسری رکعت میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا تھا۔

6) وتر میں جو دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے۔اس کے مختلف الفاظ احادیث سے ثابت ہیں۔

اللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ، وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَ نَشْكُرُكَ وَلاَ نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ، اللّٰھُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْجُدُ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَحْفِدُ نَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

یہ دعا الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ حدیث کی کتابوں میں متعدد صحابہ کرامؓ و تابعین سے منقول ہے۔

7) حضور نے وتر کی تین رکعتین نماز عشاء کے بعد ابتدائی رات میں ، درمیانی رات میں اور آخری رات میں ادا فرمائی ہیں۔اس لئے اب ان کو رات کے جس حصے میں بھی ادا کرے درست ہے لیکن بہتر رات کے آخری حصے میں ہے۔

8) وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اس لئے اگر کوئی رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو بعد میں سجدہ سہو کرے۔

9) جس کو دعائے قنوت یاد نا ہو تو جب تک اس کو دعائے قنوت یاد نہیں ہوتی اس وقت تک تین مرتبہ "اللھم اغفرلی" یا "ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" پڑھے۔یا پھر "یارب یارب یارب" پڑھے۔

10) وتر کی پہلی رکعت میں «سبح اسم ربك الأعلى»

دوسری رکعت میں «قل یا أیھا الکافرون»

اور تیسری میں «قل ھو اللہ أحد» پڑھنا مسنون ہے۔

11) وتر کی جماعت صرف رمضان میں مستحب ہے۔

12) رمضان المبارک میں وتر کو رات کے آخری حصے میں پڑھنے کی بجائے جماعت کے ساتھ پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کیجئے؟

1) وتر کی نماز واجب ہونے کے بعد حضور ﷺ وتر کی کتنی رکعت ادا کرتے تھے؟

(الف) ایک (ب) پانچ (ج) تین

2) وتر کی تیسری رکعت میں رکوع کے بعد دعائے قنوت مستقل پڑھنا کیسا ہے؟

(الف)درست نہیں ہے (ب) درست ہے (ج) گنجائش ہے

3) وتر میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کا پڑھنا کیا ہے؟

(الف)واجب (ب) سنت (ج) ان میں سے کوئی نہیں

4) وتر کی جماعت کون سے مہینے میں مستحب ہے؟

(الف) محرم میں (ب) ربیع الاول میں (ج) رمضان میں

5) صحابہ کرامؓ وتر کی کتنی رکعتیں ادا فرماتے ؟

(الف) پانچ (ب) . تین (ج۔ایک

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:حضور ﷺ نے وتر کی تین رکعتیں رات کے کس کس حصے میں ادا کی؟

سوال نمبر 2:وتر میں دعائے قنوت کب پڑھنا مسنون ہے؟

سوال نمبر 3:وتر رات کے کس حصے میں ادا کرنا زیادہ بہتر ہے؟

سوال نمبر 4:اگر کوئی رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھنا بھول جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر 5:رمضان المبارک میں وتر کو کس وقت میں پڑھنا زیادہ افضل ہے؟

♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦♦

باب سوم

رمضان المبارک میں خواتین کے خصوصی مسائل

عَنْ مُعَاذَةَ، قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ، وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ. فَقَالَتْ: أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ؟ قُلْتُ: لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ، وَلَكِنِّي أَسْأَلُ. قَالَتْ: «كَانَ يُصِيبُنَا ذَلِكَ، فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ، وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ»

معاذہ کہتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ حائضہ عورت کا یہ حال کیوں ہے کہ وہ روزوں کی قضا دیتی ہے نماز کی نہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو؟ میں نے عرض کی: میں حروریہ نہیں، (صرف) پوچھنا چاہتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا: "ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزوں کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔"

(مسلم حدیث نمبر 763، کتاب الحیض، باب وجوب قضاء الصوم علی الحائض دون الصلوۃ)

رمضان المبارک کے حوالے سے خواتین کے کچھ ضروری مسائل درج ذیل ہیں۔

1) مجبوری (حیض و نفاس) کے دنوں میں عورت کو روزہ رکھنا جائز نہیں، بعد میں قضا رکھنا فرض ہے۔

2) رمضان میں بعض خواتین دوائیاں وغیرہ کھاکر اپنے ایام کو روک لیتی ہیں، اس طرح رمضان شریف کے پورے روزے رکھ لیتی ہیں، اور فخریہ بتاتی ہیں کہ ہم نے تو رمضان کے پورے روزے رکھے، اس میں تفصیل یہ ہے کہ جب تک ایام شروع نہیں ہوں گے، عورت پاک ہی شمار ہوگی، اور اس کو رمضان کے روزے رکھنا صحیح ہوگا۔ رہا یہ کہ روکنا صحیح ہے یا نہیں؟ تو شرعاً روکنے پر کوئی پابندی نہیں، مگر شرط یہ ہے کہ اگر یہ فعل عورت کی صحت کے لئے مضر ہو تو جائز نہیں۔

3) روزے کے دوران ہی اگر "ایام" شروع ہوجائیں تو روزہ اسی وقت ختم ہوجاتا ہے۔

4) غیر رمضان میں روزوں کی قضا ہے، تراویح کی نہیں

5) جو روزے رہ گئے ہوں ان کی قضا فرض ہے، اگر صحت و قوّت اجازت دیتی ہو تو ان کو مسلسل رکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں، بلکہ جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد قضا کرلینا بہتر ہے، ورنہ جس طرح سہولت ہو رکھ لئے جائیں۔

6) تمام عمر میں بھی قضا روزے پورے نہ ہوں تو اپنے مال میں سے فدیہ کی وصیت کرے۔

7) عورتوں کے جو روزے "خاص عذر" کی وجہ سے رہ جاتے ہیں،ان کی قضا واجب ہے،اور سستی و کوتاہی کی وجہ سے اگر قضا نہیں کئے تب بھی وہ مرتے دَم تک ان کے ذمے رہیں گے،توبہ و اِستغفار سے روزوں میں تاخیر کرنے کا گناہ تو معاف ہوجائے گا،لیکن روزے معاف نہیں ہوں گے، وہ ذمے رہیں گے،ان کا ادا کرنا فرض ہے، البتہ اس تاخیر اور کوتاہی کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔جب سے آپ پر نماز روزہ فرض ہوا ہے،اس وقت سے لے کر جتنے رمضانوں کے روزے رہ گئے ہوں ان کا حساب لگا لیجئے اور پھر ان کو قضا کرنا شروع کیجئے،ضروری نہیں کہ لگاتار ہی قضا کئے جائیں،بلکہ جب بھی موقع ملے قضا کرتی رہیں، اور نیت یوں کیا کریں کہ سب سے پہلے رمضان کا جو پہلا روزہ میرے ذمہ ہے اس کی قضا کرتی ہوں۔اور اگر خدانخواستہ پوری عمر میں بھی پورے نہ ہوں تو وصیت کرنا فرض ہے کہ میرے ذمہ اتنے روزے باقی ہیں،ان کا فدیہ میرے مال سے ادا کردیا جائے،اور اگر آپ کو یہ یاد نہیں کہ کب سے آپ کے ذمہ روزے فرض ہوئے تھے تو

احتیاطا اپنی عمر کے دسویں سال سے روزوں کا حساب لگالیں،اور ہر مہینے جتنے دنوں کے روزے آپ کے رہ جاتے ہیں اتنے دنوں کو لے کر گزشتہ تمام سالوں کا حساب لگاکر روزے رکھیں۔

8) اگر "ایام"میں کوئی روزے کا پوچھے تو اس کو ٹالنے کے لئے ایسا فقرہ کہا جائے جو جھوٹ نہ ہو، مثلاً یہ کہہ دیا جائے کہ: "ہم نے بھی تو سب کے ساتھ سحری کی تھی۔"

9) ایک عورت نے رمضان میں جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا،اب کفارہ دینا تھا،کفارے کے روزے شروع کئے تو درمیان میں ایامِ حیض شروع ہوگئے،تو ایامِ حیض کی وجہ سے جو جبری ناغہ ہوجاتا ہے وہ معاف ہے،ایامِ حیض میں روزے چھوڑے،اور پاک ہوتے ہی بغیر وقفے کے روزہ شروع کردیا کرے،یہاں تک کہ ساٹھ روزے پورے ہوجائیں۔

10) اگر عورت حاملہ ہو اور روزہ رکھنے کی صورت میں حمل یا اپنے نقصان کا اندیشہ ہو، یا عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی صورت میں اپنی یا بچے کی صحت متاثر ہونے کا اندیشہ ہو تو ان اعذار کی وجہ سے عورت کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوگی، تاہم عذر ختم ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

زکوٰۃ کے فضائل و مسائل

دین اسلام میں زکوٰۃ ہر مالدار صاحبِ نصاب پر فرض ہے۔زکوٰۃ کی معاشرتی حیثیت ایک مکمل اور جامع نظام کی ہے۔اگر ہر صاحبِ نصاب زکوٰۃ دینا شروع کر دے تو مسلمان معاشی طور پر خوشحال ہو سکتے ہیں اور اس قابل ہو سکتے ہیں کہ کسی غیر سے قرض کی بھیک نہ مانگیں اورزکوٰۃ ادا کرنے کی وجہ سے بحیثیت مجموعی مسلمان سود کی لعنت سے بچ سکتے ہیں۔

زکوۃ کی فضیلت

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تقریباً 32 مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کو ذکر فرمایا ہے۔جس سے اس کی اہمیت معلوم ہو سکتی ہے۔اور نبی پاک ﷺ کی بے شمار احادیث میں زکوٰۃ کی فضیلت،ترغیب اور افادیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔معلوم یہ ہوا کہ زکوٰۃ کو دین میں بہت اہمیت دی گئی ہے۔اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو سخت عذاب کی وعید بتلائی گئی ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ:مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "جو کوئی اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا،اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں ایک سانپ ڈال دے گا۔"

(ترمذی حدیث نمبر 3033، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، تفسیر سورہ آل عمران)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ،عَنْ أَبِيهِ،عَنْ جَدِّهِ،أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَهَا ابْنَةٌ لَهَا وَفِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ لَهَا:أَتُعْطِينَ زَكَاةَ هَذَا ؟قَالَتْ: لَا،قَالَ:أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ ؟قَالَ:فَخَلَعَتْهُمَا، فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ،وَقَالَتْ:هُمَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلِرَسُولِهِ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی،اس کے ساتھ اس کی ایک بچی تھی، اس بچی کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے،آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم ان کی زکاۃ دیتی ہو؟ اس نے کہا: نہیں،آپ ﷺ نے

فرمایا: کیا تمہیں یہ اچھا لگے گا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کنگن ان کے بدلے میں پہنائے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس عورت نے دونوں کنگن اتار کر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیئے اور بولی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1563 ، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ھو و زکوۃ الحلی)

حدیث نمبر 3

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَى فِي يَدَيَّ فَتَخَاتٍ مِنْ وَرِقٍ، فَقَالَ: مَا هَذَا يَا عَائِشَةُ؟ فَقُلْتُ: صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ؟ قُلْتُ: لَا، أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ۔

حضرت عبداللہ بن شداد بن ھاد کہتے ہیں کہ: ہم لوگ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، وہ کہنے لگیں: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آپ نے میرے ہاتھ میں چاندی کی کچھ انگوٹھیاں دیکھیں اور فرمایا: عائشہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں اس لیے بنوایا ہے کہ میں آپ کے لیے بناؤ سنگار کروں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم ان کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ میں نے کہا: نہیں، یا جو کچھ اللہ کو منظور تھا کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہیں۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1565 ، کتاب الزکوٰۃ، باب الکنز ما ھو و زکوۃ الحلی)

صاحبِ نصاب کون ہے ؟

جس مرد یا عورت کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا نقدی مال یا تجارت کا سامان یا ضرورت سے زائد سامان میں سے کوئی ایک چیز یا ان پانچوں چیزوں یا بعض کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو ایسے مرد و عورت کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔

وجوب کی شرائط:

1) مسلمان ہونا 2) نصاب کا پورا ہونا

3) عاقل بالغ ہو 4) اس پر سال گزر جائے

چاندی کا نصاب

عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ معاف کر دی ہے تو اب تم چاندی کی زکوۃ ادا کرو، ہر چالیس درہم پر ایک درہم، ایک سو نوے درہم میں کچھ نہیں ہے، جب دو سو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم ہیں۔"

(ترمذی حدیث نمبر 620، ابواب الزکاۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی زکاۃ الذہب والورق)

سونے کا نصاب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ: كَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ عِشْرِينَ دِينَارًا فَصَاعِدًا نِصْفَ دِينَارٍ، وَمِنَ الْأَرْبَعِينَ دِينَارًا دِينَارًا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہر بیس دینار یا اس سے زیادہ میں آدھا دینار (زکوۃ) لیتے تھے، اور چالیس دینار میں ایک دینار کے حساب سے (زکوۃ) لیتے تھے۔

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1791، ابواب الزکوۃ، باب زکوۃ الورق والذہب)

200 درہم اور 20 دینار کا وزن:

اللہ کے رسول ﷺ کے زمانہ میں دو قسم کے سکے جاری تھے۔ ایک دینار جو سونے کا سکہ تھا اور اہل روم کی طرف منسوب تھا اور دوسرا درہم جو چاندی کا سکہ تھا اور اہل فارس کے ہاں رائج تھا۔

آپ ﷺ کے زمانہ میں سونے کا نصاب بیس دینار یا بیس مثقال تھا یعنی اگر سونا بیس دینار یا اس سے زائد ہوتا تھا تو اس پر زکوۃ واجب تھی۔ بیس دینار سونے کا وزن ہمارے معاصر اوزان کے مطابق ساڑھے سات تولے سونا ہے جس کی مقدار تقریبا ساڑھے 87 گرام بنتی ہے۔احتیاطاً اسے 87 گرام شمار کیا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے زمانہ میں چاندی کا نصاب 200 درہم تھا جو ہمارے معاصر اوزان کے مطابق ساڑھے باون تولے یا تقریبا ساڑھے 612 گرام بنتا ہے۔اور اس وزن کو احتیاطاً 612 گرام شمار کیا گیا ہے۔

زکوٰۃ کس کو دی جاسکتی ہے؟

زکوٰۃ درج ذیل آٹھ قسم کے افراد کو دی جاسکتی ہے۔یہ مصارف زکوٰۃ کہلاتے ہیں۔

1) فقراء
2) مساکین
3) عاملینِ زکوٰۃ (زکوۃ وصول کرنے والے)
4) مولفۃ القلوب (ایسے غیر مسلم جو محتاج ہوں اور ان کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو)
5) غلام کی آزادی میں
6) مقروض
7) فی سبیل اللہ
8) مسافر

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ الۡعٰمِلِیۡنَ عَلَیۡہَا وَ الۡمُؤَلَّفَۃِ قُلُوۡبُہُمۡ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الۡغٰرِمِیۡنَ وَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ط فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ ط وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ۔

صدقات تو دراصل حق ہے فقیروں کا، مسکینوں کا،اور ان اہلکاروں کا جو صدقات کی وصولی پر مقرر ہوتے ہیں،اور ان کا جن کی دلداری مقصود ہے۔نیز انہیں غلاموں کو آزاد کرنے میں،اور قرض داروں کے قرضے ادا کرنے میں،اور اللہ کے راستے میں،اور مسافروں کی مدد میں،خرچ کیا جائے۔یہ ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے!اور اللہ علم کا بھی مالک ہے، حکمت کا بھی مالک۔ (سورۃالتوبۃ آیت نمبر 60)

زکوٰۃ کس کو نہیں دی جاسکتی؟

اپنے اصول یعنی ماں، باپ، دادا، دادی، اور نانی اوپر تک اور اپنے فروع یعنی بیٹا،بیٹی،پوتا، پوتی نیچے تک اور اپنی بیوی اسی طرح "سید"، "اعوان" اور صاحب نصاب شخص، ان لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،اور انھیں دینے سے زکوۃ بھی ادا نہیں ہوتی ہے،کیونکہ وہ صاحب نصاب کی کفالت میں ہوتے ہیں۔ان کے علاوہ اپنے رشتہ داروں میں سے کسی بھی ایسے شخص کو جو نصاب کا مالک نہ ہو زکوۃ دی جاسکتی ہے۔

حدیث نمبر 1

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ هَذِهِ الصَّدَقَاتِ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ، وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ۔

یہ صدقات(زکوٰۃ) لوگوں کا میل کچیل ہیں اور یقیناً یہ محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لئے حلال نہیں۔

(مسلم حدیث نمبر 2482، کتاب الزکوۃ،باب تحریم الزکوۃ علی رسول اللہ ﷺ وعلی الہ وھم بنو ھاشم وبنو المطلب دون غیرھم)

حدیث نمبر 2

عَنْ يَزِيدُ بْنُ حَيَّانَ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ، وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ، إِلَى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ، فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيتَ

يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، رَأَيْتَ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَسَمِعْتَ حَدِيثَهُ، وَغَزَوْتَ مَعَهُ، وَصَلَّيْتَ خَلْفَهُ لَقَدْ لَقِيتَ، يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيرًا، حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي وَاللهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّي، وَقَدُمَ عَهْدِي، وَنَسِيتُ بَعْضَ الَّذِي كُنْتُ أَعِي مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوا، وَمَا لَا، فَلَا تُكَلِّفُونِيهِ، ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا فِينَا خَطِيبًا، بِمَاءٍ يُدْعَى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَوَعَظَ وَذَكَّرَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ، وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدَى وَالنُّورُ فَخُذُوا بِكِتَابِ اللهِ، وَاسْتَمْسِكُوا بِهِ فَحَثَّ عَلَى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ: «وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي، أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي» فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ؟ قَالَ: نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَلَكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ، قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ، وَآلُ جَعْفَرٍ، وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هَؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

یزید بن حیان کہتے ہیں کہ میں، حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم (تینوں) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے قریب بیٹھ گئے تو حصین نے ان سے کہا: زید! آپ کو خیر کثیر حاصل ہوئی، آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، ان کی بات سنی، ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ان کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں۔ زید! آپ کو خیر کثیر حاصل ہوئی۔ زید! ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی (کوئی) حدیث سنایئے۔ (حضرت زید رضی اللہ عنہ نے) کہا: بھتیجے! میری عمر زیادہ ہوگئی، زمانہ بیت گیا، رسول اللہ ﷺ کی جو احادیث یاد تھیں ان میں سے کچھ بھول چکا ہوں، اب جو میں بیان کروں اسے قبول کرو۔ اور جو (بیان) نہ کرسکوں تو اس کا مجھے مکلف نہ ٹھہراؤ۔ پھر کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع مقام "خم" کے پانی کے مقام پر خطبہ سنانے کو کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور اس

کی تعریف کو بیان کیا اور وعظ و نصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ اس کے بعد اے لوگو! میں آدمی ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا (موت کا فرشتہ) پیغام اجل لائے اور میں قبول کر لوں۔ میں تم میں دو بڑی چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ پہلے تو اللہ کی کتاب ہے اور اس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ تو اللہ کی کتاب کو تھامے رہو اور اس کو مضبوط پکڑے رہو۔ غرض کہ آپ ﷺ نے اللہ کی کتاب کی طرف رغبت دلائی۔ پھر فرمایا کہ دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ یاد دلاتا ہوں، تین بار فرمایا۔ اور حصین نے کہا کہ اے زید! آپ ﷺ کے اہل بیت کون سے ہیں، کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت نہیں ہیں؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں لیکن اہل بیت وہ ہیں جن پر زکوٰۃ حرام ہے۔ حصین نے کہا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ وہ علیؓ، عقیلؓ، جعفرؓ اور عباسؓ کی اولاد ہیں۔ حصین نے کہا کہ ان سب پر صدقہ (زکوٰۃ) حرام ہے؟ سیدنا زیدؓ نے کہا کہ ہاں۔

(مسلم حدیث نمبر 6225، کتاب الفضائل، باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر 3

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ رضی اللہ عنہ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ لِي مَالًا وَوَلَدًا وَإِنَّ وَالِدِي يَحْتَاجُ مَالِي، قَالَ: أَنْتَ وَمَالُكَ لِوَالِدِكَ، إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَطْيَبِ كَسْبِكُمْ، فَكُلُوا مِنْ كَسْبِ أَوْلَادِكُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے پاس مال ہے اور والد بھی ہیں اور میرے والد کو میرے مال کی ضرورت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اور تمہارا مال تمہارے والد ہی کا ہے (یعنی ان کی خبر گیری تجھ پر لازم ہے) تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ کمائی ہے تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھاؤ۔ (ابوداؤد حدیث نمبر 3529، کتاب الاجارت، باب الرجل یاکل من مال ولدہ)

حدیث نمبر 4

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ:أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّدَقَةِ، فَقَالَ رَجُلٌ:يَا رَسُولَ اللّٰہِ،عِنۡدِي دِينَارٌ،فَقَالَ:تَصَدَّقۡ بِهِ عَلَى نَفۡسِكَ، قَالَ: عِنۡدِي آخَرُ، قَالَ:تَصَدَّقۡ بِهِ عَلَى وَلَدِكَ،قَالَ:عِنۡدِي آخَرُ،قَالَ:تَصَدَّقۡ بِهِ عَلَى زَوۡجَتِكَ،أَوۡ قَالَ:زَوۡجِكَ،قَالَ:عِنۡدِي آخَرُ، قَالَ: تَصَدَّقۡ بِهِ عَلَى خَادِمِكَ،قَالَ:عِنۡدِي آخَرُ،قَالَ: أَنۡتَ أَبۡصَرُ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقہ کا حکم دیا تو ایک شخص نے کہا:اللہ کے رسول!میرے پاس ایک دینار ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:اسے اپنے کام میں لے آؤ،تو اس نے کہا:میرے پاس ایک اور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:اسے اپنے بیٹے کو دے دو،اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:اسے اپنی بیوی کو دے دو،اس نے کہا: میرے پاس ایک اور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:اسے اپنے خادم کو دے دو،اس نے کہا میرے پاس ایک اور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:اب تم زیادہ بہتر جانتے ہو۔(کہ کسے دیا جائے)

(ابوداؤد حدیث نمبر 1691، کتاب الزکوۃ،باب فی صلۃ الرحم)

زکوۃ کے چند اہم مسائل

زکوۃ کے چند اہم مسائل درج ذیل ہیں۔

1) اگر کسی کی آمدنی کافی ہے لیکن وہ مقروض ہے اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں تو ایسے آدمی پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

2) جس شخص کی ماہانہ آمدنی معقول ہے لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار جمع نہیں رہتی اور اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

3) اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہو گا اگر ادھار کی رقم وصول

ہونے میں چند سال کا عرصہ گزر گیا تو گزشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہو گا۔

4) اگر استاد غریب ہے نصاب کا مالک نہیں تو شاگرد کے لیے استاد کو زکوۃ دینا جائز بلکہ مستحق استاد کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا۔

5) مردہ کے ایصال ثواب کے لیے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں بلکہ دوسری حلال رقم صدقات زکوۃ کے علاوہ سے ایصال ثواب کرنا ہو گا ورنہ میت کو ثواب نہیں ہو گا۔

6) باپ اور بیٹا مل کر پیسہ کماتے ہیں اور پیسہ والد کے قبضہ میں ہے اور باپ ہی اس میں سے تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گزرنے کے بعد باپ کے لیے زکوۃ ادا کرنا لازم ہو گا بیٹے کے لیے نہیں کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے ہاں اگر وہ اپنا اپنا پیسہ تقسیم کردیں تو الگ الگ زکوۃ واجب ہو گی۔

7) اپنے باپ کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

8) بچہ اگر صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اس کے مال وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں اور ولی کے لیے نابالغ کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہو گا دوسری عبادات کی طرح بچہ پر زکوۃ بھی واجب نہیں۔

9) زکوۃ کی رقم سے مکانات بناکر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہو گی البتہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا دینا ضروری ہے مکان کا قبضہ بھی دے دیں رجسٹرڈ کراکر کاغذات بھی ان کے حوالے کر دے تاکہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہے کرسکیں۔

10) جو رقم زکوٰۃ کی نیت کے بغیر ادا کی جائے اور جس کو دی جائے وہ خرچ بھی کرلے اب اگر اس مال کو زکوۃ میں شمار کیا جائے تو وہ درست نہیں اور زکوۃ ادا نہیں ہو گی۔

(11) بھابھی، بھائی، بھتیجا، بہن اگر وہ نصاب کے مالک نہیں اور مستحق بھی ہیں اور ان کا کھانا پینا الگ ہو تو ان سب کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

(12) اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں سے ان کی اجازت سے اصل رقم سے زکوۃ کاٹ کر مستحقین زکوۃ کو مالکانہ طور پر دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہوگی اور اگر اصل رقم سے ادا تو کریں لیکن مالک کے اجازت کے بغیر تو پھر زکوۃ ادا نہیں ہوگی مالک کو زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے اور اگر وہ حکومت یا بینک والے اصل رقم سے نہیں بلکہ نفع کے نام پر جمع ہونے والی سود کی رقم سے زکوۃ ادا کریں تو زکوۃ بالکل ادا نہیں ہوگی کیونکہ حرام رقم سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

(13) بیوی کو اگر شوہر زکوۃ دے تو یہ جائز نہیں۔

(14) اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو خود بیوی کو زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے شوہر پر ضروری نہیں۔

(15) پرائز بانڈ کی اصل قیمت یعنی جس رقم سے پرائز بانڈ خریدا ہے وہ نصاب کے برابر ہو تو اس اصلی رقم پر زکوۃ واجب ہے اور ہر قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ نہ تو لینا جائز ہے اور نہ ہی اس پر زکوۃ ہے جہاں سے لیتا ہے واپس کرے ورنہ بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کردینا ضروری ہے۔

(16) اگر کوئی تجارت کی نیت سے پلاٹ خریدے یا زمین خریدے(یعنی فروخت کرنے کی نیت سے) تو اس صورت میں اس کی قیمت سے ہر سال زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا۔

مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت 5 لاکھ ہوگی تو زکوۃ 5 لاکھ سے دینی ہوگی اور اگر پلاٹ ذاتی ضروریات کے لیے خریدا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں، اور اگر پلاٹ

خریدا رقم کو محفوظ کرنے کے لیے تو اس صورت میں بھی زکوۃ ہر سال واجب ہوگی۔

(17 اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جائے اس پر زکوۃ واجب نہیں۔

(18 اگر کوئی شخص سال کے پورے ہونے سے پہلے یا سال مکمل ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی کر کے زکوۃ ادا کرے تب بھی جائز ہے۔

(19 اگر کسی آدمی نے کمیٹی کے طور پر پیسے جمع کروائے ہوں اور وہ نصاب کے برابر بھی ہوں اور پھر اس آدمی پر کسی قسم کا قرض وغیرہ بھی نہ ہو تو اس محفوظ شدہ پیسوں کی زکوۃ ادا کرنی ضروری ہوگی اور زکوۃ ادا کرتے وقت کمیٹی کی جمع شدہ رقم کو اصل مال اور نقدی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

(20 اگر کوئی شخص یوں کرتا ہے کہ وہ انکم ٹیکس ادا کرتا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ انکم ٹیکس کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی۔تو اس کی یہ سوچ غلط ہے کیونکہ انکم ٹیکس ملکی ضروریات کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے مقرّر ہے،جبکہ زکوٰۃ ایک مسلمان کے لئے فریضہ خداوندی اور عبادت ہے،انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، بلکہ زکوٰۃ کا الگ ادا کرنا فرض ہے۔

(21 اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولے زیور ہے اور اس پر سال گزر گیا ہے تو سال گزرنے کے بعد زیور کا جتنا ریٹ ہوگا تو اس حساب سے زکوٰۃ دینی ہوگی۔اسی طرح اگلے سال جب زکوٰۃ دینی ہے تو اس وقت سونے کا جتنا ریٹ ہوگا اس حساب سے زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔چاہے سونے کا ریٹ بڑھ جائے،چاہے کم ہو جائے۔

مشقی سوالات

1) کیا حائضہ عورت بعد از حیض نماز اور روزہ دونوں کی قضاء کرے گی؟
2) کیا دوران روزہ مخصوص ایام شروع ہو جائے تو عورت کا روزہ باقی رہے گا؟
3) رمضان کا روزہ جان بوجھ کر توڑنے سے قضاء لازم ہے کہ کفارہ؟
4) کیا کفارے کے روزوں میں مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو کفارہ از نوسر شروع کیا جائیگا؟
5) کیا حاملہ یا مرضیہ رمضان کے روزے چھوڑ سکتی ہے؟
6) زکوٰۃ کے لغوی معنی تحریر کیجئے؟
7) زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟
8) زکوٰۃ کی فضیلت پر ایک حدیث مبارکہ زیر قلم لائیں؟
9) زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی صورت میں وعید بطور دلیل تحریر کیجئے؟

درست جواب کا انتخاب کیجئے؟

1) زکوٰۃ ادا کرتے وقت نیت نہیں کی تو زکوٰۃ ادا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الف)نہیں ہو گی ب)ہو جائیگی ج)کفایت کر جائیگی

2) تجارت کی غرض سے خرید ے گے پلاٹ پر زکوٰۃ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الف)واجب نہیں ب)واجب ہے ج)دونوں میں سے کوئی نہیں

3) زکوٰۃ کے مصارف ہیں

الف)7 ب)10 ج)8

4) اصول وفروع کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الف)ہو جاتی ہے ب)نہیں ہوتی ج)زیادہ ثواب ہوتا ہے

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

باب چهارم

حج و عمرہ کا مکمل طریقہ و مسائل

حج کا طریقہ

حج اور عمرے کی فضیلت

حج اور عمرے کی فضیلت بہت سی احادیث میں بیان ہوئی ہے۔چند ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ،قَالَ:الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا،وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔"

(بخاری حدیث نمبر 1773، کتاب العمرۃ،باب وجوب العمرۃ وفضلھا)

حدیث نمبر 2

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ،عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:تَابِعُوا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ،فَإِنَّ الْمُتَابَعَةَ بَيْنَهُمَا تَنْفِي الْفَقْرَ وَالذُّنُوبَ، كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "حج اور عمرہ کو یکے بعد دیگرے ادا کرو،اس لیے کہ انہیں باربار کرنا فقر اور گناہوں کو ایسے ہی دور کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔"

(ابن ماجہ حدیث نمبر 2887، ابواب المناسك،باب فضل الحج والعمرۃ)

حدیث نمبر 3

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ،عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ:الْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ،إِنْ دَعَوْهُ أَجَابَهُمْ،وَإِنِ اسْتَغْفَرُوهُ غَفَرَ لَهُمْ۔

حضرت ابوہریرۃ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
"حجاج اور معتمرین (حج اور عمرہ کرنے والے) اللہ کے وفد (مہمان) ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے، اور اگر وہ اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں تو وہ انہیں معاف کر دیتا ہے۔"

(ابن ماجہ حدیث نمبر 2892، ابواب المناسك،باب فضل دعآء الحاج)

حدیث نمبر 4

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
فَإِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ حَجَّةٌ۔
رمضان میں عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(بخاری حدیث نمبر 1782، کتاب العمرة،باب عمرة فی رمضان)

حدیث نمبر 5

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
إِنَّ عُمْرَةً فِي رَمَضَانَ تَقْضِي حَجَّةً، أَوْ حَجَّةً مَعِي۔
رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

(بخاری حدیث نمبر 1863، کتاب العمرة،باب حج النساء)

حج کس پر فرض ہے؟

حج ہر صاحب نصاب مرد و عورت پر فرض ہے۔
وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔
لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 97)

سفر کا آغاز

گھر سے روانگی کے وقت دو رکعات نفل ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے اور عمرہ کے قبول ہونے کی دعائیں کریں۔ اپنی

ضروریات کے سامان کے ساتھ اپنا پاسپورٹ یا اقامہ، ٹکٹ اور اخراجات کے لئے رقم بھی ساتھ لے لیں۔مرد حضرات حسب ضرورت احرام کی چادریں بھی لے لیں۔

سفر میں نماز کو قصر کرنا:

اگر آپ کا یہ سفر 48 میل یعنی تقریباً 77 کلومیٹر سے زیادہ کا ہے تو آپ اپنے شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی شرعی مسافر ہوجائیں گے۔لہذا ظہر،عصر اور عشاء کی چار رکعات کے بجائے دو دو رکعات فرض ادا کریں اور فجر کی دو اور مغرب کی تین ہی رکعات ادا کریں۔البتہ کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو امام کے ساتھ پوری نماز ادا کریں۔ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو چار کے بجائے دو ہی رکعات پڑھیں۔سنتوں اور نفل کا حکم یہ ہے کہ اگر اطمینان کا وقت ہے تو پوری پڑھیں اور اگر جلدی ہے یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو نہ پڑھیں،کوئی گناہ نہیں البتہ وتر اور فجر کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑیں۔

میقات:

مردوں کو عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھنا ہوتا ہے۔اور خواتین کی عمرے کی نیت میقات سے پہلے کرنی ہوتی ہے۔آیئے دیکھتے ہیں کہ میقات کیا ہے۔

میقات اصل میں وقت معیّن اورمکان معیّن کا نام ہے۔

میقات زمانی :

پورے سال رات دن میں جب چاہیں اور جس وقت چاہیں عمرہ کا احرام باندھ سکتے ہیں، لیکن حج کے دنوں میں (9 ذی الحجہ سے 13 ذی الحجہ تک) عمرہ کی ادائیگی کو مکروہ تحریمی ہے خواہ حج ادا کررہے ہوں یا نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ:حَلَّتِ الْعُمْرَةُ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا إِلاَّ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ :يَوْمُ عَرَفَةَ ،وَيَوْمُ النَّحْرِ ،وَيَوْمَانِ بَعْدَ ذَلِكَ۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عمرہ سارا سال حلال ہے سوائے چار دنوں کے (1) یومِ عرفہ (2) یومِ نحر (3، 4) دو دن اس کے بعد۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 8741، کتاب الحج، باب العمرۃ فی اشھر الحج)

میقات مکانی:

وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کرنے والے حضرات احرام باندھتے ہیں میقات کہلاتے ہیں۔ میقات کے اعتبار سے پوری دنیا کی سرزمین کو شریعت اسلامیہ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

حرم :

مکہ مکرمہ اور اس کے چاروں طرف کچھ دور تک کی زمین حرم کہلاتی ہے،اس مقدس سرزمین میں غیر مسلموں کا داخلہ حرام ہے۔ نیز ہر شخص کے لئے چند چیزیں کرنا حرام ہیں چاہے وہاں کا مقیم ہو یا حج وعمرہ کرنے کے لئے آیا ہو۔ اسی لئے اس کو حرم کہا جاتا ہے۔ یہاں کے خود اُگے ہوئے درخت یا پودے کاٹنا۔ یہاں کے کسی جانور کا شکار کرنا یا اسکو چھیڑنا۔ گری پڑی چیز (لقطہ) کا اٹھانا۔

حدود حرم کے اندر مستقل یا عارضی طور پر قیام پذیر یعنی اہل حرم کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حرم سے باہر حل میں جانا ہوگا۔ حل میں سب سے قریب جگہ تنعیم ہے جہاں مسجد عائشہؓ بنی ہوئی ہے،جو مسجد حرام سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

حِل:

میقات اور حرم کے درمیان کی سرزمین حِل کہلاتی ہے جس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام تھیں۔ اہل حل جن کی رہائش میقات اور حدودِ حرم کے درمیان ہے مثلاً جدہ کے رہنے والے،عمرہ کا احرام اپنے گھر سے باندھیں گے۔

آفاق:

حرم اور حِل کے باہر پوری دنیا کی سرزمین آفاق کہلاتی ہے، آفاقی حضرات جب بھی عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک میقات پر یا اس سے پہلے یا اس کے مقابل احرام باندھیں۔

اہل مدینہ اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے جس کو آجکل بئرِ علی کہا جاتا ہے۔مدینہ منورہ کے قریب ہی یہ میقات واقع ہے۔مکہ مکرمہ سے تقریباً 420 کلومیٹر دور ہے۔

اہل شام اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے (مثلاً مصر، لیبیا، الجزائر، مراکش وغیرہ) جحفہ میقات ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً 186 کلومیٹر دور ہے۔

اہلِ نجد اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے (مثلاً بحرین، قطر، دمام، ریاض وغیرہ) قرن المنازل میقات ہے۔اس کو آجکل (السیل الکبیر) کہا جاتا ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً 78 کلومیٹر دور ہے۔

اہل یمن اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے(مثلاً ہندوستان، پاکستان، بنگلادیش وغیرہ) یلَملَم میقات ہے۔اس کو آجکل (سعدیہ) کہا جاتا ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کی دوری تقریباً 120 کلومیٹر ہے۔

اہل عراق اور اس کے راستے سے آنے والو ں کے لئے ذاتِ عرق میقات ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے 100 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔

احرام:

1) احرام باندھنے سے پہلے طہارت اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھیں۔
2) ناخن کاٹ لیں اور زیر ناف وبغل کے بال صاف کرلیں۔
3) سنت کے مطابق غسل کرلیں اگرچہ صرف وضو کرنا بھی کافی ہے۔
4) احرام یعنی ایک سفید تہبند باندھ لیں اور ایک سفید چادر اوڑھ لیں،تہبند ناف کے اوپر اس طرح باندھیں کہ ٹخنے کھلے رہیں۔

5) انہی دو کپڑوں میں دو رکعات نماز نفل ادا کریں اور عمرہ کرنے کی نیت اس طرح کریں اے اللہ! میں آپ کی رضا کے واسطے عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور اپنے فضل وکرم سے قبول فرما۔اس کے بعد کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ تلبیہ پڑھیں:

لَبَّيك، اَللّٰهمَّ لَبَّيك، لَبَّيكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيك، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيكَ لَك

میں حاضر ہوں،اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں،میں حاضر ہوں،بیشک تمام تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں،ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

احرام باندھ کر جو تلبیہ پڑھتے ہیں وہ گویا حضرت ابراہیمؑ کی پکار کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مولا! تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ سے اعلان کرا کے ہمیں اپنے پاک گھر بلوایا تھا، ہم تیرے در پر حاضر ہیں، حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔

تلبیہ پڑھنے کے ساتھ ہی آپ کا احرام بندھ گیا،اب سے لے کر مسجد حرام پہونچنے تک یہی تلبیہ سب سے بہتر ذکر ہے۔لہذا تھوڑی بلند آواز کے ساتھ بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں۔

احرام سے متعلق بعض اہم مسائل

1) غسل سے فارغ ہوکر احرام باندھنے سے پہلے بدن پر خوشبو لگانا بھی سنت ہے۔

2) چونکہ احرام کی پابندیاں تلبیہ پڑھنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہیں، لہذا تلبیہ پڑھنے سے پہلے غسل کے دوران، صابن اور تولیہ کا استعمال کرسکتے ہیں، نیز بالوں میں کنگھا بھی کرسکتے ہیں۔

3) عورتوں کے احرام کے لئے کوئی خاص لباس نہیں، بس غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر عام لباس پہن لیں اور چہرہ سے کپڑا ہٹالیں پھر نیت کرکے آہستہ سے تلبیہ پڑھیں۔عورتیں تلبیہ ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔

4) عورتیں بالوں کی حفاظت کے لئے اگر سر پر رومال باندھ لیں تو کوئی حرج نہیں لیکن پیشانی کے اوپر سر پر باندھیں اور اس کو احرام کا جزء نہ سمجھیں اور وضو کے وقت خاص طور پر یہ سفید رومال سر سے کھول کر سر پر ضرور مسح کریں۔

5) اگر کوئی عورت ایسے وقت میں مکہ مکرمہ پہنچی کہ اس کو ماہواری آرہی ہے تو وہ پاک ہونے تک انتظار کرے، پاک ہونے کے بعد ہی عمرہ کرنے کے لئے مسجد حرام جائے، عمرہ کی ادائیگی تک اس کو احرام کی حالت میں رہنا ہوگا۔

6) آجکل چند گھنٹوں میں آدمی میقات پہنچ جاتا ہے اور میقات پر کافی بھیڑ بھی رہتی ہے، لہذا گھر سے روانگی سے پہلے ہی ہر طرح کی طہارت حاصل کرلیں۔میقات پر پہونچ کر اگر موقعہ مل جائے تو غسل کرلیں ورنہ صرف وضو کرکے احرام پہن لیں۔

7) اگر آپ پہلے مدینہ منورہ جارہے ہیں تو مدینہ منورہ جانے کے لئے کسی احرام کی ضرورت نہیں ہے،لیکن جب آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جائیں تو پھر مدینہ منورہ کی میقات پر احرام باندھیں۔

8) احرام کی حالت میں اگر احتلام ہوجائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کپڑا اور جسم دھوکر غسل کرلیں اور اگر احرام کی چادر بدلنے کی ضرورت ہو تو دوسری چادر استعمال کرلیں۔لیکن میاں بیوی والے خاص تعلقات سے بالکل دور رہیں۔

اہم ہدایت

میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔لیکن اگر آپ ہوائی جہاز سے جارہے ہیں اور آپ کو جدہ میں اترنا ہے، جدہ چونکہ حِل میں ہے یعنی میقات پہلے رہ جاتی ہے،لہٰذا آپ ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں یا ہوائی جہاز میں اپنے ساتھ احرام لے کر بیٹھ جائیں اور پھر راستہ میں میقات سے پہلے پہلے باندھ لیں۔اور اگر موقع ہو تو دو رکعات بھی ادا کرلیں۔پھر نیت کرکے تلبیہ پڑھیں۔احرام باندھنے کے بعد نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے میں تاخیر کی جاسکتی ہے، یعنی آپ احرام ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے باندھ لیں اور تلبیہ میقات کے آنے پر یا اس سے کچھ پہلے پڑھیں۔یاد رکھیں کہ نیت کرکے تلبیہ پڑھنے کے بعد ہی احرام کی پابندیاں شروع ہوتی ہیں۔

تنبیہ

اگر آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا بغیر احرام کے میقات سے نکل گیا تو آگے جاکر کسی بھی جگہ احرام باندھ لے لیکن اس پر ایک دم لازم ہوگیا۔ہاں اگر پہلے ذکر کی گئی پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک پر یا اس کے محاذی (مقابل) پہنچ کر احرام باندھ لیا تو پھر دم واجب نہ ہوگا۔مثلاً ریاض کا رہنے والا بغیر احرام کے جدہ پہنچ گیا تو جدہ یا مکہ مکرمہ سے احرام باندھنے پر ایک دم دینا ہوگا، لیکن اگر اُس نے پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک میقات مثلاً السیل الکبیر،الطائف پر پہنچ کر احرام باندھ لیا تو پھر دم واجب نہیں ہوگا۔

خواتین احرام کی طرح مخصوص لباس نہیں پہنیں گی بلکہ ایسے کھلے کپڑے پہنیں گی جس میں چہرے،بازو اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم چھپ جائے اور جسم کی ساخت نمایاں نہ ہو۔خواتین بھی جب عمرے کی نیت کرلیں گی تو ان پر بھی احرام کی پابندیاں شروع ہوجائیں گی۔

احرام کی پابندیاں

احرام میں مردوں کے لئے 8 اور خواتین کے لئے 6 پابندیاں ہیں۔

1) جب آپ نے احرام باندھ لیا،توآپ پراحرام کی پابندیاں لگ گئیں،اب آپ سراورچہرہ نہیں ڈھانک سکتے،بلکہ ہروقت سراورچہرہ کھلارہے گا۔عورت کوسرچھپاناضروری ہے ،صرف چہرہ نہ ڈھانکے یعنی اس پر کپڑا نہ لگائے۔

2) اب آپ خوشبونہیں لگاسکتے، نہ سونگھ سکتے ہیں،اگربغیرارادے کے سونگھ لی تو کوئی حرج نہیں،یہ حکم مردعورت دونوں کے لئے ہے،اس حالت میں صابن ،ٹوتھ پیسٹ استعمال نہیں کرسکتے۔

3) آپ اپنے چہرے ،سر یابدن کے کسی حصہ سے بال نہیں توڑ سکتے۔ اسی طرح ناخن نہیں کاٹ سکتے۔یہ حکم بھی مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

4) سلاہوا کپڑا نہیں پہن سکتے۔

5) اب آپ اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرسکتے،میاں بیوی کے تعلقات والی باتیں کرسکتے ہیں،یہ حکم بھی مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

6) آپ ایسا جوتانہیں پہن سکتے جوپاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی کو ڈھانپ دے (Sleeper) یااس جیسی چپل پہنیں یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔

7) آپ حرم کی گھاس، پودا، یادرخت کی ٹہنی نہیں توڑسکتے۔یہ حکم مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

8) آپ حرم میں کسی بھی جانور کاشکارنہیں کرسکتے اورنہ ہی شکار کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں۔یہ حکم مردعورت دونوں کے لئے ہے۔ چاہے احرام میں ہوں یانہ ہوں ، یہاں تک کہ اپنے بدن یاسر کی

جوں بھی نہیں مارسکتے، تین سے کم جوں اگرکوئی مارے گا،تواسکو چاہیئے کہ تھوڑا بہت صدقہ کردے اور تین سے زائد مارے گا تو اس پر ایک صدقۂ فطر لازم ہو گا۔

بہرحال یہ 8 پابندیاں مردوں کے لئے اور 6 پابندیاں عورتوں کیلئے ہیں،ان پابندیوں کے خلاف کرنے میں بعض صورتوں میں دم یعنی بکرے کی قربانی واجب ہوتی ہے۔

احرام کی حالت میں جائز امور

1) احرام کی حالت میں غسل کرسکتے ہیں لیکن خوشبو دار صابن کا استعمال نہیں کرسکتے۔

2) احرام کی حالت میں احرام کو دھو بھی سکتے ہیں اور اگر ضرورت پڑے تو بدل بھی سکتے ہیں۔

3) انگوٹھی، گھڑی، چشمہ، بیلٹ، چھتری وغیرہ استعمال کرسکتے ہیں۔

4) احرام کے اوپر مزید چادر ڈال کر سوسکتے ہیں۔مگر مرد اپنے سر اور چہرے کو اور عورتیں اپنے چہرے کو کھلا رکھیں۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں سے اگر کوئی ایک فرض چھوٹ جائے تو حج صحیح نہیں ہوگا جس کی تلافی دم سے بھی ممکن نہیں۔حج کے فرائض درج ذیل ہیں۔

(1) احرام (2) وقوف عرفہ (3) طواف زیارت کرنا

(1) **احرام:**

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّأْمِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے احرام کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے حجفہ، نجد والوں کے قرن منزل، یمن والوں کے یلملم متعین کیا۔ یہاں سے ان مقامات والے بھی احرام باندھیں اور ان کے علاوہ وہ لوگ بھی جو ان راستوں سے آئیں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔

(بخاری حدیث نمبر 1524، کتاب المناسك، باب مهل اهل مكة للحج والعمرة)

(2) **وقوف عرفہ:**

عَنْ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيلِيِّ رضي الله عنه، قَالَ: شَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ، وَأَتَاهُ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ الْحَجُّ؟ قَالَ: الْحَجُّ عَرَفَةُ۔

حضرت عبدالرحمن ؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھا، آپ عرفات میں وقوف فرما تھے، اہل نجد میں سے کچھ لوگوں آپ کے پاس آ کر عرض کیا: اللہ کے رسول! حج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "حج عرفات میں وقوف ہے۔"

(ابن ماجہ حدیث نمبر 3015، ابواب المناسك، باب من اتی عرفة قبل الفجر ليلة جمع)

(3) **طواف زیارت کرنا:**

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

پھر (حج کرنے والے) لوگوں کو چاہئے کہ وہ اپنا میل کچیل دور کریں، اور اپنی منتیں پوری کریں، اور اس بیت عتیق کا طواف (زیارت) کریں۔

(سورۃ الحج آیت نمبر 29)

(4) **بعض علماء نے سعی کو بھی حج کے فرائض میں شمار کیا ہے۔**

حج کے واجبات

اگر واجبات میں سے کوئی ایک واجب چھوٹ جائے تو حج صحیح ہوجائے گا مگر جزا لازم ہوگی۔

(1) میقات سے احرام کے بغیر نہ گذرنا

(2) عرفہ کے دن غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا

(3) مزدلفہ میں وقوف کرنا

(4) جمرات کو کنکریاں مارنا

(5) قربانی کرنا (حج افراد میں واجب نہیں)

(6) سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا

(7) سعی کرنا

(8) طواف وداع کرنا

(1) میقات سے احرام کے بغیر نہ گذرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّأْمِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ مِمَّنْ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے احرام کے لئے ذوالحلیفہ، شام والوں کے لئے حجفہ، نجد والوں کے قرن منزل، یمن والوں کے یلملم متعین کیا۔ یہاں سے ان مقامات والے بھی احرام باندھیں اور ان کے علاوہ وہ لوگ بھی جو ان راستوں سے آئیں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔

(بخاری حدیث نمبر 1524، کتاب المناسك، باب مهل اهل مكة للحج والعمرة)

(2) عرفہ کے دن غروب آفتاب تک میدان عرفات میں رہنا:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ، ثُمَّ يَقِفَ بِهَا، ثُمَّ يُفِيضَ مِنْهَا۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ (عرفہ کے دن) عرفات میں آئیں اور وہیں (غروب آفتاب تک) وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔

(بخاری حدیث نمبر 4520، کتاب التفسیر، باب قوله ثم افیضو من حیث افاض الناس)

(3) مزدلفہ میں وقوف کرنا:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى صَلَاةً إِلَّا لِمِيقَاتِهَا، إِلَّا صَلَاتَيْنِ: صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى الْفَجْرَ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيقَاتِهَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کوئی نماز اس کے وقت کے بغیر ادا کرتے نہیں دیکھا، سوائے دو نمازوں کے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں (جمع کیں) اور اسی دن آپ ﷺ نے فجر کی نماز اس کے (معمول کے) وقت سے پہلے ادا کی۔

(مسلم حدیث نمبر 3116، کتاب الحج، باب استحباب زیادۃ التغلیس بصلوۃ الصبح یوم النحر بالمزدلفۃ والمبالغۃ فیہ بعد تحقیق طلوع الفجر)

(4) جمرات کو کنکریاں مارنا:

حدیث نمبر 1

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَرْمِي عَلَى رَاحِلَتِهِ يَوْمَ النَّحْرِ، وَيَقُولُ: لِتَأْخُذُوا مَنَاسِكَكُمْ، فَإِنِّي لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَحُجُّ بَعْدَ حَجَّتِي هَذِهِ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ قربانی کے دن اپنی سواری پر (سوار ہو کر) کنکریاں مار رہے تھے اور فرما رہے تھے: "تمھیں چاہیئے کہ تم اپنے حج کے طریقے سیکھ لو، میں نہیں جانتا شاید اس حج کے بعد میں (دوبارہ) حج نہ کر سکوں۔"

(مسلم حدیث نمبر 3137، کتاب الحج، باب استحباب رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر راکبا)

حدیث نمبر 2

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: رَمَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى، وَأَمَّا بَعْدُ فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن چاشت

کے وقت جمرہ (عقبہ) کو کنکریاں ماریں اور اس کے بعد (کے دنوں میں تمام جمروں کو) اس وقت جب سورج ڈھل گیا۔

(مسلم حدیث نمبر 3141، کتاب الحج، باب بیان وقت استحباب الرمی)

(5) قربانی کرنا (حج افراد میں واجب نہیں):

فَمَنۡ تَمَتَّعَ بِالۡعُمۡرَةِ اِلَى الۡحَجِّ فَمَا اسۡتَيۡسَرَ مِنَ الۡهَدۡىِ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الۡحَجِّ وَسَبۡعَةٍ اِذَا رَجَعۡتُمۡ ؕ تِلۡكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ لَّمۡ يَكُنۡ اَهۡلُهٗ حَاضِرِى الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ ۔

جو شخص حج کے ساتھ عمرے کا فائدہ بھی اٹھائے وہ جو قربانی میسر ہو (اللہ کے حضور پیش کرے)ہاں اگر کسی کے پاس اس کی طاقت نہ ہو تو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے ، اور سات (روزے) اس وقت جب تم (گھروں کو) لوٹ جاؤ۔اس طرح یہ کل دس روزے ہوں گے۔یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جن کے گھر والے مسجد حرام کے پاس نہ رہتے ہوں۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 196)

(6) سر کے بال منڈوانا یا کٹوانا:

عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَمَى جَمۡرَةَ الۡعَقَبَةِ يَوۡمَ النَّحۡرِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى مَنۡزِلِهِ بِمِنًى فَدَعَا بِذِبۡحٍ فَذُبِحَ، ثُمَّ دَعَا بِالۡحَلَّاقِ فَأَخَذَ بِشِقِّ رَأۡسِهِ الۡأَيۡمَنِ فَحَلَقَهُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو جمرہ عقبہ کی رمی کی، پھر آپ منیٰ میں اپنی قیام گاہ لوٹ آئے، پھر قربانی کے جانور منگا کر انہیں ذبح کیا، اس کے بعد حلاق (سر مونڈنے والے کو بلایا)، اس نے آپ ﷺ کے سر کے داہنے حصے کو پکڑا، اور بال مونڈ دیئے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1981، کتاب المناسك، باب الحلق والتقصير)

خواتین کے لئے:

أَنَّ ابۡنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: لَيۡسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلۡقٌ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقۡصِيرُ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں پر حلق نہیں صرف «تقصیر» (بال کٹوانا) ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1984، کتاب المناسك،باب الحلق والتقصیر)

(7) سعی کرنا :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ فَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ (حج کے لئے) مکہ پہنچے تو ذی الحجہ کے چار دن گزر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی۔

(بخاری حدیث نمبر 1545، کتاب المناسك،باب ما یلبس من الثیاب والاردیة والازر...)

(8) طواف وداع کرنا :

میقات سے باہر رہنے والے حضرات واپسی کے وقت طواف وداع ضرور کریں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا يَنْفِرَنَّ أَحَدٌ حَتَّى يَكُونَ آخِرُ عَهْدِهِ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "کوئی بھی مکہ سے کوچ نہ کرے یہاں تک کہ اس کا آخری کام بیت اللہ کا طواف (طواف وداع) ہو۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 2002، کتاب المناسك،باب الوداع)

حج کی اقسام

حج کی تین قسمیں ہیں:

(1) تمتع (2) قران (3) افراد

ان اقسام میں سے جو قسم چاہیں اختیار کریں البتہ میقات کے اندر رہنے والے لوگ حج افراد کریں۔

حج تمتع:

میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں، عمرہ کا طواف اور سعی کریں،بال منڈواکر یا کٹواکر احرام اتاردیں،7 یا 8 ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں،8 ذی الحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منی جاکر وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج قران:

میقات سے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھیں،عمرہ کا طواف اور سعی کریں،احرام ہی کی حالت میں رہیں،ممنوعات احرام سے بچتے رہیں،8 ذی الحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منی جاکر وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج افراد:

میقات سے صرف حج کا احرام باندھیں،طواف قدوم (سنت) کریں،احرام ہی کی حالت میں رہیں،ممنوعات احرام سے بچتے رہیں،8 ذی الحجہ کو تلبیہ پڑھتے ہوئے منی چلے جائیں اور وہ اعمال کریں جو حج کے چھ ایام میں مذکور ہیں۔

حج کے چھ ایام:

حج کے 6 ایام ہیں۔ان کو کیسے گزارنا ہے ان کی تفصیل یہ ہے۔

حج کا پہلا دن 8 ذی الحجہ:

منی میں قیام کر کے ظہر، عصر ، مغرب، عشاء اور 9 ذی الحجہ کی نماز فجر ادا کریں۔منی میں یہ پانچوں نمازیں ادا کرنا اور آج کی رات منی میں گزارنا سنت ہے،لہٰذا اگر کسی وجہ سے منی پہنچنے میں کچھ تاخیر ہوجائے یا منی نہ پہنچ سکیں تو کوئی دم وغیرہ لازم نہیں،لیکن قصداً ایسا نہ کریں۔

حج کا دوسرا دن 9 ذی الحجہ :

9 ذی الحجہ کی صبح فجر کی نماز کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے منی سے عرفات کے لئے روانہ ہوجائیں۔عرفات پہنچ کر ظہر اور عصر کی نمازیں وہاں

اداکریں۔غروب آفتاب تک قبلہ رخ کھڑے ہوکر خوب دعائیں کریں۔غروب آفتاب کے بعد تلبیہ پڑھتے ہوئے عرفات سے مزدلفہ روانہ ہوجائیں۔مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت میں ادا کریں۔رات مزدلفہ میں گزاریں،البتہ خواتین اور معذور لوگ آدھی رات کے بعد بھی مزدلفہ جاسکتے ہیں۔

حج کا تیسرا دن 10 ذی الحجہ:

مزدلفہ میں نماز فجر ادا کرکے دعائیں کریں۔طلوع آفتاب سے قبل منی کے لئے روانہ ہوجائیں۔کنکریاں بھی اٹھالیں۔منی پہنچ کر بڑے اور آخری جمرہ پر 7 کنکریاں ماریں۔تلبیہ پڑھنا بند کردیں۔قربانی کریں۔بال منڈوائیں یا کٹوائیں۔احرام اتاردیں۔طواف زیارت یعنی حج کا طواف اور حج کی سعی کریں۔(قربانی،بال کٹوانے، طواف زیارت اور حج کی سعی کو 12 ذی الحجہ کی مغرب تک موئخر کرسکتے ہیں)

حج کا چوتھا اور پانچواں دن 11 اور 12 ذی الحجہ:

منی میں قیام کرکے تینوں جمرات پر زوال کے بعد سات سات کنکریاں ماریں۔ قربانی، طواف زیارت اور حج کی سعی 10 ذی الحجہ کو نہیں کرسکے تو 11 یا 12 ذی الحجہ کو بھی دن اور رات میں کسی وقت کر سکتے ہیں۔12 ذی الحجہ کو کنکریاں مارنے کے بعد منی سے جاسکتے ہیں۔

حج کا چھٹا دن 13 ذی الحجہ:

اگر آپ 12 ذی الحجہ کو منی سے روانہ نہیں ہوئے تو تینوں جمرات پر زوال کے بعد کنکریاں ماریں۔

حج سے متعلق خواتین کے خصوصی مسائل

مردوں کی طرح حج کی ادائیگی خواتین بھی کرتی ہیں،مگر ان کی چند فطری عادات کی بنا پر کچھ مسائل میں مردوں سے فرق موجود ہے، جس کی

وجہ سے ان کے بعض مسائل مردوں سے مختلف ہیں، جن کا جاننا حج کی ادائیگی کرنے والی ہر خواتین کے لئے ضروری ہے۔ حج سے متعلق خواتین کے خصوصی چند مسائل نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں حسب ذیل ہیں۔

1) عورت اگر خود مالدار یعنی صاحب استطاعت ہے تو اس پر حج فرض ہے ورنہ نہیں۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔

لوگوں میں سے جو لوگ اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں ان پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج کرنا فرض ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر 97)

2) عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کا سفر یا کوئی دوسرا سفر نہیں کرسکتی ہے، اگر کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کرلے تو اس کا حج تو ادا ہوجائے گا، لیکن بغیر محرم یا شوہر کے حج کا سفر یا کوئی دوسرا سفر کرنا بڑا گناہ ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ: اخْرُجْ مَعَهَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! میں فلاں لشکر میں جہاد کے لئے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔"

(بخاری حدیث نمبر 1862، کتاب العمرۃ، باب حج النساء)

3) محرم وہ شخص ہے جس کے ساتھ اس کا نکاح حرام ہو جیسے باپ، بیٹا، بھائی، حقیقی ماموں اور حقیقی چچا وغیرہ۔

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں،اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں،سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہوجائے،اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں،اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں،سوائے اپنے شوہروں کے، یا اپنے باپ،یا اپنے شوہروں کے باپ کے،یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے،یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں،یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے،یا اپنی عورتوں کے،یا ان کے جو اپنے ہاتھوں کی ملکیت میں ہیں،یا ان خدمت گذاروں کے جن کے دل میں کوئی (جنسی) تقاضا نہیں ہوتا،یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے چھپے ہوئے حصوں سے آشنا نہیں ہوئے۔اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہوجائے۔اور اے مومنو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو،تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

(سورۃ النور آیت نمبر 31)

محرم اور غیر محرم رشتے دار درج ذیل ہیں۔
محارم یعنی وہ اشخاص جن سے عورت کو پردہ نہیں ہے وہ یہ ہیں:
(1) شوہر (2) باپ (3) چچا
(4) ماموں (5) سسر (6) بیٹا
(7) پوتا (8) نواسہ (9) شوہر کا بیٹا
(10) داماد (11) بھائی (12) بھتیجا
(13) بھانجا (14) مسلمان عورتیں (15) کافر باندی
(16) ایسے مدہوش جن کو عورتوں کے بارے میں کوئی علم نہیں۔
نامحرم رشتہ دار یعنی وہ رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے، وہ درج ذیل ہیں:
(1) خالہ زاد (2) ماموں زاد (3) چچا زاد
(4) پھوپھی زاد (5) دیور (6) جیٹھ
(7) بہنوئی (8)نندوئی (9) خالو
(10) پھوپھا (11) شوہر کا چچا (12) شوہر کا ماموں
(13)شوہر کا خالو (14) شوہر کا پھوپھا (15) شوہر کا بھتیجا
(16) شوہر کا بھانجا

4) عورتوں کے لئے بھی احرام سے پہلے ہر طرح کی پاکیزگی حاصل کرنا اور غسل کرنا مسنون ہے، خواہ ناپاکی ہی کی حالت میں ہوں۔

5) عورتوں کے احرام کے لئے کوئی خاص لباس نہیں ہے،بس عام لباس پہن کر دو رکعات نماز پڑھ لیں اور نیت کرکے آہستہ سے تلبیہ پڑھ لیں۔

6) احرام باندھنے کے وقت ماہواری آرہی ہو تو احرام باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ غسل کریں یا صرف وضو کریں،البتہ غسل کرنا افضل ہے، نماز نہ پڑھیں بلکہ چہرے سے کپڑا ہٹاکر نیت کرلیں اور تین بار آہستہ سے تلبیہ پڑھیں۔

عورتیں احرام میں عام سلے ہوئے کپڑے پہنیں، ان کے احرام کے لئے کوئی خاص رنگ کا کپڑا ضروری نہیں ہے،بس زیادہ چمکیلے کپڑے نہ پہنیں نیز کپڑوں کو تبدیل بھی کر سکتی ہیں۔
عورتیں اس پورے سفر کے دوران پردہ کا اہتمام کریں۔یہ جو مشہور ہے کہ حج وعمرہ میں پردہ نہیں ہے غلط ہے۔

7) حکم صرف یہ ہے کہ عورت احرام کی حالت میں چہرہ پر کپڑا نہ لگنے دے۔اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ وہ نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا،قَالَتْ:كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا،فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ۔

حضرت عائشہ ؓ نے بیان فرمایا کہ سوار ہمارے سامنے سے گزرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوتے،جب سوار ہمارے سامنے آ جاتے تو ہم اپنے نقاب اپنے سر سے چہرے پر ڈال لیتے اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اسے کھول لیتے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1833، كتاب المناسك، باب فی المحرمة تغطی وجهها)

غرضیکہ احرام کی حالت خواتین اپنے چہرہ کو کھلا رکھیں۔اگر مرد حضرات سامنے آجائیں تو چہرہ پر نقاب ڈال دیں۔اگر کچھ وقت کے لئے چہرہ پر نقاب پڑی رہ جائے یا کچھ وقت کے لئے مردوں کے سامنے چہرہ کھل جائے تو کوئی دم وغیرہ لازم نہیں اور انشاء اللہ حج مکمل ادا ہو گا۔

8) عورتوں کا سر پر سفید رومال باندھنے کو احرام سمجھنا غلط ہے،صرف بالوں کو ٹوٹنے سے محفوظ رکھنے کے لئے سر پر رومال باندھ لیں تو کوئی حرج نہیں لیکن پیشانی کے اوپر سر پر باندھیں اور

اس کو احرام کا حصہ نہ سمجھیں، نیز وضو کے وقت مسح کرنا فرض ہے،لہذا وضو کے وقت خاص طور پر اس سفید رومال کو کھول کر سر پر مسح ضرور کریں۔

9) اگر کوئی عورت ایسے وقت میں مکہ مکرمہ پہنچی کہ اس کو ماہواری آرہی ہے تو وہ پاک ہونے تک انتظار کرے،پاک ہونے کے بعد ہی مسجد حرام جائے۔اگر 8 ذی الحجہ تک بھی پاک نہ ہوسکی تو احرام ہی کی حالت میں طواف کئے بغیر منیٰ جاکر حج کے سارے اعمال کرے۔

10) اگر کسی عورت نے حج قران یا حج تمتع کا احرام باندھا مگر شرعی عذر کی وجہ سے 8 ذی الحجہ تک عمرہ نہ کرسکی اور 8 ذی الحجہ کو احرام ہی کی حالت میں منیٰ جاکر حاجیوں کی طرح سارے اعمال ادا کرلئے تو حج صحیح ہوجائے گا،لیکن دم اور عمرہ کی قضا واجب ہونے یا نہ ہونے میں علماء کی رائے مختلف ہیں۔

11) ماہواری کی حالت میں صرف طواف کرنے کی اجازت نہیں ہے باقی سارے اعمال ادا کئے جائیں گے۔

12) ماہواری کی حالت میں نماز پڑھنا، مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا بالکل ناجائز ہے۔

13) حالت حیض میں صفا ومروہ کی سعی کرنا جائز ہے۔یعنی اگر کسی عورت کو طواف کرنے کے بعد ماہواری آجائے تو وہ سعی کرسکتی ہے مگر اس کو چاہیئے کہ سعی کے بعد مسجد حرام کے اندر داخل نہ ہو بلکہ مروہ سے باہر نکل جائے۔

عورتیں ماہواری کی حالت میں ذکر واذکار جاری رکھ سکتی ہیں بلکہ ان کے لئے مستحب ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ کے ذکر میں مشغول رکھیں، نیز دعائیں بھی کرتی رہیں، البتہ ماہواری کی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرسکتی ہیں۔

(14) اگر کسی عورت کو طواف کے دوران حیض آجائے تو فورا طواف کو بند کردے اور مسجد سے باہر چلی جائے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا،قَالَتْ:خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا نَذْكُرُ إِلَّا الْحَجَّ،فَلَمَّا جِئْنَا سَرِفَ طَمِثْتُ،فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي، فَقَالَ:مَا يُبْكِيكِ؟قُلْتُ:لَوَدِدْتُ وَاللَّهِ أَنِّي لَمْ أَحُجَّ الْعَامَ. قَالَ: لَعَلَّكِ نُفِسْتِ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ:فَإِنَّ ذَلِكِ شَيْءٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ، فَافْعَلِي مَا يَفْعَلُ الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ حَتَّى تَطْهُرِي.

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لئے اس طرح نکلے کہ ہماری زبانوں پر حج کے علاوہ اور کوئی ذکر ہی نہ تھا۔جب ہم مقام سرف پہنچے تو مجھے حیض آ گیا۔(اس غم سے) میں رو رہی تھی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے،آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیوں رو رہی ہو؟میں نے کہا کاش! میں اس سال حج کا ارادہ ہی نہ کرتی۔آپ ﷺ نے فرمایا شاید تمہیں حیض آ گیا ہے۔میں نے کہا جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ چیز تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لیے مقرر کر دی ہے۔اس لئے تم جب تک پاک نہ ہو جاؤ طواف بیت اللہ کے علاوہ حاجیوں کی طرح تمام کام انجام دو۔

(بخاری حدیث نمبر 305، کتاب الحیض،باب تقضی الحائض المناسك كلها الا الطواف بالبيت۔)

(15) خواتین طواف میں رمل (اکڑ کر چلنا) نہ کریں، یہ صرف مردوں کے لئے ہے۔

(16) ہجوم ہونے کی صورت میں خواتین حجر اسود کا بوسہ لینے کی کوشش نہ کریں،بس دور سے اشارہ کرنے پر اکتفا کریں۔اسی طرح ہجوم ہونے کی صورت میں رکن یمانی کو بھی نہ چھوئیں۔اور مقام ابراہیم میں مردوں کا ہجوم ہو تو خواتین وہاں طواف کی دو رکعات نماز پڑھنے کی کوشش نہ کریں بلکہ مسجد حرام میں کسی بھی جگہ پڑھ لیں۔

حدیث نمبر 1

عن عَطَاء،فَقَالَتِ امْرَأَةٌ:انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: انْطَلِقِي عَنْكِ۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ ایک عورت (وقرہ نامی) نے ان(حضرت عائشہ ؓ) سے کہا ام المؤمنین! چلئے (حجر اسود کو) بوسہ دیں۔تو آپ نے (رش کی وجہ سے خواتین کے لئے ضروری نہ سمجھتے ہوئے) انکار کر دیا اور کہا تو جا چوم (عورتوں کے لئے ضروری نہیں اس لئے)میں نہیں چومتی۔

(بخاری حدیث نمبر 1618، کتاب الماسك،باب طواف النساء مع الرجال)

حدیث نمبر 2

عن نَافِعٍ:أَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَمْشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ،قَالَ:لَا،إِلَّا أَنْ يُزَاحَمَ عَلَى الرُّكْنِ۔

نافع سے پوچھا،ابن عمرؓ جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو کیا حسب معمول چلنے لگتے تھے؟انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔البتہ اگر رکن یمانی پر ہجوم ہوتا تو حجر اسود کے پاس آ کر آپ آہستہ چلنے لگتے۔(یعنی اگر رکن یمانی پر ہجوم ہوتا تو نہ چھوتے)

(بخاری حدیث نمبر 1644، کتاب المناسك،باب ما جاء فی السعی بین الصفا والمروۃ)

(17) خواتین سعی میں سبز ستونوں (جہاں سبز ٹیوب لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان مردوں کی طرح دوڑ کر نہ چلیں۔

(18) طواف اور سعی کے دوران مردوں سے حتی الامکان دور رہیں اور اگر مسجد حرام میں نماز پڑھنی ہو تو اپنے مخصوص حصہ میں ہی ادا کریں،مردوں کے ساتھ صفوں میں کھڑی نہ ہوں۔

(19) ایام حج کے قریب جب ہجوم بہت زیادہ ہوجاتا ہے،خواتین ایسے وقت میں طواف کریں کہ جماعت کھڑی ہونے سے کافی پہلے طواف سے فارغ ہوجائیں۔

20) عورتیں بھی اپنے والدین اور متعلقین کی طرف سے نفلی عمرے کر سکتی ہیں۔

21) خواتین تلبیہ ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔

22) منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے قیام کے دوران ہر نماز کو اپنی قیام گاہ ہی میں پڑھیں۔

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَقَفْتُ هَاهُنَا بِعَرَفَةَ وَ عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هَاهُنَا بِجَمْعٍ وَ جَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "میں عرفات میں اس جگہ ٹھہرا ہوں لیکن عرفات پورا جائے وقوف ہے، میں مزدلفہ میں یہاں ٹھہرا ہوں لیکن مزدلفہ پورا جائے وقوف ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1936، کتاب المناسك، باب الصلوة بجمع)

23) مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں نمازیں عشاء ہی کے وقت اکٹھی ادا کریں۔

عن أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِالْمُزْدَلِفَةِ۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں آ کر مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ ملا کر پڑھا تھا۔

(بخاری حدیث نمبر 1674، کتاب المناسك، باب من جمع بينهما ولم يتطوع)

24) خواتین کے لئے اجازت ہے کہ اگر وہ چاہیں تو مزدلفہ کے میدان سے آدھی رات کے بعد منیٰ میں اپنے خیمہ میں چلی جائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ سَوْدَةُ النَّبِيَّ ﷺ لَيْلَةَ جَمْعٍ، وَكَانَتْ ثَقِيلَةً ثَبْطَةً فَأَذِنَ لَهَا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سودہؓ نے نبی کریم ﷺ سے مزدلفہ کی رات عام لوگوں سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت

چاہی آپ ؓ بھاری بھر کم بدن کی عورت تھیں تو نبی کریم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔

(بخاری حدیث نمبر 1680، باب من قدم ضعفۃ اھلہ بلیل فیقفون بالمزدلفۃ ویدعون ویقدم اذا غاب القمر)

25) ہجوم کے اوقات میں کنکریاں مارنے ہرگز نہ جائیں، عورتیں رات میں بھی بغیر کراہت کے کنکریاں مار سکتی ہیں۔

26) معمولی معمولی عذر کی وجہ سے دوسروں سے رمی (کنکریاں مارنا) نہ کرائیں بلکہ ہجوم کے بعد خود کنکریاں ماریں۔ بلا شرعی عذر کے دوسرے سے رمی کرانے پر دم لازم ہوگا۔ محض بھیڑ کے خوف سے عورت کنکریاں مارنے کے لئے دوسرے کو نائب نہیں مقرر کر سکتی ہے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ، مَوْلَى أَسْمَاءَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَتْ لِي أَسْمَاءُ رضی اللہ عنہا: وَهِيَ عِنْدَ دَارِ الْمُزْدَلِفَةِ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: لَا، فَصَلَّتْ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَتْ: يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: ارْحَلْ بِي، فَارْتَحَلْنَا حَتَّى رَمَتِ الْجَمْرَةَ، ثُمَّ صَلَّتْ فِي مَنْزِلِهَا، فَقُلْتُ لَهَا: أَيْ هَنْتَاهْ لَقَدْ غَلَّسْنَا، قَالَتْ: كَلَّا، أَيْ بُنَيَّ، إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

اسماء ؓ کے آزاد کردہ غلام عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسماء ؓ نے جب وہ مزدلفہ کے (اندر بنے ہوئے مشہور) گھر کے پاس ٹھہری ہوئی تھیں، مجھ سے پوچھا: کیا چاند غروب ہو گیا؟ میں نے عرض کی: نہیں، انھوں نے گھڑی بھر نماز پڑھی، پھر کہا: بیٹے! کیا چاند غروب ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ انھوں نے کہا: مجھے لے چلو۔ تو ہم روانہ ہوئے حتی کہ انھوں نے جمرہ (عقبہ) کو کنکریاں ماریں پھر (فجر کی) نماز اپنی منزل میں ادا کی۔ تو میں نے ان سے عرض کی: محترمہ! ہم رات کے آخری پہر میں (ہی) روانہ ہو گئے۔ انھوں نے کہا: بالکل نہیں، میرے بیٹے! نبی ﷺ نے عورتوں کو (پہلے روانہ ہونے کی) اجازت دی تھی۔

(مسلم حدیث نمبر 3122، کتاب الحج، استحباب تقدیم الضعفۃ من النساء وغیرھن من مزدلفۃ الی منی فی اواخر اللیل قبل زحمۃ الناس واستحباب المکث لغیرھم حتی یصلوا الصبح بمزدلفۃ)

27) طواف زیارت ایام حیض میں ہرگز نہ کریں،ورنہ ایک بدنہ یعنی پورا اونٹ یا پوری گائے (حدود حرم کے اندر) ذبح کرنا واجب ہو گا۔
ماہواری کی حالت میں اگر طواف زیارت کیا، مگر پھر پاک ہوکر دوبارہ کرلیا تو بدنہ یعنی پورے اونٹ یا پوری گائے کی قربانی واجب نہیں۔

28) طواف زیارت (حج کاطواف) کا وقت 10 ذی الحجہ سے 12 ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔بعض علماء نے 13 ذی الحجہ تک وقت تحریر کیا ہے۔

29) ان ایام میں اگر کسی عورت کو ماہواری آتی رہی تو وہ طواف زیارت نہ کرے بلکہ پاک ہونے کے بعد ہی کرے،اس تاخیر کی وجہ سے کوئی دم واجب نہیں۔
البتہ طواف زیارت کئے بغیر کوئی عورت اپنے وطن واپس نہیں جاسکتی ہے، اگر واپس چلی گئی تو عمر بھر یہ فرض لازم رہے گا اور شوہر کے ساتھ صحبت کرنا اور بوس وکنار حرام رہے گا یہاں تک کہ دوبارہ حاضر ہوکر طواف زیارت کرے۔لہٰذا طواف زیارت کئے بغیر کوئی عورت گھر واپس نہ جائے۔

30) اگر طواف زیارت سے قبل کسی عورت کو ماہواری آجائے اور اس کے طے شدہ پروگرام کے مطابق اس کی گنجائش نہ ہو کہ وہ پاک ہوکر طواف زیارت کرسکے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر طرح کی کوشش کرے کہ اس کے سفر کی تاریخ آگے بڑھ سکے تاکہ وہ پاک ہوکر طواف زیارت (حج کا طواف) ادا کرنے کے بعد اپنے گھر واپس جاسکے(عموماً معلم حضرات ایسے موقع پر تاریخ بڑھادیتے ہیں)، لیکن اگر ایسی ساری ہی کوششیں ناکام ہوجائیں اور پاک ہونے سے پہلے اس کا سفر ضروری ہوجائے تو ایسی صورت میں ناپاکی کی حالت میں وہ طواف زیارت کرسکتی ہے۔یہ طواف

زیارت شرعاً معتبر ہوگا اور وہ پورے طور پر حلال ہوجائے گی لیکن اس پر ایک بدنہ (یعنی پورا اونٹ یا پوری گائے) کی قربانی بطورِ دم حدود حرم میں لازم ہوگی، یہ دم اسی وقت دینا ضروری نہیں بلکہ زندگی میں جب چاہے دیدے۔

31) طواف زیارت اور حج کی سعی کرنے تک شوہر کے ساتھ خاص جنسی تعلقات سے بالکل دور رہیں۔

32) اگر کوئی خاتون اپنی عادت یا آثار وعلامت سے جانتی ہے کہ عنقریب حیض شروع ہونے والا ہے اور حیض آنے میں اتنا وقت ہے کہ وہ مکہ جاکر طواف زیارت (طواف زیارت کے وقت میں) کرسکتی ہے تو فوراً کرلے، تاخیر نہ کرے۔اور اگر اتنا وقت بھی نہیں کہ طواف کرسکے تو پھر پاک ہونے تک انتظار کرے۔ طواف زیارت، رمی (کنکریاں مارنا)، قربانی اور بال کٹوانے سے پہلے یا بعد میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

33) مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت اگر کسی عورت کو ماہواری آنے لگے تو طواف وداع اس پر واجب نہیں۔طواف وداع کئے بغیر وہ اپنے وطن جاسکتی ہے۔

34) جو مسائل ماہواری کے بیان کئے گئے ہیں وہی بچہ کی پیدائش کے بعد آنے والے خون کے ہیں،یعنی اس حالت میں بھی خواتین طواف نہیں کرسکتی ہیں،البتہ طواف کے علاوہ سارے اعمال حاجیوں کی طرح ادا کریں۔

35) اگر کسی عورت کو بیماری کا خون آرہا ہے، تو وہ نماز بھی ادا کرے گی اور طواف بھی کرسکتی ہے، اس کی صورت یہ ہے ایک نماز کے وقت میں وضو کرے اور پھر اس وضو سے اس نماز کے وقت میں جتنے چاہے طواف کرے اور جتنی چاہے نمازیں پڑھے۔دوسری نماز

کا وقت داخل ہونے پر دوبارہ وضو کرے۔اگر طواف مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وضو کرکے طواف کو مکمل کرے۔

36) بعض خواتین کو حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے وقت یا ان کو ادا کرنے کے دوران ماہواری آجاتی ہے جس کی وجہ سے حج وعمرہ ادا کرنے میں رکاوٹ پیدا ہوجاتی ہے اور بعض مرتبہ قیام کی مدت ختم ہونے یا مختصر ہونے کی وجہ سے سخت دشواری لاحق ہوجاتی ہے،اس لئے جن خواتین کو حج یا عمرہ ادا کرنے کے دوران ماہواری آنے کا اندیشہ ہو اور وہ صرف چند ایام کے ٹور پر حج کی ادائیگی کے لئے جارہی ہے جیسا کہ سعودی عرب میں مقیم حضرات چند ایام کے لئے جاتے ہیں تو ان کے لئے یہ مشورہ ہے کہ وہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے اپنے مزاج وصحت کے مطابق عارضی طور پر ماہواری روکنے والی دوا تجویز کرالیں اور استعمال کریں تاکہ حج وعمرہ کے ارکان ادا کرنے میں کوئی الجھن پیش نہ آئے۔شرعی لحاظ سے ایسی دوائیں استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

37) حرمین میں تقریباً ہر نماز کے بعد جنازہ کی نماز ہوتی ہے،خواتین بھی اس میں شریک ہوسکتی ہیں۔لیکن جنازے میں شرکت کے جنازے کا طریقہ اور مسائل سے واقفیت ضروری ہے۔

38) بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حج کے موقع پر جو قربانی کی جاتی ہے وہ واجب قربانی ہے اور اس کے علاوہ قربانی واجب نہیں۔جب کہ ایسی بات نہیں بلکہ حج کے موقع پر جو قربانی ہوتی ہے وہ حج کے شکرانے کے طور ہوتی ہے اور واجب قربانی علیحدہ ہوتی ہے۔اس لئے جو حج کریں ان کو چاہیے کہ دو قربانیاں کریں۔

عمرہ کی ادائیگی کا تفصیلی طریقہ و مسائل

عمرہ کا حکم:

صاحبِ استطاعت کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ ادا کرنا سنت ہے اور ایک سے زیادہ کرنا مستحب ہے،اگرچہ بعض علماء کے نزدیک صاحب استطاعت کے لئے زندگی میں ایک مرتبہ عمرہ کی ادائیگی واجب ہے۔

سفر کا آغاز:

گھر سے روانگی کے وقت دو رکعات نفل ادا کریں اور اللہ تعالیٰ سے سفر کی آسانی کے لئے اور عمرہ کے قبول ہونے کی دعائیں کریں۔اپنی ضروریات کے سامان کے ساتھ اپنا پاسپورٹ یا اقامہ،ٹکٹ اور اخراجات کے لئے رقم بھی ساتھ لے لیں۔مرد حضرات حسب ضرورت احرام کی چادریں بھی لے لیں۔

سفر میں نماز کو قصر کرنا:

اگر آپ کا یہ سفر 48 میل یعنی تقریباً 77 کلومیٹر سے زیادہ کا ہے تو آپ اپنے شہر کی حدود سے باہر نکلتے ہی شرعی مسافر ہوجائیں گے۔لہذا ظہر،عصر اور عشاء کی چار رکعات کے بجائے دو دو رکعات فرض ادا کریں اور فجر کی دو اور مغرب کی تین ہی رکعات ادا کریں۔

البتہ کسی مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھیں تو امام کے ساتھ پوری نماز ادا کریں۔ ہاں اگر امام بھی مسافر ہو تو چار کے بجائے دو ہی رکعات پڑھیں۔سنتوں اور نفل کا حکم یہ ہے کہ اگر اطمینان کا وقت ہے تو پوری پڑھیں اور اگر جلدی ہے یا تھکن ہے یا کوئی اور دشواری ہے تو نہ پڑھیں،کوئی گناہ نہیں البتہ وتر اور فجر کی دو رکعات سنتوں کو نہ چھوڑیں۔

میقات:

مردوں کو عمرہ کا احرام میقات سے پہلے باندھنا ہوتا ہے۔اور خواتین کی عمرے کی نیت میقات سے پہلے کرنی ہوتی ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ میقات کیا ہے۔

میقات اصل میں وقت معیّن اور مکان معیّن کا نام ہے۔

میقات زمانی:

پورے سال رات دن میں جب چاہیں اور جس وقت چاہیں عمرہ کا احرام باندھ سکتے ہیں، لیکن حج کے دنوں میں (9 ذی الحجہ سے 13 ذی الحجہ تک) عمرہ کی ادائیگی کو مکروہ تحریمی ہے خواہ حج ادا کررہے ہوں یا نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: حَلَّتِ الْعُمْرَةُ فِي السَّنَةِ كُلِّهَا إِلاَّ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ: يَوْمُ عَرَفَةَ، وَيَوْمُ النَّحْرِ، وَيَوْمَانِ بَعْدَ ذَلِكَ۔

سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عمرہ سارا سال حلال ہے سوائے چار دنوں کے (1) یومِ عرفہ (2) یومِ نحر (3، 4) دو دن اس کے بعد۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 8741، کتاب الحج،باب العمرة فی اشهر الحج)

میقات مکانی:

وہ مقامات جہاں سے حج یا عمرہ کرنے والے حضرات احرام باندھتے ہیں میقات کہلاتے ہیں۔ میقات کے اعتبار سے پوری دنیا کی سرزمین کو شریعت اسلامیہ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

حرم :

مکہ مکرمہ اور اس کے چاروں طرف کچھ دور تک کی زمین حرم کہلاتی ہے،اس مقدس سرزمین میں غیر مسلموں کا داخلہ حرام ہے۔ نیز ہر شخص کے لئے چند چیزیں کرنا حرام ہیں چاہے وہاں کا مقیم ہو یا حج وعمرہ کرنے کے لئے آیا ہو۔اسی لئے اس کو حرم کہا جاتا ہے۔ یہاں کے خود اُگے ہوئے درخت یا پودے کاٹنا۔یہاں کے کسی جانور کا شکار کرنا یا اسکو چھیڑنا۔گری پڑی چیز (لقطہ) کا اٹھانا۔

حدود حرم کے اندر مستقل یا عارضی طور پر قیام پذیر یعنی اہل حرم کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حرم سے باہر حل میں جانا ہوگا۔حل میں

سب سے قریب جگہ تنعیم ہے جہاں مسجد عائشہ ؓ بنی ہوئی ہے، جو مسجد حرام سے ساڑھے سات کلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

حِل:

میقات اور حرم کے درمیان کی سرزمین حِل کہلاتی ہے جس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم میں حرام تھیں۔اہل حل جن کی رہائش میقات اور حدودِ حرم کے درمیان ہے مثلاً جدہ کے رہنے والے، عمرہ کا احرام اپنے گھر سے باندھیں گے۔

آفاق:

حرم اور حِل کے باہر پوری دنیا کی سرزمین آفاق کہلاتی ہے، آفاقی حضرات جب بھی عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ مندرجہ ذیل پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک میقات پر یا اس سے پہلے یا اس کے مقابل احرام باندھیں۔

اہل مدینہ اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے ذوالحلیفہ میقات ہے جس کو آجکل بئر علی کہا جاتا ہے۔مدینہ منورہ کے قریب ہی یہ میقات واقع ہے۔مکہ مکرمہ سے تقریباً 420 کلو میٹر دور ہے۔

اہل شام اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے (مثلاً مصر، لیبیا، الجزائر، مراکش وغیرہ) جحفہ میقات ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً 186 کلو میٹر دور ہے۔

اہلِ نجد اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے (مثلاً بحرین، قطر، دمام، ریاض وغیرہ) قرن المنازل میقات ہے۔اس کو آجکل (السیل الکبیر) کہا جاتا ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً 78 کلو میٹر دور ہے۔

اہل یمن اور اس کے راستے سے آنے والوں کے لئے(مثلاً ہندوستان، پاکستان، بنگلادیش وغیرہ) یلَملَم میقات ہے۔اس کو آجکل (سعدیہ) کہا جاتا ہے۔مکہ مکرمہ سے اس کی دوری تقریباً 120 کلو میٹر ہے۔

اہل عراق اور اس کے راستے سے آنے والو ں کے لئے ذاتِ عرق میقات ہے۔یہ مکہ مکرمہ سے 100 کلومیٹر مشرق میں واقع ہے۔

احرام:

1) احرام باندھنے سے پہلے طہارت اور پاکیزگی کا خاص خیال رکھیں۔

2) ناخن کاٹ لیں اور زیر ناف وبغل کے بال صاف کرلیں۔

3) سنت کے مطابق غسل کرلیں اگرچہ صرف وضو کرنا بھی کافی ہے۔

4) احرام یعنی ایک سفید تہبند باندھ لیں اور ایک سفید چادر اوڑھ لیں،تہبند ناف کے اوپر اس طرح باندھیں کہ ٹخنے کھلے رہیں۔

5) انہی دو کپڑوں میں دو رکعات نماز نفل ادا کریں اور عمرہ کرنے کی نیت اس طرح کریں اے اللہ! میں آپ کی رضا کے واسطے عمرہ کی نیت کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور اپنے فضل وکرم سے قبول فرما۔اس کے بعد کسی قدر بلند آواز سے تین دفعہ تلبیہ پڑھیں:

لَبَّيكَ، اَللّٰهمَّ لَبَّيكَ، لَبَّيكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيكَ لَكَ

میں حاضر ہوں،اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں،تیرا کوئی شریک نہیں،میں حاضر ہوں،بیشک تمام تعریفیں اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں،ملک اور بادشاہت تیری ہی ہے،تیرا کوئی شریک نہیں۔

احرام باندھ کر جو تلبیہ پڑھتے ہیں وہ گویا حضرت ابراہیمؑ کی پکار کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے مولا! تو نے اپنے خلیل حضرت ابراہیمؑ سے اعلان کرا کے ہمیں اپنے پاک گھر بلوایا تھا، ہم تیرے در پر حاضر ہیں، حاضر ہیں، اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔

تلبیہ پڑھنے کے ساتھ ہی آپ کا احرام بندھ گیا،اب سے لے کر مسجد حرام پہنچنے تک یہی تلبیہ سب سے بہتر ذکر ہے۔لہذا تھوڑی بلند آواز کے ساتھ بار بار تلبیہ پڑھتے رہیں۔

احرام سے متعلق بعض اہم مسائل

1) غسل سے فارغ ہوکر احرام باندھنے سے پہلے بدن پر خوشبو لگانا بھی سنت ہے۔

2) چونکہ احرام کی پابندیاں تلبیہ پڑھنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہیں، لہذا تلبیہ پڑھنے سے پہلے غسل کے دوران، صابن اور تولیہ کا استعمال کرسکتے ہیں، نیز بالوں میں کنگھا بھی کرسکتے ہیں۔

3) عورتوں کے احرام کے لئے کوئی خاص لباس نہیں، بس غسل وغیرہ سے فارغ ہوکر عام لباس پہن لیں اور چہرہ سے کپڑا ہٹالیں پھر نیت کرکے آہستہ سے تلبیہ پڑھیں۔عورتیں تلبیہ ہمیشہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔

4) عورتیں بالوں کی حفاظت کے لئے اگر سر پر رومال باندھ لیں تو کوئی حرج نہیں لیکن پیشانی کے اوپر سر پر باندھیں اور اس کو احرام کا جزء نہ سمجھیں اور وضو کے وقت خاص طور پر یہ سفید رومال سر سے کھول کر سر پر ضرور مسح کریں۔

5) اگر کوئی عورت ایسے وقت میں مکہ مکرمہ پہنچی کہ اس کو ماہواری آرہی ہے تو وہ پاک ہونے تک انتظار کرے، پاک ہونے کے بعد ہی عمرہ کرنے کے لئے مسجد حرام جائے، عمرہ کی ادائیگی تک اس کو احرام کی حالت میں رہنا ہوگا۔

6) آجکل چند گھنٹوں میں آدمی میقات پہنچ جاتا ہے اور میقات پر کافی بھیڑ بھی رہتی ہے، لہذا گھر سے روانگی سے پہلے ہی ہر طرح کی طہارت حاصل کرلیں۔ میقات پر پہونچ کر اگر موقعہ مل جائے تو غسل کرلیں ورنہ صرف وضو کرکے احرام پہن لیں۔

7) اگر آپ پہلے مدینہ منورہ جارہے ہیں تو مدینہ منورہ جانے کے لئے کسی احرام کی ضرورت نہیں ہے، لیکن جب آپ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جائیں تو پھر مدینہ منورہ کی میقات پر احرام باندھیں۔

8) احرام کی حالت میں اگر احتلام ہوجائے تو اس سے احرام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، کپڑا اور جسم دھوکر غسل کرلیں اور اگر احرام کی چادر بدلنے کی ضرورت ہو تو دوسری چادر استعمال کرلیں۔لیکن میاں بیوی والے خاص تعلقات سے بالکل دور رہیں۔

اہم ہدایت

میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔لیکن اگر آپ ہوائی جہاز سے جارہے ہیں اور آپ کو جدہ میں اترنا ہے، جدہ چونکہ حِل میں ہے یعنی میقات پہلے رہ جاتی ہے،لہذا آپ ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیں یا ہوائی جہاز میں اپنے ساتھ احرام لے کر بیٹھ جائیں اور پھر راستہ میں میقات سے پہلے پہلے باندھ لیں۔اور اگر موقع ہو تو دو رکعات بھی ادا کرلیں۔پھر نیت کرکے تلبیہ پڑھیں۔احرام باندھنے کے بعد نیت کرنے اور تلبیہ پڑھنے میں تاخیر کی جاسکتی ہے، یعنی آپ احرام ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے باندھ لیں اور تلبیہ میقات کے آنے پر یا اس سے کچھ پہلے پڑھیں۔یاد رکھیں کہ نیت کرکے تلبیہ پڑھنے کے بعد ہی احرام کی پابندیاں شروع ہوتی ہیں۔

تنبیہ

اگر آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا بغیر احرام کے میقات سے نکل گیا تو آگے جاکر کسی بھی جگہ احرام باندھ لے لیکن اس پر ایک دم لازم ہوگیا۔ہاں اگر پہلے ذکر کی گئی پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک پر یا اس کے محاذی (مقابل) پہنچ کر احرام باندھ لیا تو پھر دم واجب نہ ہوگا۔مثلاً ریاض کا رہنے والا بغیر احرام کے جدہ پہنچ گیا تو جدہ یا مکہ مکرمہ سے احرام باندھنے پر ایک دم دینا ہوگا، لیکن اگر اُس نے پانچ میقاتوں میں سے کسی ایک میقات مثلاً السیل الکبیر، الطائف پر پہنچ کر احرام باندھ لیا تو پھر دم واجب نہیں ہوگا۔

خواتین احرام کی طرح مخصوص لباس نہیں پہنیں گی بلکہ ایسے کھلے کپڑے پہنیں گی جس میں چہرے، بازو اور پاؤں کے علاوہ پورا جسم چھپ جائے اور جسم کی ساخت نمایاں نہ ہو۔خواتین بھی جب عمرے کی نیت کرلیں گی تو ان پر بھی احرام کی پابندیاں شروع ہوجائیں گی۔

احرام کی پابندیاں

احرام میں مردوں کے لئے 8 اور خواتین کے لئے 6 پابندیاں ہیں۔

1) جب آپ نے احرام باندھ لیا،توآپ پراحرام کی پابندیاں لگ گئیں،اب آپ سراورچہرہ نہیں ڈھانک سکتے،بلکہ ہروقت سراورچہرہ کھلارہے گا۔عورت کوسرچھپاناضروری ہے ،صرف چہرہ نہ ڈھانکے یعنی اس پر کپڑا نہ لگائے۔

2) اب آپ خوشبونہیں لگاسکتے، نہ سونگھ سکتے ہیں،اگربغیرارادے کے سونگھ لی تو کوئی حرج نہیں،یہ حکم مردعورت دونوں کے لئے ہے،اس حالت میں صابن ،ٹوتھ پیشٹ استعمال نہیں کرسکتے۔

3) آپ اپنے چہرے ،سر یابدن کے کسی حصہ سے بال نہیں توڑ سکتے۔اسی طرح ناخن نہیں کاٹ سکتے۔یہ حکم بھی مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

4) مرد سلاہوا کپڑا نہیں پہن سکتے۔

5) اب آپ اپنی بیوی سے صحبت نہیں کرسکتے،میاں بیوی کے تعلقات والی باتیں کرسکتے ہیں،یہ حکم بھی مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

6) آپ ایسا جوتانہیں پہن سکتے جوپاؤں کی اُبھری ہوئی ہڈی کو ڈھانپ دے (Sleeper) یااس جیسی چپل پہنیں یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے۔

7) آپ حرم کی گھاس، پودا، یادرخت کی ٹہنی نہیں توڑسکتے۔یہ حکم مردعورت دونوں کے لئے ہے۔

8) آپ حرم میں کسی بھی جانور کا شکار نہیں کرسکتے اور نہ ہی شکار کی طرف اشارہ کرسکتے ہیں۔یہ حکم مرد عورت دونوں کے لئے ہے ۔چاہے احرام میں ہوں یا نہ ہوں ، یہاں تک کہ اپنے بدن یا سر کی جوں بھی نہیں مارسکتے، تین سے کم جوں اگر کوئی مارے گا،تواسکو چاہئے کہ تھوڑا بہت صدقہ کردے اور تین سے زائد مارے گا تو اس پر ایک صدقۂ فطر لازم ہو گا۔

بہرحال یہ 8 پابندیاں مردوں کے لئے اور 6 پابندیاں عورتوں کیلئے ہیں،ان پابندیوں کے خلاف کرنے میں بعض صورتوں میں دم یعنی بکرے کی قربانی واجب ہوتی ہے۔

احرام کی حالت میں جائز امور

1) احرام کی حالت میں غسل کرسکتے ہیں لیکن خوشبو دار صابن کا استعمال نہیں کرسکتے۔

2) احرام کی حالت میں احرام کو دھو بھی سکتے ہیں اور اگر ضرورت پڑے تو بدل بھی سکتے ہیں۔

3) انگوٹھی، گھڑی، چشمہ، بیلٹ، چھتری وغیرہ استعمال کرسکتے ہیں۔

4) احرام کے اوپر مزید چادر ڈال کر سوسکتے ہیں۔مگر مرد اپنے سر اور چہرے کو اور عورتیں اپنے چہرے کو کھلا رکھیں۔

عمرہ کا طریقہ

جب ہم مکہ پہنچ جاتے ہیں تو ہمیں سفر کی کافی تھکاوٹ ہوتی ہے لیکن ہمارے اوپر احرام کی پابندیاں ہوتی ہیں اور ہم نے فوری طور پر عمرہ بھی ادا کرنا ہوتا ہے۔اس لئے ہوٹل پہنچ کر اپنا سامان وغیرہ رکھیں اور کم از کم 30 منٹ آرام کرلیں۔آرام کرنے کے بعد حرم کی طرف روانہ ہوجائیں کوشش کریں کہ حرم کی طرف پہلی دفعہ جب جائیں تو اپنی نظریں جھکا کر

جائیں کیونکہ اس وقت ایک خاص لمحہ جو کہ دعا کی قبولیت کا ہے، ہمیں ملنے والا ہوتا ہے وہ لمحہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے کا ہے۔جب بیت اللہ پر پہلی نظر پڑے تو اکثر لوگ یہ دعا کرتے ہیں یا اللہ ہمیں مستجاب الدعوات بنا۔اس وقت کی سب سے بہترین دعا بھی یہی ہے۔لیکن اگر اس دعا کے علاوہ کوئی اور دعا بھی مانگنا چاہیں تو مانگ سکتے ہیں۔

جب حرم میں داخل ہوں تو کوشش کریں کہ ہمیشہ باب عبدالعزیز سے داخل ہوں وہاں سے ہم نسبتاً کم وقت میں اور آسانی سے بیت اللہ کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔

عمرہ کیسے ادا کریں

عمرہ کے دو فرائض ہیں۔

1) حدودِ حرم کے باہر سے احرام باندھنا

2) طواف کرنا

یہ چھوٹ جائیں تو عمرہ باطل ہو جاتا ہے۔

عمرہ کے واجبات

عمرہ کے دو واجبات ہیں۔

1) صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا

2) حلق (سر کے بال منڈوانا) یا قصر (سر کے بال کم کرنا)

یہ چھوٹ جائیں تو بکرا بطور دم دینا واجب ہوجاتا ہے۔

کعبہ کے گرد 7 چکر لگا کر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو 2 نفل پڑھنا واجب ہے۔اگر مکروہ وقت ہو تو یہ نفل بعد میں ضرور پڑھ لئے جائیں۔

صفا مروہ کی سعی کے بعد دو نفل پڑھنا مستحب ہے۔اگر رش زیادہ نہ ہو اور لوگوں کوتکلیف نہ ہو تو جب سعی مکمل کریں تو یہ نفل ادا کرلیں۔

سعی کے بعد مرد حضرات حلق (سارے بال منڈوانا) یا تقصیر (نشانی کے طور پر کچھ بال کتروانا) کرائیں اور خواتین سر کے پچھلے حصے سے صرف ایک پور کے برابر بال کاٹیں۔

جب ہم حرم کے صحن میں بیت اللہ کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو اب فوری طور پر ہمارا پہلا کام کعبہ کے گرد 7 چکر لگانے کا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم کعبہ کی اس طرف پہنچ جائیں جہاں حجر اسود نصب ہے۔کیونکہ ہم نے طواف اس طرف سے شروع کرنا ہے جہاں حجر اسود نصب ہے۔مرد اس وقت "اضطباع" کرلیں یعنی احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں مونڈھے کے اوپر ڈال لیں۔اگر رش نہ ہو اور موقع ملے تو حجر اسود کا بوسہ لیں اور طواف شروع کرلیں لیکن عام طور پر حجر اسود کے قریب لوگوں کا ہجوم بہت زیادہ ہوتا ہے اور بوسہ لینا آسانی سے ممکن نہیں ہوتا تو دور سے ہی حجراسود کی طرف رخ کریں اور اپنے دونوں ہاتھوں کا "بسم اللہ اللہ اکبر" کہتے ہوئے بوسہ لے لیں۔ پھر کعبہ کو بائیں طرف رکھ کر طواف شروع کریں۔مرد حضرات پہلے تین چکر میں (اگر ممکن ہو) رمل کریں یعنی ذرا مونڈھے ہلا کے اور اکڑ کے چھوٹے چھوٹے قدم کے ساتھ کسی قدر تیز چلیں۔

جب طواف کررہے ہوں تو نگاہ سامنے رکھیں، یعنی کعبہ شریف ہمارے بائیں جانب رہے۔ طواف کی کوئی مخصوص دعا نہیں ہے اس لئے طواف کے دوران ہاتھ اٹھائے بغیر چلتے چلتے کوئی بھی دعائیں کرتے رہیں یا اللہ کا ذکر کرتے رہیں۔ آگے ایک نصف دائرے کی شکل کی چار پانچ فٹ اونچی دیوار ہمارے بائیں جانب آئیگی اسکو حطیم کہتے ہیں۔(حطیم دراصل بیت اللہ کا ہی حصہ ہے، اس میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنا، اگر طواف کے بعد موقع مل جائے تو وہاں ضرور نفل ادا کریں)

اسکے بعد جب خانہ کعبہ کا تیسرا کونہ آجائے جسے رکنِ یمانی کہتے ہیں (اگر ممکن ہو) تو دونوں ہاتھ یا صرف داہنا ہاتھ اس پر پھیریں ورنہ اسکی طرف اشارہ کئے بغیر یوں ہی گزر جائیں۔رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان چلتے ہوئے یہ دعا بار بار پڑھیں:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّار

پھر حجر اسود کے سامنے پہنچ کر اسکی طرف ہتھیلیوں کا رخ کریں،"بسم اللہ اللہ اکبر" کہیں اور ہتھیلیوں کا بوسہ لیں۔اس طرح ہمارا ایک چکر پورا ہوگیا، اس کے بعد باقی چھ چکر بالکل اسی طرح پورے کریں۔ کل سات چکر پورے کرنے ہیں، آخری چکر کے بعد بھی حجر اسود کا استلام کریں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو 2 نفل پڑھیں۔اور دعا کرلیں۔اگر مکروہ وقت ہو تو یہ نفل بعد میں پڑھ لئے جائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ) آنے کے بعد سب سے پہلے حج اور عمرہ کا طواف کیا تھا۔اس کے تین چکروں میں آپ ﷺ نے سعی (رمل) کی اور باقی چار میں حسب معمول چلے۔پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کی سعی کی۔

(بخاری حدیث نمبر 1616، کتاب المناسك، باب من طاف البيت اذا قدم مكة قبل ان يرجع الى بيته ثم صلى ركعتين ثم شرك الى الصفا)

جب ہمارا طواف مکمل ہوگیا تو اگلا کام صفا مروہ کی سعی کا ہے۔جس جگہ ہمارا طواف یعنی بیت اللہ کے سات چکر پورے ہوتے ہیں اسی طرف بیت اللہ کے صحن سے ہٹ کر صفا مروہ کی پہاڑیاں ہیں جن کو اب کاٹ کر راستہ بالکل برابر کردیا گیا ہے۔اور دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھی مسجد الحرام میں شامل ہیں۔وہاں ہم نے صفا سے مروہ تک سات چکر لگانے ہیں اسی کو سعی کہتے ہیں۔

طواف سے متعلق بعض اہم مسائل

1) تلبیہ جو احرام باندھنے کے بعد سے برابر پڑھ رہے تھے، مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد بند کردیں۔

2) مطاف میں اگر بھیڑ زیادہ ہو یا تھکن ہورہی ہو تو طواف کو مؤخر کرسکتے ہیں، لیکن ممنوعات احرام سے بچتے رہیں۔
3) طواف کے دوران کوئی مخصوص دعا ضروری نہیں ہے بلکہ جو چاہیں اور جس زبان میں چاہیں دعا مانگتے رہیں، اگر کچھ نہ بھی پڑھیں بلکہ خاموش رہیں تب بھی طواف صحیح ہوجاتا ہے۔
4) طواف کے دوران جماعت کی نماز شروع ہونے لگے یا تھکن ہوجائے تو طواف روک دیں، پھر جس جگہ سے طواف بند کیا تھا اسی جگہ سے طواف شروع کردیں۔
5) نفلی طواف میں رمل (یعنی ذرا اکڑ کر چلنا) اوراضطباع نہیں ہوتا ہے۔
6) نماز کی حالت میں بازوؤں کو ڈھکنا چاہیئے کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں سنت ہے۔
7) اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے توطواف روک دیں اور وضو کرکے اسی جگہ سے طواف شروع کردیں جہاں سے طواف بند کیا تھاکیونکہ بغیر وضو کے طواف کرنا جائز نہیں ہے۔
8) طواف نفلی ہو یا فرض، اس میں سات ہی چکر ہوتے ہیں، نیز اس کی ابتداء حجر اسود کے استلام سے ہی ہوتی ہے اور اس کے بعد دو رکعات نماز پڑھی جاتی ہے۔
9) اگر طواف کے چکروں کی تعداد میں شک ہوجائے تو کم تعداد شمار کرکے باقی چکروں سے طواف مکمل کریں۔
10) مسجد حرام کے اندر اوپر یا نیچے یا مطاف میں کسی بھی جگہ طواف کرسکتے ہیں۔
11) طواف حطیم کے باہر سے ہی کریں۔اگر حطیم میں داخل ہوکر طواف کریں گے تو وہ معتبر نہیں ہوگا۔
12) اگر کسی عورت کو طواف کے دوران حیض آجائے تو فوراً طواف بند کردے اور مسجد سے باہر چلی جائے۔

13) خواتین طواف میں رمل (یعنی اکڑ کر چلنا) نہ کریں، یہ صرف مردوں کے لئے خاص ہے۔

14) ہجوم ہونے کی صورت میں خواتین حجر اسود کا بوسہ لینے کی کوشش نہ کریں،بس دور سے اشارہ کرنے پر اکتفا کریں۔اسی طرح ہجوم ہونے کی صورت میں رکن یمانی کو بھی نہ چھوئیں۔

15) اگر حجر اسود کے سامنے سے اشارہ کئے بغیر گزر جائیں اور ازدحام زیادہ ہے تو حجر اسود کے استلام کے لئے دوبارہ واپس آنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ طواف کے دوران حجر اسود کا بوسہ لینا یا اس کی طرف اشارہ کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے۔

اہم مسئلہ

معذور شخص جس کا وضو نہیں ٹھہرتا (مثلاً پیشاب کے قطرات مسلسل گرتے رہتے ہیں یا مسلسل ریح خارج ہوتی رہتی ہے یا عورت کو بیماری کا خون آرہا ہے) تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ نماز کے ایک وقت میں وضو کرے، پھر اس وضو سے اس وقت میں جتنے چاہے طواف کرے،نماز پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے،دوسری نماز کا وقت داخل ہوتے ہی وضو ٹوٹ جائے گا۔اگر طواف مکمل ہونے سے پہلے ہی دوسری نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وضو کرکے طواف کو مکمل کرے۔

دو رکعت نماز

طواف سے فراغت کے بعد مقامِ ابراہیم کے پاس آئیں۔اُس وقت آپ کی زبان پر یہ آیت ہو تو بہتر ہے:(وَاتَّخِذُوْا مِن مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی) اگر سہولت سے مقامِ ابراہیم کے پیچھے جگہ مل جائے تو وہاں،ورنہ مسجد حرام میں کسی بھی جگہ طواف کی دو رکعات ادا کریں۔طواف کی اِن دو رکعات کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری

رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ ہجوم کے دوران مقام ابراہیم کے پاس طواف کی دو رکعات نماز پڑھنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اس سے طواف کرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے، بلکہ مسجد حرام میں کسی بھی جگہ ادا کرلیں۔

ملتزم

طواف اور نماز سے فراغت کے بعد اگر موقع مل جائے تو ملتزم پر آئیں۔ حجر اسود اور کعبہ کے دروازے کے درمیان دو میٹر کے قریب کعبہ کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملتزم کہلاتا ہے۔ اور اس سے چمٹ کر خوب دعائیں مانگیں۔ یہ دعاؤں کے قبول ہونے کی خاص جگہ ہے۔ حجاج کرام کو تکلیف دے کر ملتزم پر پہنچنا جائز نہیں ہے، لہذا طواف کرنے والوں کی تعداد اگر زیادہ ہو تو وہاں پہونچنے کی کوشش نہ کریں، کیونکہ وہاں دعائیں کرنا صرف سنت ہے۔

آب زمزم

طواف سے فراغت کے بعد قبلہ رو ہوکر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب سیر ہوکر زمزم کا پانی پئیں اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا پڑھیں (اگر یاد ہو): اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْماً نَافِعاً وَرِزْقاً وَاسِعاً وَشِفَاءً مِنْ کُلِّ دَاءٍ (اے اللہ! میں آپ سے نفع دینے والے علم کا اور کشادہ رزق کا اور ہر مرض سے شفایابی کا سوال کرتا ہوں)۔ مسجد حرام میں ہر جگہ زمزم کا پانی بآسانی مل جاتا ہے۔ زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو زمزم پلایا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کھڑے ہوکر پیا۔ (بخاری) زمزم کا پانی پی کر اس کا کچھ حصہ سر اور بدن پر ڈالنا بھی مستحب ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو بھوکے کے لئے کھانا اور بیمار کے لئے شفا ہے۔ (طبرانی)

سعی کا طریقہ

سعی میں صفا اور مروہ پر استلام کا حکم نہیں ہے البتہ جب سعی کا ارادہ ہو تو سعی شروع کرنے سے پہلے حجر اسود کا استلام سنت ہے۔

صفا پہاڑ پر پہنچ کر بہتر ہے کہ زبان سے کہیں: (ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ) پھر اپنا رخ کعبہ کی طرف کر کے اللہ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد درود شریف پڑھیں اور پھر ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں کریں۔اس کے بعد مروہ کی طرف عام چال سے چلیں۔جب صفا سے ہم چلنا شروع کرتے ہیں تو تھوڑا سا آگے سبز رنگ کی لائٹیں لگائی گئی ہیں یہ وہی جگہ ہے جہاں سے بیقرار ہوکر حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے دوڑ لگائی تھی لہذا اس جگہ پہنچ کر مرد حضرات ذرا دوڑ کر چلیں۔مروہ پر پہنچ کر اگر رش نہ ہو تو قبلہ کی طرف رخ کر کے ہاتھ اٹھاکر دعائیں مانگیں۔اور اگر رش ہو تو دل میں ہی دعائیں مانگتے ہوئے چلتے رہیں یہ سعی کا ایک پھیرا ہوگیا۔اسی طرح مروہ سے صفا کی طرف چلیں،جب سبز لائیٹیں آئیں تو مرد حضرات دوبارہ وہاں ذرا دوڑ کر چلیں اس طرح صفا پہنچ کر یہ دوسرا چکر مکمل ہو جائے گا۔اسی طرح آخری یعنی ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔(اگر رش زیادہ نہ ہو تو ہر مرتبہ صفا اور مروہ پر پہنچ کر وہاں رک کر دعا کرنی چاہیئے اگر رش ہو تو رکنے کی بجائے بہتر ہے کہ چلتے چلتے دل میں ہی دعائیں کرتے رہیں)

طواف سے فراغت کے بعد اگر سعی کرنے میں تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔سعی کے دوران اگر یاد ہو تو یہ دعا بھی پڑھ لیں۔(رب اغفر وارحم، انک انت الاعز الاکرم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ:أَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ مَكَّةَ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ، ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ، ثُمَّ أَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَيْثُ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللَّهَ مَا شَاءَ أَنْ يَذْكُرَهُ وَيَدْعُوهُ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور مکہ میں داخل ہوئے تو پہلے رسول اللہ ﷺ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کا بوسہ لیا، پھر بیت اللہ کا طواف کیا، پھر صفا کی طرف آئے اور اس پر چڑھے جہاں سے بیت اللہ کو دیکھ رہے تھے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے لگے اور اس کا ذکر کرتے رہے اور اس سے دعا کرتے رہے جتنی دیر تک اللہ نے چاہا۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1872، کتاب المناسك، باب فی رفع الید اذا رای البیت)

حلق یا قصر

عمرہ کے بعد احرام سے نکلنے کے لئے حلق کرنا (سر منڈوانا)، یا قصر(کم از کم ایک چوتھائی سر کے بال کم از کم ایک پورے کے برابر کاٹنا) دونوں جائز ہیں، البتہ حلق کرنا، قصر کرنے سے افضل اور زیادہ ثواب کا باعث ہے، اور اگر سر کے بال ایک پورے سے کم ہوں تو اس صورت میں حلق کرنا ہی ضروری ہے۔ مردوں کے لئے حلق کرنا یعنی منڈوانا افضل ہے۔

عمرہ کر لینے کے بعد عورت پر حلق نہیں ہے بلکہ قصر کرنا لازم ہوتا ہے، اور اس کی مقدار یہ ہے کہ سر کے کم از کم چوتھائی سر کے بالوں سے ایک پور (انگلی کے تہائی حصہ) کے بقدر قصر کرے، یعنی عورت کو احرام کھولنے کے لیے پورے سر کے چوتھائی بال کاٹنا نہیں ہے، بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال کھول کر نیچے کرلیں اور جتنے بال نیچے ہیں ان کو ایک پور سے کچھ زائد کاٹ دیں، قصر ہو جائے گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِينَ، قَالُوا: وَلِلْمُقَصِّرِينَ؟ قَالَهَا ثَلَاثًا،قَالَ:وَلِلْمُقَصِّرِينَ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما! صحابہ ؓ نے عرض کیا اور کتروانے

والوں کے لیے بھی (یہی دعا فرمایئے) لیکن نبی کریم ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا اے اللہ! سر منڈوانے والوں کی مغفرت کر۔ پھر صحابہ ؓ نے عرض کیا اور کتروانے والوں کی بھی! تیسری مرتبہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور کتروانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔

(ایک روایت میں ذکر ہے کہ چوتھی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کتروانے والوں کی مغفرت کی دعا فرمائی)

(بخاری حدیث نمبر 1728، کتاب المناسك، باب الحلق والتقصیر عند الحلال)

رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوایا تھا جبکہ کچھ صحابہ ؓ نے قصر کروایا تھا۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ :أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب نے حجۃ الوداع کے موقع پر سر منڈوایا تھا اور بعض دوسرے صحابہ ؓ نے صرف ترشوا لیا تھا۔

(بخاری حدیث نمبر 4411، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوَّلَ مَا يَقْدَمُ سَعَى ثَلَاثَةَ أَطْوَافٍ وَمَشَى أَرْبَعَةً، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ) آنے کے بعد سب سے پہلے حج اور عمرہ کا طواف کیا تھا۔ اس کے تین چکروں میں آپ ﷺ نے سعی (رمل) کی اور باقی چار میں حسب معمول چلے۔ پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کی سعی کی۔

(بخاری حدیث نمبر 1616، کتاب المناسك، باب من طاف بالبیت اذا قدم مکۃ قبل ان یرجع الی بیتہ ثم صلی رکعتین ثم خرج الی الصفا)

عورتیں حلق نہیں کروائیں گی بلکہ قصر کروائیں گی۔

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ حَلْقٌ، إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيرُ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں پر حلق نہیں صرف «تقصیر» (بال کٹانا) ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1984، کتاب المناسك،باب الحلق والتقصير)

وضاحت

بعض حضرات سر کے چند بال ایک طرف سے اور چند بال دوسری طرف سے کاٹ کر احرام کھول دیتے ہیں،اگر تو اس طرح چوتھائی سر کے بال کٹ جاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ یاد رکھیں کہ ایسا کرنا جائز نہیں،ایسی صورت میں دم واجب ہوجائے گابلکہ یا تو سر کے بال منڈوائیں یا چوتھائی سر کے بال اس طرح کٹوائیں کہ ہر بال کچھ نا کچھ کٹ جائے۔

اس طرح آپ کا عمرہ پورا ہوگیا،اب آپ اپنے احرام کو کھول دیں۔جب تک مکہ مکرمہ میں قیام رہے کثرت سے نفلی طواف کریں،عمرے بھی کرسکتے ہیں مگر طواف زیادہ کرنا افضل وبہتر ہے۔

اگر ایک دفعہ عمرہ کرنے کے بعد حلق کروالیا ہے تو اس کے بعد اگر عمرے کرنے ہیں تو سر پر استرا پھیرنے سے حلق ہوجائے گا۔

عمرہ کرلینے کے بعد عورت پر قصر کرنا لازم ہوتاہے، اور اس کی مقدار یہ ہے کہ سر کے کم از کم چوتھائی سر کے بالوں سے ایک پور (انگلی کے تہائی حصہ) کے بقدر قصر کرے،

یعنی عورت کو احرام کھولنے کے لیے پورے سر کے چوتھائی بال کاٹنا نہیں ہے،بلکہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ پورے سر کے بال کھول کر نیچے کرلیں اور جتنے بال نیچے ہیں ان کو ایک پور سے کچھ زائد کاٹ دیں،قصر ہوجائے گا۔

اور سر کے تمام بالوں میں سے ایک پورے کے برابر بال کٹوانا افضل ہے، اور متعدد بار عمرہ کرنے کی صورت میں ہر بار اتنی مقدار کا قصر

ضروری ہوگا،لہٰذا اگر عورت چاہے تو ایک سفر میں ایک ہی عمرہ پر اکتفا کرسکتی ہے اور بار بار عمرے کی بجائے وہ زیادہ طواف کرسکتی ہے،اور زیادہ عمرے کرنے کی صورت میں قصر کی واجب مقدار (یعنی کم از کم چوتھائی سر کے بال پورے کے بقدر کاٹنے)ضروری ہے۔

سعی سے متعلق بعض اہم مسائل

1) سعی کے لئے وضو کا ہونا ضروری نہیں البتہ افضل وبہتر ہے۔

2) حیض (ماہواری) کی حالت میں بھی سعی کی جاسکتی ہے البتہ طواف،حیض کی حالت میں ہرگز نہ کریں بلکہ مسجد حرام میں بھی داخل نہ ہوں۔یعنی اگر کسی عورت کو طواف کے بعد ماہواری شروع ہوجائے تو ناپاکی کی حالت میں سعی کرسکتی ہے۔

3) طواف سے فارغ ہوکر اگر سعی کرنے میں تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں۔

4) سعی کو طواف کے بعد کرنا شرط ہے، طواف کے بغیر سعی معتبر نہیں ہوگی۔

5) صفا و مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ نہ کریں بلکہ دعا کی طرح دونوں ہاتھ اٹھاکر دعائیں کریں۔

6) سعی کے دوران نماز شروع ہونے لگے یا تھک جائیں تو سعی کو روک دیں پھر جہاں سے سعی کو بند کیا تھااسی جگہ سے شروع کردیں۔

7) طواف کی طرح سعی بھی پیدل چل کر کرنا چاہئے، البتہ اگر کوئی عذر ہو تو وہیل چیئر پر بھی سعی کرسکتے ہیں۔

8) اگر سعی کے چکروں کی تعداد میں شک ہوجائے تو کم تعداد شمار کرکے باقی چکروں سے سعی مکمل کریں۔

9) خواتین سعی میں سبز ستونوں (جہاں سبز ٹیوب لائٹیں لگی ہوئی ہیں) کے درمیان مردوں کی طرح دوڑکر نہ چلیں۔

10) اگر چاہیں تو سعی کے بعد بھی دو رکعات نماز ادا کرلیں کیونکہ بعض روایات میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

11) نفلی سعی کا کوئی ثبوت نہیں ہے، البتہ نفلی طواف زیادہ سے زیادہ کرنے چاہیئے۔

بال منڈوانا یا کٹوانا:

12) طواف اور سعی سے فارغ ہوکر سر کے بال منڈوادیں یا کٹوادیں۔ مردوں کے لئے منڈوانا افضل ہے،کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بال منڈوانے والوں کے لئے رحمت ومغفرت کی دعا تین مرتبہ فرمائی ہے اور بال کٹوانے والوں کے لئے صرف ایک مرتبہ،نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن کریم میں حلق کرانے والوں کا ذکر پہلے اور بال کٹوانے والوں کا ذکر بعد میں کیا ہے۔لیکن خواتین چوٹی کے آخر میں سے ایک پورے کے برابر بال خود کاٹ لیں یا کسی محرم سے کٹوالیں۔

تنبیہ

بعض مرد حضرات چند بال سر کے ایک طرف سے اور چند بال دوسری طرف سے قینچی سے کاٹ کر احرام کھول دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ایسی صورت میں جمہور علماء کے نزدیک دم واجب ہوجائے گا، لہذا یاتو سر کے بال منڈوائیں یا اس طرح بالوں کو کٹوائیں کہ پورے سر کے بال کٹ جائیں۔اگر بال زیادہ ہی چھوٹے ہوں تو منڈوانا ہی لازم ہے۔سر کے بال منڈوانے یا کٹوانے سے پہلے نہ احرام کھولیں اور نہ ہی ناخن وغیرہ کاٹیں ورنہ دم لازم ہوجائے گا۔

13) بال کا حدود حرم میں کٹوانا ضروری ہے، لہذا جدہ میں بال منڈوانے کی صورت میں دم واجب ہو گا۔

14) جب بال کٹوانے کا وقت ہوجائے یعنی طواف و سعی سے فراغت ہوگئی تو ایک دوسرے کے بال کاٹ سکتے ہیں۔

جب ہم نے مکہ جا کر پہلا عمرہ مکمل کرلیا تو اس کے بعد سے ہم پر احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔اور ہم معمول کے مطابق رہ سکتے ہیں۔عمرہ پورا ہوگیا۔احرام اتار دیں، سلے ہوئے کپڑے پہن لیں،خوشبو لگالیں۔اب ہمارے لئے وہ سب چیزیں جائز ہوگئیں جو احرام کی وجہ سے ناجائز ہوگئی تھیں۔

متعدد عمرے کرنا

عمرہ کی ادائیگی کے بعد اپنی طرف سے یا اپنے متعلقین کی طرف سے نفلی عمرے کرنا چاہیں تو حل میں کسی جگہ مثلاً تنعیم جاکر غسل کرکے احرام باندھیں، دو رکعات نماز پڑھ کر نیت کریں اور تلبیہ پڑھیں پھر عمرہ کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق عمرہ کریں۔کسی میت یا انتہائی بوڑھے یا ایسے بیمار شخص جس کی صحت کی بظاہر توقع نہیں ہے اس کی جانب سے بلا شبہ عمرہ بدل کیا جاسکتا ہے۔

اگر ہم نے مکہ میں رہتے ہوئے دوبارہ عمرہ کرنا ہے تو "حل" یعنی حدودِ حرم سے باہر اور میقات کے اندر کسی بھی جگہ جاکر عمرہ کا احرام باندھ کر دوسرا عمرہ کرسکتے ہیں لیکن مکہ میں دو مقامات زیادہ مشہور ہیں جن میں سے کسی ایک مقام پر جا کر ہمیں احرام باندھنا ہوگا۔احرام باندھنے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ احرام ساتھ لے جائیں اور وہاں جا کر احرام باندھیں بلکہ احرام باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ احرام چاہے اپنے ہوٹل سے باندھ جائیں لیکن عمرے کی نیت ان دو مقامات میں سے کسی ایک مقام سے جا کر کرلیں۔

1) مسجد جعرانہ:

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی حیات مبارکہ میں چار عمرے ادا فرمائے ہیں جن میں سے دو عمروں کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا۔

جعرانہ مسجد،مسجد الحرام سے تقریباً 25 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جعرانہ مسجد جاتے ہوئے اگر مسجد الحرام یا ہوٹل سے اپنی گاڑی کرائے پر لیں تو

کم از کم 25 سے 35 منٹ لگ جاتے ہیں۔جتنے دن مکہ میں رہیں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ جعرانہ مسجد جا کر عمرہ کی نیت کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو عمرے ادا فرمائے تھے ان کی نیت جعرانہ مسجد سے فرمائی تھی۔

(2 مسجد عائشہؓ:

مسجد عائشہؓ، مسجد الحرام سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور ٹیکسی پر جائیں تو تقریباً 10 منٹ میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔مسجد عائشہؓ سے ام المومنین اماں عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عمرے کی نیت فرمائی تھی لہذا وہ بھی میقات کا درجہ رکھتی ہے۔اگر وہاں سے بھی عمرے کی نیت کریں تو عمرہ ادا ہو جاتا ہے۔

ضروری نوٹ:

جعرانہ مسجد تو بسیں وغیرہ کم ہی جاتی ہیں لیکن عائشہؓمسجد میں مسجد الحرام کے قریب سے صبح فجر کے بعد سے لے کر رات 11 بجے تک بسیں جاتی رہتی ہیں جن میں کرایہ ٹیکسی کی نسبت کم ہوتا ہے۔اگر تو آپ اکیلے اور صحت مند ہیں اور پیسوں کی بچت بھی کرنا چاہتے ہیں تو ان بسوں کے ذریعے عمرہ کی نیت لئے عائشہؓمسجد جائیں لیکن اگر آپ فیملی کے ساتھ گئے ہیں تو پھر بسوں کے ذریعے سفر نہ کریں کیونکہ پہلے تو بس تک جانے کے لئے کافی پیدل چلنا پڑتا ہے اور پھر جب بس جہاں اتارے گی وہاں سے بھی حرم کے صحن تک پہنچنے کے لئے کافی پیدل چلنا پڑے گا۔جس سے تھکاوٹ ہو جاتی ہے اور طواف، سعی وغیرہ پوری توجہ سے ادا نہیں ہو پاتے۔اس لئے فیملی ساتھ ہو یا اکیلے بھی ہوں تو کوشش کریں کہ ٹیکسی کے ذریعے عائشہؓمسجد یا جعرانہ مسجد جائیں۔فیملی ساتھ ہو تو ٹیکسی میں شئیرنگ کی ضرورت نہیں لیکن اگر اکیلے ہوں تو ڈرائیور سے ریٹ طے کر کے شئیرنگ بھی کر سکتے ہیں۔اور اس طرح شیئرنگ میں ٹیکسی پر جانے اور بس میں جانے میں کرائے میں بھی کچھ خاص فرق نہیں ہوتا۔

عمرے کی نیت کا طریقہ

اگر آپ اپنے ہوٹل سے ہی احرام باندھ کر گئے ہیں تو عائشہ مسجد یا جعرانہ مسجد جا کر غسل کریں وہاں کافی تعداد میں مرد و خواتین کے لئے علیحدہ غسل خانے بنے ہوئے ہیں۔ غسل کے بعد مسجد میں جائیں اور اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نفل ادا کریں نفل ادا کرنے کے بعد دعا کریں اور عمرے کی نیت کر لیں۔یاد رہے کہ خواتین بھی وہاں جاکر غسل کریں اور مردوں کی طرح نفل پڑھیں دعا کریں اور عمرے کی نیت کریں۔نیت کرنے کے بعد احرام کی پابندیاں دوبارہ شروع ہوجائیں گی اور یہ پابندیاں عمرہ مکمل ہونے تک رہیں گی۔کچھ لوگ عصر کی نماز کے بعد بھی وہاں جاتے ہیں اور عمرے کی نیت کرتے ہیں لیکن وہ نفل پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔یاد رکھنا چاہیے کہ عصر کے بعد مکروہ وقت ہے اس وقت ہم نفل ادا نہیں کرسکتے۔اگر عصر کے بعد وہاں عمرے کی نیت کے لئے پہنچیں تو غسل کریں،دعا کریں اور عمرے کی نیت کرلیں نفل ہرگز ادا نہ کریں۔یہ نفل ادا کرنا بھی مستحب ہے۔اگر ادا نہ کئے جائیں تو عمرے پر فرق نہیں پڑتا۔نیت کے بعد مسجد الحرام پہنچیں اور اسی طرح عمرہ ادا کریں جس طرح پہلے طریقہ ذکر کیا گیا ہے۔

طواف وداع:

مکہ سے اپنے وطن واپسی کے وقت طواف وداع کرنا چاہیں تو کرلیں لیکن صرف عمرہ کے سفر میں طواف وداع ضروری نہیں ہے۔

عمرہ سے متعلق بعض اہم مسائل

1) عورت بغیر مَحرم یا شوہر کے عمرہ کا سفر یا کوئی دوسرا سفر نہیں کرسکتی ہے،اگر کوئی عورت بغیر محرم یا شوہر کے عمرہ کرے تو اس کا عمرہ تو ادا ہوجائے گا لیکن ایسا کرنے میں بڑا گناہ ہے۔

2) عورتیں مرد کی طرف سے اور مرد عورتوں کی طرف سے نفلی عمرے بدل ادا کرسکتے ہیں۔

3) احرام کی حالت میں احرام کے کپڑے اتار کر غسل بھی کرسکتے ہیں اور احرام تبدیل بھی کرسکتے ہیں۔

4) اگر کوئی شخص حج کے مہینے (یعنی شوال یا ذی القعدہ یا ذی الحجہ کے پہلے عشرہ) میں عمرہ کرکے اپنے گھر واپس چلا گیا،اور حج کے ایام میں صرف حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے تو یہ حج تمتع نہیں ہوگا کیونکہ جمہور علماء کے نزدیک حج تمتع کے لئے شرط ہے کہ وہ عمرہ کرکے اپنے گھر واپس نہ جائے۔

5) بعض لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ اگر کسی نے عمرہ کیا تو اس پر حج فرض ہوگیا، یہ غلط ہے۔اگر وہ صاحب استطاعت نہیں ہے یعنی اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ وہ حج ادا کرسکے تو اس پر عمرہ کی ادائیگی کی وجہ سے حج فرض نہیں ہوتا اگرچہ وہ عمرہ، حج کے مہینوں میں ہی ادا کیا جائے پھر بھی اسکی وجہ سے حج فرض نہیں ہوگا۔

مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی چند اہم زیارات

مکہ مکرمہ کی زیارات

حرمین کا سفر قسمت سے نصیب ہوتا ہے۔معلوم نہیں کہ جو ایک بار جائے اسے دوبارہ بھی جانے کا موقع ملے یا نہ ملے۔(اللہ تعالیٰ سب کو بار بار اپنے گھر اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت نصیب فرمائے آمین)تو کوشش ہونی چاہیے کہ مکہ مکرمہ میں یا مدینہ منورہ میں ان جگہوں پر بھی جائیں جہاں ہمارے آقا ﷺ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

مکہ مکرمہ کی زیارات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1) وہ زیارات جو حرم کے صحن میں موجود ہیں۔یا بیت اللہ کے قریب ہی ہیں۔

2) وہ زیارات جو بیت اللہ سے نسبتاً فاصلے پر ہیں۔

1) وہ زیارات جو حرم کے صحن میں موجود ہیں۔یا بیت اللہ کے قریب ہی ہیں۔ان میں زیادہ مشہور درج ذیل زیارات ہیں۔

1) حطیم
2) حجر اسود
3) مقام ابراہیمؑ
4) جنت المعلیٰ
5) حضور ﷺ کی جائے پیدائش

1) حطیم :

"حطیم" بیت اللہ کے دروازے کے ساتھ ہی چند قدم کے فاصلے پر ہے۔یہ خانہ کعبہ کے شمال کی طرف ایک گول دیوار ہے جس کے اوپر کی طرف طواف کیا جاتا ہے۔اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس کے اوپر پرنالہ لگا ہوا ہے۔حطیم بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے اور وہاں نوافل پڑھنا ایسے ہی ہے جیسے ہم خانہ کعبہ کے اندر نوافل پڑھ رہے ہیں۔

حطیم کے اندر بہت زیادہ رش ہوتا ہے جسکی وجہ سے وہاں نوافل پڑھنا ایک مشکل کام ہے۔حطیم کے اندر عموماً خواتین بہت زیادہ جانے کی کوشش کرتی ہیں جس کی وجہ سے مرد وہاں اکثر جانے سے اجتناب کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ وہاں دھکم پیل بہت زیادہ ہوتی ہے۔اور نہ چاہتے ہوئے بھی کسی نہ کسی کو ہماری وجہ سے دھکے لگ ہی جاتے ہیں۔کوشش کرنی چاہیے کہ موقع مل جائے اور لوگوں کو تکلیف نہ ہو تو وہاں ضرور نوافل پڑھیں۔لیکن اگر ہمارے نوافل پڑھنے سے کسی کو تکلیف پہنچتی ہے تو نوافل پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

خواتین کو خاص طور پر وہاں نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ وہاں دھکم پیل بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ بات خواتین کے لئے باعث شرم بھی ہے کہ بیت اللہ میں جا کر اپنی شرم و حیا کے تقاضوں کو بھلا دیا جائے۔

حطیم کے اندر نماز پڑھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کسی بھی نماز سے کچھ دیر پہلے حطیم کے دروازے کے پاس بیٹھ جائیں۔ جیسے ہی نماز مکمل ہوگی اور حطیم کا دروازے کھلے گا تو آپ اسی وقت اندر چلے جائیں اس وقت رش بھی نہیں ہو گا اور آسانی سے نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: «نَعَمْ»، قُلْتُ: فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمِ النَّفَقَةُ»، قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: فَعَلَ ذَلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا، وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ، لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (حطیم کی) دیوار کے بارے میں دریافت کیا، کیا وہ بیت اللہ میں سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: تو انھوں نے اسے بیت اللہ میں شامل کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: تمھاری قوم کے پاس خرچ کم پڑ گیا تھا۔ میں نے عرض کی اس کا دروازہ کیوں اونچا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ کام تمھاری قوم نے کیا تاکہ جسے چاہیں اندر داخل ہونے دیں اور جسے چاہیں منع کر دیں اگر تمھاری قوم کا زمانہ جاہلیت کے قریب کا نہ ہوتا اس وجہ سے میں ڈرتا ہوں کہ ان کے دل اسے ناپسند کریں گے تو میں اس پر غور کرتا کہ (حطیم کی) دیوار کو بیت اللہ میں شامل کردوں اور اس کے دروازے کو زمین کے ساتھ ملا دوں۔ (مسلم حدیث نمبر 3249، کتاب الحج، باب نقض الکعبۃ وبنائہا)

2) حجر اسود:

حجر اسود عربی زبان کے دو الفاظ کا مجموعہ ہے۔ حجر عربی میں پتھر کو کہتے ہیں اور اسود سیاہ اور کالے رنگ کے لیے بولا جاتا ہے۔ حجر اسود وہ سیاہ پتھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنت سے اتارا تھا شروع میں اس کا رنگ سفید تھا

بعد میں انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہوگیا۔ حجر اسود کعبہ کے جنوب مشرقی دیوار میں نصب ہے۔اس وقت یہ تین بڑے اور مختلف شکلوں کے کئی چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل ہے۔یہ ٹکڑے اندازۃً ڈھائی فٹ قطر کے دائرے میں جڑے ہوئے ہیں جن کے گرد چاندی کا گول چکر بنا ہوا ہے۔اگر موقع ملے تو حجر اسود کا بوسہ بھی ضرور لینا چاہیے کیونکہ ہمارے آقا ﷺ نے حجر اسود کا بوسہ لیا تھا۔

لیکن یہاں بھی زائرین کا بہت زیادہ رش ہوتا ہے۔آج سے کچھ سال پہلے حجر اسود کا بوسہ لینے کے لئے لائن لگتی تھی اور وقت تو زیادہ لگتا تھا لیکن آرام و سکون سے حجر اسود کا بوسہ لیا جاسکتا تھا لیکن اب لائن نہیں لگتی بلکہ ایک جھمگٹا سا ہر وقت لگا رہتا ہے جس کا نقصان یہ ہے کہ حجر اسود کے قریب پہنچنا بھی مشکل ہوتا ہے اور اگر کوئی قریب پہنچ بھی جائے تو بوسہ لینا مشکل ہوتا ہے۔اگر کسی نے بوسہ لے بھی لیا تو اس جھمگٹے سے نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

اگر حجر اسود کا بوسہ لینے جائیں تو کچھ لوگ وہاں کافی دیر رکے رہتے ہیں اور حجر اسود کو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ایسا کرنا دوسروں کو تکلیف دینا ہے۔اس طرح نہیں کرنا چاہیے بلکہ اگر موقع ملے تو بوسہ لے کر فورا دوسروں کے لئے جگہ چھوڑ دینی چاہیے۔

خواتین کو تو حجر اسود کے قریب جاکر بوسہ لینے کی بالکل کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: إِنَّ الرُّكْنَ، وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللّٰهُ نُورَهُمَا، وَلَوْلَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ نے ان کا نور ختم کر دیا، اگر اللہ ان کا نور ختم نہ کرتا تو وہ مشرق و مغرب کے سارے مقام کو روشن کر دیتے۔

(ترمذی حدیث نمبر 878، ابواب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام)

حدیث نمبر 2

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ، فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "حجر اسود جنت سے اترا، وہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن اسے بنی آدم کے گناہوں نے کالا کر دیا۔"

(ترمذی حدیث نمبر 877، ابواب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام)

حدیث نمبر 3

عن عَطَاء، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ: انْطَلِقِي نَسْتَلِمْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: انْطَلِقِي عَنْكِ۔

حضرت عطاء کہتے ہیں کہ ایک عورت (وقرہ نامی) نے ان (حضرت عائشہ ؓ) سے کہا ام المؤمنین! چلئے (حجر اسود کو) بوسہ دیں۔ تو آپ نے (رش کی وجہ سے خواتین کے لئے ضروری نہ سمجھتے ہوئے) انکار کر دیا اور کہا تو جا چوم (عورتوں کے لئے ضروری نہیں اس لئے) میں نہیں چومتی۔

(بخاری حدیث نمبر 1618، کتاب المناسك، باب طواف النساء مع الرجال)

3) مقام ابراہیم ؑ:

مقام ابراہیم ؑ وہ پتھر ہے جو بیت اللہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم ؑ نے اپنے قد سے اونچی دیوار قائم کرنے کے لئے استعمال کیا تھا تاکہ وہ اس پر اونچے ہو کر دیوار تعمیر کریں۔

مقام ابراہیمؑ خانہ کعبہ سے تقریبا سوا 13 میٹر مشرق کی جانب قائم ہے۔

مقام ابراہیمؑ کی حفاظت اوراس کی زیبائش وآرائش کا اہتمام، خلفائے مسلمین نے اپنے اپنے زمانہ میں کیا ہے،اس سلسلے کی ایک کڑی یہ تھی کہ مقام ابراہیمؑ کو چاندی کے ایک صندوق میں محفوظ کیا گیا اور اس کے اوپر ایک گنبد نما کمرہ بنا دیا گیا،جس کا طول وعرض 6×3=18 مربع میٹر تھا۔لیکن جب طواف کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی تو یہ کمرہ ان کی راہ میں رکاوٹ اورپریشانی کا سبب بنتا۔یہ کمرہ نما عمارت 1967ء تک رہی۔

اس کے بعد مقام ابراہیمؑ شاندار کریسٹل میں نصب کر دیا گیا،جس کے گرد لوہے کی مضبوط جالی لگادی گئی اور اس کو سنگ مرمر کے بڑے پتھر میں نصب کر دیا گیا۔

اس مقام کو مصلے کا درجہ حاصل ہے اور امام کعبہ اسی کی طرف سے کعبہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھاتے ہیں۔طواف کے بعد یہاں دو رکعت نفل پڑھنے کا حکم ہے۔ یہاں زیارت میں اتنا مسئلہ نہیں ہوتا آسانی سے مقام ابراہیمؑ کی زیارت کی جاسکتی ہے۔

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ:إِنَّ الرُّكْنَ، وَالْمَقَامَ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللّٰهُ نُورَهُمَا، وَلَوْ لَمْ يَطْمِسْ نُورَهُمَا لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت میں سے دو یاقوت ہیں،اللہ نے ان کا نور ختم کر دیا، اگر اللہ ان کا نور ختم نہ کرتا تو وہ مشرق و مغرب کے سارے مقام کو روشن کر دیتے۔

(ترمذی حدیث نمبر 878، ابواب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی فضل الحجر الاسود والرکن والمقام)

4) جنت المعلیٰ:

جَنّتُ المعلیٰ جو "الحجون" کے نام سے بھی مشہور ہے مکہ معظمہ کا خاص قبرستان ہے۔جنّتُ المعلیٰ،جنت البقیع کے بعد دنیا کا سب سے افضل ترین

قبرستان ہے۔یہ قبرستان بیت اللہ کے مغربی جانب تقریبا ایک سے ڈیڑھ کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔اس قبرستان میں رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں، ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ،صحابہ ؓ و تابعین ؒ اور اولیاءؒ و صالحین ؒ کی قبور مبارکہ ہیں۔یہاں پر عام حجاج کرام اور مقامی لوگوں کو بھی دفن کرنے کی اجازت ہے۔

"جنت المعلیٰ میں دفن ہونے والے چند صحابہ ؓ و تابعین ؒ و اولیاء کرام ؒ اور نامور شخصیات"

شمال میں ایک چھوٹے سے احاطے میں حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ ؓ اور حضور ﷺ کے خاندان بنو ھاشم کے اکثر بزرگ یہیں مدفون ہیں۔اس مقدس قبرستان میں ام المومنین حضرتِ خدیجۃالکبریٰ ؓ،حضرت اسماء بنت ابو بکر ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر الصدیق ؓ، حضور ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب،اور آپ ﷺ کے چچا جناب ابو طالب،حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ،حضرت فضیل بن عباس ؓ،حضرت عبداللہ بن عمر ؓ اور حضور ﷺ کے صاحبزادگان حضرت قاسم ؓ،حضرت طیب ؓ،حضرت طاہر ؓ بن رسول اللہ ﷺ کی قبور ہیں۔اس کے علاوہ بے شمار تابعین ؒ اور اولیاءؒ مدفون ہیں۔ہندوستان سے رد عیسائیت پر کام کرنے والے بہترین مناظر اور نامور عالم مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، جنہوں نے رد عیسائیت پر مثالی کام کیا وہ بھی یہیں مدفون ہیں۔ان کے علاوہ بھی برصغیر پاک و ہند کے کئی نامور علماء یہاں مدفون ہیں۔

کوشش کرنی چاہیے کہ اگر سفر حرمین پر جائیں تو کم از کم ایک دفعہ اس قبرستان یعنی جنت المعلیٰ میں ضرور جائیں۔اور مبارک قبور پر حاضری دے کر ان کو سلام بھی عرض کریں اور دعا بھی کریں۔یہ قبرستان ویسے تو بند ہی ہوتا ہے لیکن ہر نماز کے بعد کچھ دیر کے لئے اسے کھولا جاتا ہے۔اس لئے اگر جنت المعلیٰ میں جانا ہے تو کسی بھی نماز کے فورا بعد جایا جا سکتا ہے۔

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَمَّا أَشْرَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمَقْبُرَةِ، وَهِيَ عَلَى طَرِيقِهِ الْأُولَى، أَشَارَ بِيَدِهِ وَرَاءَ الضَّفِيرِ، أَوْ قَالَ: وَرَاءَ الضَّفِيرَةِ، شَكَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، فَقَالَ: نِعْمَ الْمَقْبُرَةُ هٰذِهِ۔

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مکہ کے پہلے راستہ پر جو قبرستان (جنت المعلیٰ) واقع ہے، نبی کریم ﷺ جب وہاں ضفیر یا ضفیرہ کے پیچھے پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (جنت المعلیٰ) بہترین قبرستان ہے۔

(مسند احمد حدیث نمبر 3472، مسند عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ)

5) حضور ﷺ کی جائے پیدائش:

جس مکان میں میں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی وہ پہلے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ بن ابی طالب اور ان کی اولاد کی ملکیت میں رہا۔ پھر حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی نے ایک لاکھ دینار قیمت ادا کر کے اسے خرید لیا اور اس جگہ کو اپنے مکان کا حصہ بنا لیا۔ چونکہ یہ مکان سفید چونے سے تعمیر کیا گیا تھا اور اس پر پلستر بھی سفید چونے کا تھا اس لئے اسے "البیضاء" کہا جاتا تھا۔ یہ عرصہ تک دار ابن یوسف کے طور پر مشہور رہا۔ ہارون الرشید کے عہد خلافت میں اس کی بیوی زبیدہ خاتون فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ حاضر ہوئیں تو اس نے ابن یوسف کے مکان میں سے وہ حصہ نکال لیا جو سرور دو عالم ﷺ کا مولد مبارک تھا اور وہاں مسجد تعمیر کروادی۔

نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت جسے عام طور پر "مولِد" کے نام سے جانا جاتا ہے مسجد الحرام کے ساتھ واقع ہے۔ اور اس وقت بھی اس کے آثار پر ایک لائبریری قائم ہے تاہم یہ لائبریری اکثر بند ہی رہتی ہے۔

اگر لائبریری کھلی نظر آئے تو اس میں بھی جانا چاہئے کیونکہ یہ وہ بابرکت جگہ ہے جہاں سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت ہوئی۔

2) وہ زیارات جو بیت اللہ سے نسبتاً فاصلے پر ہیں۔ درج ذیل ہیں۔

1) مسجد جن　　2) مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا

3) مسجد خیف　　4) مسجد جعرانہ

5) غار حرا 6) غار ثور

7) منیٰ 8) عرفات

9) مزدلفہ 10) جبل رحمت

11) وادی محسر

1) مسجد جن:

مسجد الجن، مسجد حرام کی شمال کی جانب تین کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ یہ مسجد جنت المعلیٰ کے قریب واقع ہے۔

ایک بار آپ ﷺ جلیل القدر صحابی عبداللہ بن مسعودؓ کو ہمراہ لئے رات کے وقت اس جگہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک خاص مقام سے آگے بڑھنے سے منع فرمایا تاکہ کہیں جنات انہیں نقصان نہ پہنچا دیں۔ پھر آپ ﷺ کی ملاقات جنات کے ایک گروپ سے ہوئی، جنہوں نے اسلام قبول کیا اور آپ سے اسلامی تعلیمات حاصل کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ قرآن پاک کی سورہ الجن وہیں اور اسی واقعے کے تناظر میں نازل ہوئی۔

بعد ازاں اسی مناسبت سے وہاں ایک وسیع وعریض مسجد تعمیر کی گئی، جسے "مسجد الجن" کا نام دیا گیا۔ اولیاء کے مطابق آج بھی اس مسجد میں جن نماز پڑھتے ہیں۔

عن عبداللہ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ لَیْلَۃَ الْجِنِّ خَطَّ حَوْلَهُ (اَیْ حَوْلَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ) فَکَانَ یَجِیْئُ اَحَدُهُمْ مِثْلُ سَوَادِ النَّخْلِ، وَقَالَ لِیْ: ((لَا تَبْرَحْ مَکَانَکَ۔)) فَاَقْرَاَهُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں والی رات ان کے ارد گرد خط لگایا، جن کھجور کے سائے کی طرح اس کے پاس آتے تھے، آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم نے اپنی جگہ پر رہنا ہے۔ پس آپ ﷺ نے ان کو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھائی۔

(مسند احمد حدیث نمبر 4353، مسند عبد اللہ بن مسعودؓ)

2) مسجد عائشہؓ، مسجد تنعیم:

مسجد تنعیم جس کو مسجد عائشہؓ بھی کہا جاتا ہے۔یہ مسجد الحرام سے چند کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور ٹیکسی پر جائیں تو تقریباً 10 منٹ میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔تنعیم مکہ معظمہ کے ایک محلہ کا نام ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی کی شکل میں موجود ہے ، ان پہاڑیوں میں ایک پہاڑ نعیم اور دوسرا پہاڑ ناعم کہلاتا ہے اور وادی کو نعمان کہا جاتا ہے ، اسی نسبت سے اس علاقے کا نام تنعیم مشہور ہے۔یہ علاقہ حرم سے باہر ہے اور "حل" کی ابتدا ہے۔مسجد عائشہؓ سے ام المومنین اماں عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے عمرے کی نیت فرمائی تھی لہذا یہ میقات کا درجہ رکھتی ہے۔

عَنْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ،أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَهَلَّ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ، وَلَيْسَ مَعَ أَحَدٍ مِنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلْحَةَ،وَكَانَ عَلِيٌّ قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ وَمَعَهُ الْهَدْيُ،فَقَالَ:أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ،وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَذِنَ لِأَصْحَابِهِ أَنْ يَجْعَلُوهَا عُمْرَةً يَطُوفُوا بالبيت،ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا،إِلَّا مَنْ مَعَهُ الْهَدْيُ،فَقَالُوا:نَنْطَلِقُ إِلَى مِنًى،وَذَكَرُ أَحَدِنَا يَقْطُرُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ:لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ،وَلَوْلَا أَنَّ مَعِي الْهَدْيَ لَأَحْلَلْتُ،وَأَنَّ عَائِشَةَ حَاضَتْ فَنَسَكَتِ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطُفْ بالبيت،قَالَ:فَلَمَّا طَهُرَتْ وَطَافَتْ،قَالَتْ:يَارَسُولَ اللّٰهِ،أَتَنْطَلِقُونَ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ،وَأَنْطَلِقُ بِالْحَجِّ،فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ،فَاعْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجِّ فِي ذِي الْحَجَّةِ،وَأَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيهَا،فَقَالَ:أَلَكُمْ هٰذِهِ خَاصَّةً يَارَسُولَ اللّٰهِ،قَالَ:لَا،بَلْ لِلْأَبَدِ۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تھا اور نبی کریم ﷺ اور طلحہؓ کے سوا قربانی کسی کے پاس نہیں تھی۔ان ہی دنوں میں علیؓ یمن سے آئے تو ان کے ساتھ بھی قربانی تھی۔انہوں نے کہا کہ جس چیز کا احرام رسول اللہ ﷺ نے

باندھا ہے میرا بھی احرام وہی ہے، نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو (مکہ میں پہنچ کر) اس کی اجازت دے دی تھی کہ اپنے حج کو عمرہ میں تبدیل کر دیں اور بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر کے بال ترشوا لیں اور احرام کھول دیں، لیکن وہ لوگ ایسا نہ کریں جن کے ساتھ قربانی ہو۔اس پر لوگوں نے کہا کہ ہم منیٰ سے حج کے لیے اس طرح سے جائیں گے کہ ہمارے ذکر سے منی ٹپک رہی ہو۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو بات اب ہوئی اگر پہلے سے معلوم ہوتی تو میں اپنے ساتھ ہدی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو (افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد) میں بھی احرام کھول دیتا۔ عائشہ ؓ (اس حج میں) حائضہ ہو گئی تھیں اس لیے انہوں نے اگرچہ تمام مناسک ادا کئے لیکن بیت اللہ کا طواف نہیں کیا۔ پھر جب وہ پاک ہو گئیں اور طواف کر لیا تو عرض کی یا رسول اللہ! سب لوگ حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں، آپ ﷺ نے اس پر عبدالرحمٰن بن ابوبکر ؓ سے کہا کہ انہیں ہمراہ لے کر تنعیم (مسجد عائشہ ؓ) جائیں اور عمرہ کرا لائیں، یہ عمرہ حج کے بعد ذی الحجہ کے ہی مہینہ میں ہوا تھا۔ نبی کریم ﷺ جب جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے تو سراقہ بن مالک بن جعشم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا یہ (عمرہ اور حج کے درمیان احرام کھول دینا) صرف آپ ہی کے لئے ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ (بخاری حدیث نمبر 1785، کتاب العمرۃ، باب عمرۃ التنعیم)

3) مسجد خیف:

منیٰ حدود حرم کا حصہ ہے مکہ مکرمہ کے مشرق میں 5 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں عرفہ کے دن طلوع شمس تک اور یوم نحر اور بعد والے ایام تشریق میں حاجیوں کو جانے اور ٹھہرنے کا حکم ہے۔اس کا رقبہ تقریبا 20 مربع کلومیٹر ہے۔

مسجد خیف منی میں واقع ہے۔ایک روایت کے مطابق اس مسجد میں 70 انبیاء کرامؑ نے نماز ادا فرمائی ہے۔اور خود رسول اللہ ﷺ نے بھی اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائی ہیں۔اس لئے سفر حرمین میں کوشش کریں کہ منی جائیں اور مسجد خیف میں کم از کم دو رکعت نفل ضرور ادا کرلیں۔

حدیث نمبر 1

عن ابن عباس: ولقد صلی فی مسجد الخیف سبعون نبیا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ مسجد خیف میں ستر انبیاء کرامؑ نے نماز ادا فرمائی ہے۔

(مستدرک حاکم حدیث نمبر 4169، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین)

حدیث نمبر 2

عن يَزِيدَ بْنِ الْأَسْوَدِ الْعَامِرِيِّ رضی اللہ عنہ، قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهُ، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ۔

حضرت یزید بن اسودؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک رہا۔میں نے آپ کے ساتھ مسجد خیف میں فجر پڑھی۔

(ترمذی حدیث نمبر 214، ابواب الصلاۃ،باب ما جاء فی الرجل یصلی وحدہ ثم یدرك الجماعۃ)

5) مسجد جعرانہ:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں چار عمرے ادا فرمائے ہیں جن میں سے دو عمروں کا احرام جعرانہ سے باندھا تھا۔

جعرانہ مسجد،مسجد الحرام سے تقریباً 25 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے جعرانہ مسجد جاتے ہوئے اگر مسجد الحرام یا ہوٹل سے اپنی گاڑی کرائے پر لیں تو کم از کم 25 سے 35 منٹ لگ جاتے ہیں۔جتنے دن مکہ میں رہیں کوشش یہی ہونی چاہیے کہ جعرانہ مسجد جا کر عمرہ کی نیت کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جو عمرے ادا فرمائے تھے ان میں سے دو کی نیت جعرانہ مسجد سے فرمائی تھی۔یہاں ایک جعرانہ نام کا کنواں بھی ہے جس کے لیے مرقوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے پانی سے غسل بھی فرمایا تھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ: عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَةِ، وَعُمْرَةَ الثَّانِيَةِ مِنْ قَابِلٍ، وَعُمْرَةَ الْقَضَاءِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ، وَعُمْرَةَ الثَّالِثَةِ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ، وَالرَّابِعَةِ الَّتِي مَعَ حَجَّتِهِ۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے کئے: حدیبیہ کا عمرہ، دوسرا عمرہ اگلے سال یعنی ذی قعدہ میں قضاء کا عمرہ، تیسرا عمرہ جعرانہ کا، چوتھا عمرہ جو اپنے حج کے ساتھ کیا۔
(ترمذی حدیث نمبر 807، ابواب الحج عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء کم اعتمر النبی ﷺ)

6) غار حرا:

مسجد حرام سے مشرق کی طرف تقریباً چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر جبل حرا ہے اسی کو جبل نور بھی کہا جاتا ہے، اس پہاڑ کی چوٹی پر غارِ حرا ہے، جس میں نبوت سے پہلے حضور ﷺ کئی کئی روز تک گوشہ نشین ہوکر عبادت کیا کرتے تھے، اسی غار میں آپ ﷺ کو نبوت ملی اور قرآن کریم کی سب سے پہلی وحی "اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ الخ" یہیں نازل ہوئی۔

غار حرا تک پہنچنے کے لئے سعودی حکومت کی طرف سے کوئی انتظام نہیں ہے بلکہ چند عاشقان مصطفٰی ﷺ نے اپنی مدد آپ کے تحت نیچے سے اوپر غار تک پہنچنے کے لئے سیڑھیاں بنائی ہیں۔ان سیڑھیوں کی تعداد قریباً 1200 ہے۔اور نیچے سے غار تک پہنچنے کے لئے کم از کم 1 سے 1:30 گھنٹہ لگتا ہے۔

چونکہ غار تک پہنچنا بھی ایک مشقت طلب کام ہے اس لئے اکثر حج یا عمرہ کرنے والے اوپر نہیں جاتے۔لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی حج یا عمرے پر گیا ہے اور اس کی صحت بھی اجازت دیتی ہے کہ وہ غار تک جاسکے تو ضرور غار حرا تک جانا چاہئے، زیارت کرنی چاہیئے، دو نفل پڑھ لینے چاہئیں اور دعا بھی کرنی چاہیئے کیونکہ جس جگہ حضور ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں وہ جگہ برکت والی ہوتی ہے جبکہ یہاں تو حضور ﷺ کئی کئی دن تشریف فرما ہوتے تھے غور و فکر فرمایا کرتے تھے۔

جب ہم غار کے اوپر پہنچ جاتے ہیں تو وہ منظر بھی ساری زندگی یاد رہنے والے مناظر میں ایک ہوتا ہے۔غار میں داخلے سے پہلے جب سیڑھیاں ختم ہوتی ہیں تو اس وقت اگر ہم دائیں طرف نظر دوڑائیں تو پورا مکہ نظر آتا ہے۔ سامنے مسجد حرم کے قریب لگا ہوا کلاک ٹاور نظر آتا ہے مسجد حرام نظر آتی ہے یہ منظر بھی کبھی نہ بھولنے والے مناظر میں سے ایک ہے۔ لیکن جہاں یہ منظر یادگار ہے وہاں یہ احساس بھی فورا دل میں پیدا ہوتا ہے کہ وہ مسجد حرم جس کے قریب اس وقت رسول اللہ ﷺ کا گھر مبارک تھا وہاں سے کس قدر مشکل راستوں سے ہوتے ہوئے نجانے کتنے وقت میں رسول اللہ ﷺ یہاں پہنچتے ہوں گے اور کیسے کئی کئی دن یہاں اکیلے گزارتے ہوں گے۔غار حرا میں کوشش کریں کہ کم از کم دو رکعت نفل ضرور پڑھ لیں۔

أَنَّ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَتْ: كَانَ أَوَّلَ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، فَكَانَ يَلْحَقُ بِغَارِ حِرَاءٍ، فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ، قَالَ: وَالتَّحَنُّثُ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ بِمِثْلِهَا، حَتَّى فَجِئَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ {1} خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ {2} اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ {3} الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ {4} الْآيَاتِ إِلَى قَوْلِهِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ سورة العلق آية (1 - 5)، فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ، فَقَالَ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي، فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، قَالَ لِخَدِيجَةَ: أَيْ خَدِيجَةُ، مَا لِي لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي، فَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ، قَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلَّا أَبْشِرْ، فَوَاللَّهِ لَا

يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ،

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نبوت سے پہلے سچے خواب دکھائے جاتے تھے چنانچہ اس دور میں آپ جو خواب بھی دیکھ لیتے وہ صبح کی روشنی کی طرح بیداری میں نمودار ہوتا۔ پھر آپ کو تنہائی بھلی لگنے لگی۔ اس دور میں آپ غار حرا تنہا تشریف لے جاتے اور آپ وہاں «تحنث» کیا کرتے تھے۔ عروہ نے کہا کہ «تحنث» سے عبادت مراد ہے۔ آپ وہاں کئی کئی راتیں جاگتے، گھر میں نہ آتے اور اس کے لیے اپنے گھر سے توشہ لے جایا کرتے تھے۔ پھر جب توشہ ختم ہو جاتا پھر خدیجہ ؓ کے یہاں لوٹ کر تشریف لاتے اور اتنا ہی توشہ پھر لے جاتے۔ اسی حال میں آپ غار حرا میں تھے کہ دفعتاً آپ پر وحی نازل ہوئی چنانچہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور کہا پڑھیئے! نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ﷺ نے بیان کیا کہ مجھے فرشتہ نے پکڑ لیا اور اتنا بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھیئے! میں نے کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے پھر دوسری مرتبہ مجھے پکڑ کر اس طرح بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور چھوڑنے کے بعد کہا کہ پڑھیئے! میں نے اس مرتبہ بھی یہی کہا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر اسی طرح مجھے پکڑ کر بھینچا کہ میں بے طاقت ہو گیا اور کہا کہ پڑھیئے! پڑھیئے!

«اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ»

"اپنے پروردگار کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا ہے، آپ پڑھیئے اور آپ کا رب کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی ہے۔ سے آیت «علم الإنسان مالم يعلم» تک۔

پھر نبی کریم ﷺ ان پانچ آیات کو لے کر واپس گھر تشریف لائے اور گھبراہٹ سے آپ کے مونڈھے اور گردن کا گوشت پھڑک (حرکت کر) رہا تھا۔ آپ نے خدیجہؓ کے پاس پہنچ کر فرمایا کہ مجھے چادر اڑھا دو! مجھے چادر اڑھا دو! چنانچہ انہوں نے آپ کو چادر اڑھا دی۔ جب گھبراہٹ آپ سے دور ہوئی تو آپ نے خدیجہؓ سے کہا اب کیا ہو گا مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہو گیا ہے پھر آپ نے سارا واقعہ انہیں سنایا۔ خدیجہؓ نے کہا ایسا ہرگز نہ ہو گا، آپ کو خوشخبری ہو، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! آپ تو صلہ رحمی کرنے والے ہیں، آپ ہمیشہ سچ بولتے ہیں، آپ کمزور و ناتواں کا بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، جنہیں کہیں سے کچھ نہیں ملتا وہ آپ کے یہاں سے پا لیتے ہیں۔ آپ مہمان نواز ہیں اور حق کے راستے میں پیش آنے والی مصیبتوں پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر 4954، کتاب التفسیر، سورۃ اقرأ باسم ربك)

7) غار ثور:

غار ثور مکہ معظمہ میں بیت اللہ کی جنوبی جانب 4 کلومیٹر کے فاصلے پر ثور پہاڑ میں واقع ہے۔ سطح سمندر سے اس غار کی بلندی 748 میٹر اور سطح زمین سے اس کی بلندی 458 میٹر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو تین دن تک یہاں قیام فرمایا۔ قرآن میں ہجرت کا بیان کرتے ہوئے جس غار کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہی ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ بھی تھے۔ اسی لئے انہیں یار غار کہتے ہیں۔ اس غار کے دو دہانے ہیں۔ ایک تو وہ دہانہ ہے جس سے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ داخل ہوئے تھے یہ اتنا تنگ ہے کہ لیٹ کر بمشکل انسان اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ یہ دہانہ مغربی سمت واقع ہے۔

دوسرا دہانہ مشرقی سمت میں بنایا گیا ہے تاکہ لوگ آسانی سے داخل ہو کر اس غار کی زیارت کر سکیں۔ یہ دہانہ قدرے کھلا ہے اور اس سے آسانی سے

غار میں داخل ہوا جا سکتا ہے۔اس غار تک پہنچنا غار حرا کی نسبت دشوار اور مشکل ہے۔عام طور پر زمین سے غار تک پہنچنے میں 1:30 گھنٹہ سے 2:00 گھنٹے لگ جاتے ہیں۔غار ثور میں بھی کم از کم دو رکعت نفل ضرور پڑھنے چاہئیں۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللهِ هِيَ الْعُلْيَا ط وَ اللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

اگر تم ان کی (یعنی نبی کریم ﷺ کی) مدد نہیں کرو گے تو (ان کا کچھ نقصان نہیں، کیونکہ) اللہ ان کی مدد اس وقت کر چکا ہے جب ان کو کافر لوگوں نے ایسے وقت (مکہ سے) نکالا تھا جب وہ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے،جب وہ دونوں غار میں تھے،جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔چنانچہ اللہ نے ان پر اپنی طرف سے تسکین نازل فرمائی،اور ان کی ایسے لشکروں سے مدد کی جو تمہیں نظر نہیں آئے،اور کافر لوگوں کا بول نیچا کر دکھایا،اور بول تو اللہ ہی کا بالا ہے،اور اللہ اقتدار کا بھی مالک ہے،حکمت کا بھی مالک۔ (سورۃ التوبۃ آیت نمبر 40)

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ،قَالَ:قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَنَا فِي الْغَارِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا.فَقَالَ:مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللهُ ثَالِثُهُمَا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غار ثور میں تھے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہم کو دیکھ لے گا۔اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اے ابو بکر!ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔"(بخاری حدیث نمبر 3653، کتاب المناقب،باب مناقب المهاجرين وفضلهم منهم ابوبكر عبدالله بن ابى قحافة التيمي رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَاسْتَأْجَرَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، ثُمَّ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا، الْخِرِّيتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ يَمِينَ حِلْفٍ فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَأَتَاهُمَا بِرَاحِلَتَيْهِمَا صَبِيحَةَ لَيَالٍ ثَلَاثٍ، فَارْتَحَلَا وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ الدِّيلِيُّ، فَأَخَذَ بِهِمْ أَسْفَلَ مَكَّةَ وَهُوَ طَرِيقُ السَّاحِلِ۔

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور ابو بکر ؓ نے (ہجرت کرتے وقت) بنو دیل کے ایک مرد کو نوکر رکھا جو بنو عبد بن عدی کے خاندان سے تھا۔اور اسے بطور ماہر راہبر مزدوری پر رکھا تھا (حدیث کے لفظ «خریت» کے معنی راہبری میں ماہر کے ہیں۔اس نے اپنا ہاتھ پانی وغیرہ میں ڈبو کر عاص بن وائل کے خاندان سے عہد کیا تھا اور وہ کفار قریش ہی کے دین پر تھا۔لیکن نبی کریم ﷺ اور ابو بکر ؓ کو اس پر بھروسہ تھا۔اسی لئے اپنی سواریاں انہوں نے اسے دے دیں اور غار ثور پر تین رات کے بعد اس سے ملنے کی تاکید کی تھی۔وہ شخص تین راتوں کے گزرتے ہی صبح کو دونوں حضرات کی سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس دیلی راہبر کو ساتھ لے کر چلے۔یہ شخص ساحل کے کنارے سے آپ کو لے کر چلا تھا۔

(بخاری حدیث نمبر 2263، کتاب فی الاجارات، باب استیجار المشرکین عند الضرورۃ واذا لم یوجد اھل الاسلام)

7) منیٰ:

منیٰ کو منیٰ کیوں کہا جاتا ہے اس میں کئی رائے ہیں۔ایک رائے یہ ہے کہ منیٰ کا معنی "بہنا" ہے چونکہ یہاں عید الاضحی کے موقع پر جانور ذبح کر کے ان کا خون بہایا جاتا ہے اس لئے اس کو منیٰ کہا جاتا ہے۔دوسری

رائے یہ ہے کہ اہل عرب اس جگہ کو منی کہتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اس جگہ بھی چونکہ حج کے موقع پر لوگ اکٹھے ہوتے ہیں اس لئے اس جگہ کو منی کہا جاتا ہے۔

منی مسجد حرام کے مشرقی جانب 7 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔اگر سرنگ کے راستے سے جائیں تو یہ فاصلہ 4 کلومیٹر ہے۔

منی حدود حرم میں ہے۔منی میں حجاج 8،11,12 ذی الحجہ کی رات گزارتے ہیں۔ منی میں ہی حضرت ابراہیمؑ نے شیطان کو کنکریاں ماری تھیں۔منی میں حضرت اسماعیلؑ کے بدلے میں جنت سے مینڈھا لایا گیا تھا۔اور اس کو ذبح کیا گیا تھا۔جمرات بھی منی میں ہیں جہاں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

منی میں ایک غار ہے جس کو غار مرسلات کہتے ہیں۔اس غار میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے جب سورہ مرسلات نازل ہوئی۔اسی مناسبت سے اس غار کو "غار مرسلات" کہا جاتا ہے۔یہ غار مسجد خیف کے ساتھ ہی واقع ہے۔ منی میں ہی مسجد خیف واقع ہے جس میں ستر انبیاء کرامؑ نے نماز پڑھی ہے۔اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ۔

اور اللہ کو گنتی کے (ان چند) دنوں میں (جب تم منی میں مقیم ہو) یاد کرتے رہو۔ پھر جو شخص دو ہی دن میں جلدی چلا جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور جو شخص (ایک دن) بعد میں جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں یہ (تفصیل) اس کے لیے ہے جو تقوی اختیار کرے اور تم سب تقوی اختیار کرو، اور یقین رکھو کہ تم سب کو اسی کی طرف لے جاکر جمع کیا جائے گا۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر 203)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَارٍ بِمِنًى، إِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ: وَالْمُرْسَلَاتِ، وَإِنَّهُ لَيَتْلُوهَا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ کے غار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ والمرسلات نازل ہونی شروع ہوئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاوت کرنے لگے۔

(بخاری حدیث نمبر 1830، کتاب العمرۃ، باب ما یقتل المحرم من الدواب)

8) عرفات:

عرفات مسجد حرام سے جنوب مشرق میں 22 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جبکہ عرفات منیٰ سے تقریباً 10 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ حدود حرم سے باہر ہے لیکن اس کا شمار عظمت والی جگہوں میں ہوتا ہے۔ میدان عرفات میں حجاج 9 ذوالحجہ کو جمع ہوتے ہیں اور امام کی اقتداء میں ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کرتے ہیں۔ حج کا نچوڑ عرفات کا قیام ہے۔ عرفات کا سارا میدان ہی وقوف ہے۔ عرفات کے شروع میں مسجد نمرہ نامی ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں زوال کے فوراً بعد خطبہ ہوتا ہے پھر ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے ادا ہوتی ہیں۔ اسی جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا جو خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے۔ مسجد نمرہ کا اگلا حصہ عرفات کی حدود سے باہر ہے۔ یہیں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ کے موقع پر ایک خیمہ میں قیام فرمایا تھا۔ یہ مسجد سال میں ایک ہی دفعہ کھولی جاتی ہے۔

یاد رہے کہ منیٰ اور مزدلفہ حدود حرم میں ہیں جبکہ عرفات حدود حرم سے باہر ہے۔

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ۔

پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مشعر حرام (مزدلفہ) میں اللہ کا ذکر کرو۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 198)

حدیث نمبر 1

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْيَهُودِ، قَالَ لَهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَءُونَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا، قَالَ: أَيُّ آيَةٍ؟ قَالَ: الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا سورة المائدة آية 3، قَالَ عُمَرُ: قَدْ عَرَفْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو۔ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (سورۃ المائدہ کی یہ آیت کہ) ”آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا“ عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو (خوب) جانتے ہیں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

(بخاری حدیث نمبر 45، کتاب الایمان، باب زیادۃ الایمان و نقصانہ)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي مَلَائِكَتَهُ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ بِأَهْلِ عَرَفَةَ، فَيَقُولُ: انْظُرُوا إِلَى عِبَادِي أَتَوْنِي شُعْثًا غُبْرًا))

سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی عرفہ کے دن شام کو اہل عرفہ کی وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر کرتے ہوئے کہتا ہے: میرے بندوں کی طرف دیکھو، یہ پراگندہ اور گرد آلود ہو کر میرے پاس آئے ہیں۔

(مسند احمد حدیث نمبر 7089، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ)

حدیث نمبر 3

عَنِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللهُ فِيهِ عَبْدًا مِنَ النَّارِ، مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ، وَإِنَّهُ لَيَدْنُو، ثُمَّ يُبَاهِي بِهِمِ الْمَلَائِكَةَ، فَيَقُولُ: مَا أَرَادَ هٰؤُلَاءِ؟

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کوئی دن نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے بڑھ کر بندوں کو آگ سے آزاد فرماتا ہو ، وہ (اپنے بندوں کے) قریب ہوتا ہے۔اور فرشتوں کے سامنے ان لوگوں کی بناء پر فخر کرتا ہے اور پوچھتا ہے : یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

(مسلم حدیث نمبر 3288، کتاب الحج،باب فضل یوم عرفة)

9) مزدلفہ:

یہ عرفات اور منی کے درمیان واقع ہے۔مزدلفہ کا منی سے فاصلہ قریبا 3 کلومیٹر ہے۔جبکہ بیت اللہ سے مزدلفہ کا فاصلہ 10 کلومیٹر بنتا ہے۔اگر سرنگ کے راستے سے آئیں تو یہ فاصلہ 7 کلومیٹر بنے گا۔ہر سال مسلمان حج کے موقع پر 9 ذوالحجہ کو مغرب کے بعد عرفات سے یہاں آتے ہیں۔مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھتے ہیں۔اور رات کھلے آسمان کے نیچے بسر کرتے ہیں۔یہاں سے ہی شیطانوں یا جمرات کو مارنے کے لئے کنکریاں بھی چنی جاتی ہیں۔ اگلے دن فجر کے بعد حجاج منی کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حجتہ الوداع میں یہاں مغرب اور عشاء کی نماز ایک ساتھ ادا فرمائی تھی۔اب جو مسجد یہاں بنی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کے قبلہ کی سمت قیام فرمایا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میرا قیام تو اس جگہ ہے لیکن پورا مزدلفہ ہی قیام گاہ ہے۔

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ۔

پھر جب تم عرفات سے روانہ ہو تو مشعر حرام(مزدلفہ) اللہ کا ذکر کرو۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 198)

حدیث نمبر 1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: جَمَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بِإِقَامَةٍ، وَلَمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا، وَلَا عَلَى إِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ مزدلفہ میں نبی کریم ﷺ نے مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھی تھیں ہر نماز الگ الگ تکبیر کے ساتھ، نہ ان دونوں کے درمیان کوئی نفل و سنت پڑھی تھی اور نہ ان کے بعد۔

(بخاری حدیث نمبر 1673، كتاب المناسك، باب من جمع بينهما ولم يتطوع)

حدیث نمبر 2

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «نَحَرْتُ هَاهُنَا، وَمِنًى كُلُّهَا مَنْحَرٌ، فَانْحَرُوا فِي رِحَالِكُمْ، وَوَقَفْتُ هَاهُنَا، وَعَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ، وَوَقَفْتُ هَاهُنَا، وَجَمْعٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ»

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے یہاں قربانی کی ہے۔(لیکن) پورا منیٰ قربان گاہ ہے، اس لئے تم اپنے اپنے پڑاؤ ہی پر قربانی کرو، میں نے اسی جگہ وقوف کیا ہے (لیکن) پورا عرفہ ہی مقام وقوف ہے اور میں نے (مزدلفہ میں) یہاں وقوف کیا ہے (ٹھہرا ہوں) اور پورا مزدلفہ وقوف ہے۔(اس میں کہیں بھی پڑاؤ کیا جاسکتا ہے)

(مسلم حدیث نمبر 2952، كتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ)

10) وادیِ مُحَسِّر:

منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وہ جگہ وادیِ مُحَسِّر کہلاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کو اس وقت تباہ کیا تھا جب وہ بیت اللہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے آئے تھے۔اسی کا ذکر سورہ فیل میں ہے۔یہ جگہ بھی حدود حرم میں ہے لیکن یہ مشعر نہیں ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے۔جب رسول اللہ ﷺ یہاں سے گزرے تھے تو آپ ﷺ تیزی سے

یہاں سے گزرے تھے۔منی اور مزدلفہ کے درمیان وادی محسر کے تعین کے لئے بڑے بڑے سائن بورڈ لگے ہیں جن سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ وادیِ مُحَسِّر ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ۔ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ۔ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا معاملہ کیا؟ کیا اس نے ان لوگوں کی ساری چالیں بیکار نہیں کردی تھیں؟اور ان پر غول کے غول پرندے چھوڑ دیے تھے۔جو ان پر پکی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے۔چنانچہ انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھایا ہوا بھوسا۔

(سورہ فیل آیت 1 تا 5)

عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ وَكَانَ رَدِيفَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ: فِي عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِينَ دَفَعُوا «عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ» وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ، حَتَّى دَخَلَ مُحَسِّرًا -وَهُوَ مِنْ مِنًى۔

حضرت فضل بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے (ساتھ اونٹنی پر) پیچھے سوار تھے آپ نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں کے چلنے کے وقت انھیں تلقین کی :"سکون سے (چلو)" اور آپ اپنی اونٹنی کو (تیز چلنے سے) روکے ہوئے تھے حتیٰ کہ آپ وادی محسر میں داخل ہوئے(یعنی وادی محسر سے تیزی سے گزرے)وہ منیٰ ہی کا حصہ ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 3089، کتاب الحج،باب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ حتی یشرع فی رمی جمرۃ العقبۃ یوم النحر)

مکہ میں تاریخی مقامات سے متعلق اہم باتیں

مکہ میں چند باتوں کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

1) اوقات نماز میں مسجد حرام میں نماز ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے۔

2) اوقات نماز کے علاوہ اگر آپ حرم میں ہیں تو یا عمرہ کریں یا پھر طواف بیت اللہ کریں۔مسجد حرام میں اس سے افضل کوئی عبادت نہیں۔

3) جن تاریخی مقامات کا ذکر کیا گیا ہے جب ان کی زیارت کو جائیں تو وہاں کوشش کریں کہ دو رکعت نفل ضرور ادا کریں اور پھر دعا مانگیں۔

4) ان تاریخی مقامات پر جاکر وہاں خلاف شرع کوئی کام نہ کریں جیسے کچھ لوگ وہاں دھاگے باندھتے ہیں، کسی کاغذ پر اپنی حاجات لکھ کر وہاں پھینک دیتے ہیں یا وہاں اپنا نام لکھ دیتے ہیں وغیرہ یہ سارے کام غلط ہیں اور ان مقامات کی بیحرمتی ہے جہاں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے تھے۔

5) جتنے تاریخی مقامات کا ذکر کیا گیا ہے ان سب کی زیارت ایک ہی دن میں کی جاسکتی ہے۔اس لئے اگر آپ فیملی کے ساتھ ہیں تو ایک گاڑی کرایے پر لیں اور ایک ہی دن میں ان کو ان سب جگہوں کی زیارتیں کروالیں۔لیکن اگر آپ نے غار حرا اور غار ثور میں جانا ہے تو ایک دن میں دونوں جگہوں پر نہیں جایا جاسکتا۔اگر فیملی ساتھ ہے اور ان کا شوق بھی غار حرا اور غار ثور جانے کا ہے تو اس کی بہتر ترتیب یہ ہے کہ ایک دن میں ساری جگہوں کی زیارتیں کرلیں اور غار حرا کی بھی زیارت کرلیں۔لیکن غار ثور نہ جائیں۔غار ثور اس سے اگلے دن یا دو دن بعد جائیں اور جی بھر کر زیارت کریں۔

6) سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم سفر حرمین پر زیادہ سے زیادہ عبادت کے لئے گئے ہیں اس لئے روزانہ کم از کم ایک عمرہ ضرور کریں۔

مدینہ منورہ کی چند اہم زیارات

مدینہ منورہ میں صرف دو ہی کام ہیں جو ہم نے پابندی سے کرنے ہوتے ہیں۔

1) مسجد نبوی ﷺ میں پانچوں نمازیں تکبیر اولی کے ساتھ اور جتنی عبادت ہوسکے۔

2) مسجد قباء میں روزانہ کم از کم دو رکعت نفل پڑھنے ہیں کیونکہ قباء مسجد میں دو رکعت نفل پڑھنے کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔

ان کے علاوہ جو وقت ملے تو کوشش کریں کہ مدینہ منورہ میں بابرکت جگہوں کی زیارات جتنی ہوسکے کرلیں۔

مدینہ منورہ کی زیارات کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1)وہ زیارات جو مسجد نبوی ﷺ میں ہیں یا مسجد نبوی ﷺ سے قریب ہیں۔

2)وہ زیارات جو مسجد نبوی ﷺ سے نسبتاً فاصلے پر ہیں۔

1) وہ زیارات جو مسجد نبوی ﷺ میں ہیں یا مسجد نبوی ﷺ سے قریب ہیں۔وہ درج ذیل ہیں۔

1) روضہ رسول ﷺ
2) زمانہ نبوی ﷺ میں حدود مسجد نبوی ﷺ
3) روشندان جہاں سے جبرائیلؑ وحی لے کر حجرہ امی عائشہؓ میں داخل ہوتے تھے۔
4) وہ کمرہ جہاں وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا۔
5) ریاض الجنہ
6) اصحاب صفہؓ کا چبوترہ
7) ستون حنانہ
8) حضرت عباسؓ کے مکان کا پرنالہ
9) وہ جگہ جہاں حضرت عمرؓ قاتلانہ حملے میں زخمی ہو کر گرے تھے۔
10) جنت البقیع
11) مسجد غمامہ
12) مسجد ابو بکرؓ
13) مسجد عمرؓ
14) مسجد علیؓ

1) روضہ رسول ﷺ:

مدینہ منورہ میں بلکہ روئے زمین کی سب سے افضل جگہ روضہ رسول ﷺ ہے۔کیونکہ نبی پاک ﷺ کے جسم مبارک کو قبر مبارک میں جو مٹی مبارک چھو رہی ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ کعبہ،عرش اور کرسی سے افضل ہے۔اس لئے بلاشبہ روضہ رسول ﷺ صرف روئے زمین کی نہیں بلکہ کائنات کی افضل ترین جگہ ہے۔جس جگہ کا جتنا زیادہ مقام ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس جگہ کا احترام ہوتا ہے۔مسجد نبوی ﷺ کا مقام تو ویسے ہی بلند ہے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔لیکن چونکہ وہاں رسول اللہ ﷺ برزخی حیات کے ساتھ موجود ہیں لہذا مسجد نبوی ﷺ اور روضہ رسول ﷺ کا احترام بھی اتنا ہی زیادہ ہے۔احترام کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے ہی مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوں تو کوشش کریں کہ درود شریف پڑھتے رہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ گفتگو بالکل نہ ہو۔اگر گفتگو کرنا نہایت ضروری ہو تو اپنی آواز نہایت آہستہ رکھیں۔صرف اتنی آواز سے گفتگو کریں کہ دوسرے تک ہی آواز پہنچ پائے۔مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہونے سے پہلے ہی اپنا موبائل فون سائلنٹ کرلیں۔اگر کسی کی کال مسجد نبوی ﷺ میں آئے تو کوشش کریں کہ کال اٹینڈ نہ کریں لیکن اگر کال نہایت ضروری ہو تو نہایت آہستہ آواز میں بات کریں۔دوران کال آواز اتنی ہی ہو کہ صرف اگلے بندے کو ہی آواز پہنچ پائے۔یہ سارے احترام اس لئے ہیں کیونکہ ایک تو وہاں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند مت کیا کرو،اور نہ ان سے بات کرتے ہوئے اس طرح زور سے بولا کرو جیسے تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو،کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہوجائیں،اور تمہیں پتہ بھی نہ چلے۔

یقین جانو جو لوگ اللہ کے رسول(ﷺ) کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں،یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے خوب جانچ کر تقوی کے لیے منتخب کرلیاہے۔ان کو مغفرت بھی حاصل ہے،اور زبردست اجر بھی۔

(سورۃ الحجرات آیت نمبر 2،3)

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احترام میں ذرا سی کمی بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس سے آدمی کی عمر بھر کی کمائی غارت ہو سکتی ہے۔اس لئے آپ کا احترام دراصل اس خدا کا احترام ہے جس نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے احترام میں کمی کے معنی خدا کے احترام میں کمی کے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت درج ذیل حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ،قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:مَنْ زَارَ قَبْرِی وَجَبَتْ لَہُ شَفَاعَتِی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوجائے گی۔" (سنن دار قطنی حدیث نمبر 2658، کتاب الحج،باب المواقیت)

جب روضہ مبارک پر حاضر ہوں تو سب سے پہلے نبی کریم کو سلام عرض کریں۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ سلام کو سن کر جواب بھی دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ،أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ،قَالَ:مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ،إِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔

حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو کوئی بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس کردیتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہوں۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 2041، کتاب المناسك،باب زیارۃ القبور)

اس روایت میں اگرچہ روضہ اقدس کی قید نہیں ہے، لیکن سنن ابوداؤد کے مصنف نے یہ روایت باب زیارۃ القبور کے تحت ذکر کی ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہاں حضور ﷺ پر سلام سے مراد زیارت روضہ اقدس کے وقت سلام کرنا ہے۔ اور بہت سی روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری کے وقت سلام عرض کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے دعا کی درخواست، شفاعت کی درخواست بھی کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔

اور جب ان لوگوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، اگر یہ اس وقت تمہارے پاس آکر اللہ سے مغفرت مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتے تو یہ اللہ کو بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان پاتے۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 64)

یہ آیت اگرچہ خاص واقعہ منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے، لیکن اس کے الفاظ سے ایک عام ضابطہ یہ بھی نکلتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور آپ اس کے لیے دعائے مغفرت کردیں، اس کی مغفرت ضرور ہوجائے گی، اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ میں ہوسکتی تھی اسی طرح آج بھی روضہ اقدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔

2) زمانہ نبوی ﷺ میں حدود مسجد نبوی ﷺ:

زمانہ نبوی ﷺ مسجد نبوی کی جتنی حدود تھی اور جتنی چھت اونچی تھی اس کی نشاندہی ستونوں پر کی گئی ہے۔جس کو آسانی سے ستونوں پر پڑھ سکتے ہیں اور اندازہ ہوجاتا ہے کہ مسجد نبوی ﷺ کی چھت کتنی اونچی تھی اور مسجد نبوی ﷺ کی حد بندی زمانہ نبوی ﷺ میں کتنی تھی۔

3) روشندان جہاں سے جبرائیلؑ وحی لے کر حجرہ امی عائشہؓ میں داخل ہوتے تھے:

جب روضہ مبارک پر سلام عرض کرنے کے بعد باب السلام سے باہر نکلتے ہیں تو دروازے کے تھوڑا سا پیچھے قبلہ کی طرف ایک پرانا روشندان نظر آتا ہے جس پر سبز رنگ کی لوہے کی جالی ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ وہ روشندان ہے جہاں سے گزر کر جبرائیلؑ وحی لے کر اماں عائشہ صدیقہؓ کے حجرے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے تھے۔

4) وہ کمرہ جہاں وفات کے بعد نبی ﷺ کو غسل دیا گیا:

روضہ رسول ﷺ جہاں حاضر ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کیا جاتا ہے اس کے بالکل سامنے وہ مبارک کمرہ جہاں رسول اللہ ﷺ کو وفات کے بعد حضرت علیؓ،حضرت عباسؓ ان کے دو صاحبزادے حضرت فضلؓ وحضرت قثمؓ اور ان کے ساتھ ساتھ حضرت اسامہؓ وشقرانؓ نے غسل دیا تھا۔اس کمرے کو جالی لگا کر بند کیا گیا ہے اندر داخل ہونے کی کسی کو اجازت نہیں آپ دور سے ہی زیارت کرسکتے ہیں۔

5) ریاض الجنہ:

رسول اللہ ﷺ کے منبر سے لے کر اماں عائشہ صدیقہؓ کے حجرے تک کا درمیانہ فاصلہ جنت کا ٹکڑا ہے۔یہ زیادہ بڑا رقبہ نہیں ہے بلکہ منبر سے قریبا 3 صفوں تک کا فاصلہ ریاض الجنہ کہلاتا ہے۔پہلے ریاض الجنہ والے حصے کے قالین سبز تھے جس سے اندازہ ہوجاتا تھا کہ یہ حصہ ریاض الجنہ ہے لیکن اب سعودی حکومت نے کافی حصے کے قالین سبز کردیئے ہیں۔ جس سے

اندازہ نہیں ہوتا کہ کتنا حصہ ریاض الجنہ ہے۔اس لئے احتیاطا 3 صفوں کے برابر رقبے کو ذہن میں رکھ کر وہاں نوافل پڑھے جاسکتے ہیں۔یہ بہت بابرکت جگہ ہے۔قیام مدینہ کے دوران ضرور کوشش کریں کہ یہاں کم از کم نوافل ادا کرسکیں۔لیکن یہاں بھی بہت رش ہوتا ہے اس لئے نفل پڑھ کر جتنی جلدی ہو سکے وہاں سے نکل جائیں تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل سکے۔یہاں دھکم پیل نہیں کرنی چاہیے۔اس جگہ بہت ادب و احترام سے عبادت کریں۔ذرا سی بے ادبی ساری زندگی کی عبادت ضائع کرسکتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

(بخاری حدیث نمبر 1196، کتاب التھجد، باب فضل ما بین القبر والمنبر)

6) اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کا چبوترہ:

مسجد نبوی ﷺ میں باب جبرائیل سے داخل ہوں تو مقام تہجد کے پیچھے کی جانب یہ چبوترہ موجود ہے۔اس کے اطراف میں تقریبا دو فٹ اونچی پیتل کی جالی کا خوب صورت حصار بنا ہوا ہے۔یہی وہ مقام ہے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک گروہ اسلامی تعلیم کے حصول اور تطہیر قلوب کی خاطر صبح و شام قیام پذیر رہتا تھا۔حضور ﷺ کے پاس جب کہیں سے صدقہ پہنچتا تو آپ ﷺ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کے یہاں بھجوا دیتے اور اگر کہیں سے ہدیہ پہنچتا تو خود بھی تناول فرماتے اور اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کو بھی شریک فرما لیتے۔کوشش کرنی چاہیے کہ اس جگہ بھی کم از کم دو رکعت نفل پڑھیں اور کچھ دیر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلیں۔

7) ستون حنانہ :

مسجد نبوی ﷺ میں ریاض الجنہ والے حصہ کے قریب ہی یہ ستون اس جگہ پر ہے جہاں ایک کھجور کا تنا نصب تھا۔رسول اللہ ﷺ یہیں اس کے قریب ہی نماز ادا فرمایا کرتے تھے اور منبر بنائے جانے سے پہلے خطبہ کے دوران اس کا سہارا لیتے تھے۔جب منبر بن گیا تو اس تنے نے رونا شروع کر دیا۔اس کے رونے کی آواز صحابہ نے بھی سنی۔پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر اپنا دست مبارک رکھا تو تنا خاموش ہوا۔

عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوفًا عَلَى جُذُوعٍ مِنْ نَخْلٍ فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَطَبَ يَقُومُ إِلَى جِذْعٍ مِنْهَا ، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ وَكَانَ عَلَيْهِ فَسَمِعْنَا لِذَلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ حَتَّى جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کہتے ہیں کہ مسجد نبوی کی چھت کھجور کے تنوں پر بنائی گئی تھی۔نبی کریم ﷺ جب خطبہ کے لئے تشریف لاتے تو آپ ان میں سے ایک تنے کے پاس کھڑے ہو جاتے لیکن جب آپ ﷺ کے لئے منبر بنا دیا گیا تو آپ ﷺ اس پر تشریف لائے۔پھر ہم نے اس تنے سے اس طرح کی رونے کی آواز سنی جیسی بوقت ولادت اونٹنی کی آواز ہوتی ہے۔آخر جب نبی کریم ﷺ نے اس کے قریب آکر اس پر ہاتھ رکھا تو وہ چپ ہوا۔ (بخاری حدیث نمبر 3585، کتاب المناقب،باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

8) حضرت عباس ؓ کے مکان کا پرنالہ:

مسجد نبوی ﷺ میں ہم جیسے ہی باب السلام میں داخل ہوں تو داخل ہوتے ہی دائیں طرف ہمیں دیوار پر سنہرے رنگ میں قرآنی آیت لکھی نظر آتی ہے اگر غور سے دیکھیں تو جہاں آیت لکھی ہوئی ہے وہاں درمیان میں تھوڑی سی جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔اسی خالی چھوڑی گئی جگہ پر حضرت عباس ؓ کے مکان کا پرنالہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں موجود تھا۔

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے گھر کا پرنالہ مسجد نبوی ﷺ کی طرف لگا ہوا ہے۔ بارش وغیرہ کا پانی مسجد نبوی ﷺ کے اندر گرتا تھا گویا کہ مسجد کی فضا میں وہ پرنالہ لگا ہوا تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے سوچا کہ مسجد تو اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اور کسی شخص کے ذاتی گھر کا پرنالہ مسجد کے اندر آ رہا ہو تو یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ نے اس پرنالے کو توڑنے کا حکم دے دیا اور وہ توڑ دیا گیا۔ اب دیکھئے کہ آپ نے اس پرنالے کو توڑنے کا جو حکم دیا یہ غصے کی وجہ سے تو دیا لیکن غصہ اس بات پر آیا کہ یہ کام مسجد کے احکام اور آداب کے خلاف ہے۔ جب حضرت عباسؓ کو پتہ چلا کہ میرے گھر کا پرنالہ توڑ دیا گیا ہے تو حضرت فاروقؓ کے پاس آئے اور ان سے فرمایا کہ آپ نے یہ پرنالہ کیوں توڑ دیا؟ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ یہ جگہ تو مسجد کی ہے۔ کسی کی ذاتی نہیں ہے۔ مسجد کی جگہ میں کسی کا پرنالہ آنا شریعت کے حکم کے خلاف تھا۔ اس لئے میں نے توڑ دیا۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ آپ کو پتہ بھی ہے کہ یہ پرنالہ یہاں پر کس طرح لگا تھا؟ یہ پرنالہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں لگا تھا اور آپ ﷺ کی اجازت سے میں نے لگایا تھا۔ آپ اس کو توڑنے والے کون ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کیا حضور اقدس ﷺ نے اجازت دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! اجازت دی تھی۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ خدا کے لئے میرے ساتھ آؤ۔ چنانچہ اس پرنالے کی جگہ کے پاس گئے اور وہاں جا کر خود رکوع کی حالت میں کھڑے ہو گئے اور حضرت عباسؓ سے فرمایا کہ اب میری کمر پر کھڑے ہو کر یہ پرنالہ دوبارہ لگاؤ۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ میں دوسروں سے لگوا لوں گا۔ حضرت عمرؓ فاروق اعظم نے فرمایا کہ عمر کی یہ مجال کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے لگائے ہوئے پرنالے کو توڑ دے۔ مجھ سے یہ اتنا بڑا جرم سرزد ہوا، اس کی کم سے کم سزا یہ ہے کہ میں رکوع میں کھڑا ہوتا ہوں اور

تم میری کمر پر کھڑے ہو کر یہ پرنالہ لگاؤ۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ان کی کمر پر کھڑے ہو کر وہ پرنالہ اس کی جگہ پر واپس لگا دیا۔

وہ پرنالہ آج بھی مسجد نبوی ﷺ میں لگا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جزائے خیر دے جن لوگوں نے مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کی ہے۔ انہوں نے اب بھی اس جگہ پر پرنالہ لگا رہنے دیا ہے۔ اگرچہ اب اس پرنالے کا بظاہر کوئی مصرف نہیں ہے لیکن یادگار کے طور پر لگا دیا ہے۔

9) وہ جگہ جہاں حضرت عمرؓ قاتلانہ حملے میں زخمی ہو کر گرے تھے:

مسجد نبوی ﷺ کا تیسرا محراب جو باب السلام میں واقع ہے وہاں محراب کے اوپر نظر دوڑائیں تو سبز رنگ کی کچھ ٹائلیں لگی نظر آتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان ٹائلوں کی عین نیچے وہ جگہ ہے جہاں حضرت عمرؓ قاتلانہ حملے کے بعد زخمی ہو کر گر گئے تھے۔

10) جنت البقیع:

جنت البقیع بہت با برکت قبرستان ہے۔ اس قبرستان میں مدفون ہونے والوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خاص دعا فرمائی ہے۔ جنت البقیع میں ازواج مطہرات، بنات رسول ﷺ، حضرت عثمان غنی ؓ، حضرت حسن ؓ، حضرت ابوسفیانؓ سمیت دس ہزار سے زائد صحابہ کرامؓ کی قبور مبارکہ موجود ہیں۔ جنت البقیع میں جانا، جنت البقیع میں دفن ہونے والوں کو سلام کرنا اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کی باری ان کے پاس ہوتی تو رسول اللہ ﷺ رات کے آخری حصے میں بقیع (کے قبرستان میں) تشریف لے جاتے اور فرماتے: "اے ایمان رکھنے والی قوم کے گھرانے! تم پر اللہ کی سلامتی ہو، کل کے بارے میں تم سے جس کا وعدہ کیا جاتا تھا، وہ تم تک پہنچ گیا۔ تم کو (قیامت) تک مہلت دے دی گئی اور ہم بھی، اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔ اے اللہ! بقیع غرقد (میں رہنے) والوں کو بخش دے۔"

(مسلم حدیث نمبر 2255، کتاب الجنائز، فصل فی التسلیم علی اهل القبور والدعاء والاستغفار لهم)

حدیث نمبر 2

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، ثُمَّ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ آتِي أَهْلَ الْبَقِيعِ فَيُحْشَرُونَ مَعِي، ثُمَّ أَنْتَظِرُ أَهْلَ مَكَّةَ حَتَّى أُحْشَرَ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ۔

حضرت ابن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں پہلا وہ شخص ہوں گا جس سے زمین شق ہو گی، پھر ابو بکر ؓ، پھر عمر ؓ، (سے زمین شق ہو گی) پھر میں بقیع والوں کے پاس آؤں گا تو وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے، پھر میں مکہ والوں کا انتظار کروں گا یہاں تک کہ میرا حشر حرمین کے درمیان ہو گا۔"

(ترمذی حدیث نمبر 3692، ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ، مناقب أبی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

11) مسجد غمامہ:

مسجد نبوی ﷺ کے باب السلام سے کچھ فاصلہ پر اونچے قبوں والی ایک نہایت ہی خوب صورت مسجد آتی ہے۔ حضور ﷺ نے اس مقام پر نماز عید ادا فرمائی ہے۔ یہیں آپ ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی۔ دعا فرماتے ہی بادل گھر آئے اور بارش برسنی شروع ہو گئی۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى ثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ ﷺ، فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةُ شَهْرًا وَلَمْ يَجِئْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قحط پڑا، آپ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کہا یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور اہل و عیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے، اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میری جان ہے ابھی آپ ﷺ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا اُمڈ آئی اور آپ ﷺ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ ﷺ کے ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ اس دن اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ (دوسرے جمعہ کو) یہی دیہاتی پھر کھڑا ہوا یا کہا کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔ آپ ﷺ ہمارے لیے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے

روک دے۔آپ ہاتھ سے بادل کے لئے جس طرف بھی اشارہ کرتے،ادھر مطلع صاف ہو جاتا۔سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا اور قناۃ کا نالا مہینہ بھر بہتا رہا اور اردگرد سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے رہے۔ (بخاری حدیث نمبر 933، کتاب الجمعة،باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة)

12) مسجد ابو بکرؓ:

مسجد ابو بکرؓ،مسجد غمامہ کے پاس ہی ہے یہاں کسی زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کا قیام رہا ہے۔

13) مسجد عمرؓ:

مسجد عمرؓ،غمامہ مسجد کے پاس ہی ہے یہاں حضرت عمر فاروقؓ کا قیام رہا ہے۔

14) مسجد علیؓ:

یہ مسجد بھی مسجد غمامہ کے پاس ہی ہے یہاں حضرت علیؓ کا قیام رہا ہے۔

2) وہ زیارات جو مسجد نبوی ﷺ سے نسبتاً فاصلے پر ہیں:

1)	مسجد قباء	2)	مسجد قبلتین
3)	سبع مساجد	4)	جبل احد
5)	بدر	6)	وادی جن

1) مسجد قباء:

تاریخ اسلام کی پہلی مسجد،مسجد قباء ہے۔مسجد قباء مسجد نبوی ﷺ سے 4.2 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔مسجد قباء میں دو رکعت نفل پڑھنے کا ثواب عمرے کے برابر ہے۔کوشش کرنی چاہیے کہ عمرے کے دوران جتنے دن مدینہ منورہ میں رہیں روزانہ کم از کم ایک دفعہ ضرور اپنے ہوٹل سے مسجد قباء میں نفل پڑھنے کے لئے آئیں۔مسجد نبوی ﷺ کے باہر قباء مسجد جانے کے لئے بسیں کھڑی ہوتی ہیں۔جو تھوڑے تھوڑے وقت کے بعد چلتی رہتی ہیں۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أُسَيْدَ بْنَ ظُهَيْرٍ الْأَنْصَارِيَّ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ كَعُمْرَةٍ۔

حضرت اسید بن ظہیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مسجد قباء میں نماز پڑھنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے۔"

(ترمذی حدیث نمبر 334، ابواب الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ فی مسجد قبا)

حدیث نمبر 2

عَنْ سَهْلِ بْنُ حُنَيْفٍ رضی اللہ عنہ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ۔

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اپنے گھر میں وضو کرے، پھر مسجد قباء آئے اور اس میں نماز پڑھے، تو اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا۔"

(ابن ماجہ حدیث نمبر 1412، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی الصلاۃ فی مسجد قبا)

2) مسجد قبلتین:

مدینہ منورہ کے محلہ بنو سلمہ میں واقع ایک مسجد جس کا نام مسجد بنی حارثہ تھا۔ وہاں اس مسجد میں 2ھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہے تھے جب ان کو مسجد کے باہر سے کسی صحابی نے دوران نماز ہی اونچی آواز میں کہا کہ اب قبلہ تبدیل کر دیا گیا ہے اور اب قبلہ بیت اللہ ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کے دوران اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی جانب پھیرا۔ کیونکہ ایک نماز دو مختلف قبلوں کی جانب رخ کر کے پڑھی گئی اس لئے اس مسجد کا نام بعد میں "مسجد قبلتین" یعنی دو قبلوں والی مسجد رکھا گیا۔ مسجد نبوی ﷺ سے مسجد قبلتین کا فاصلہ 5.8 کلومیٹر ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبُو إِسْحَاق قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا، ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے حضرت براءؓ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، پھر ہمارا رخ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

(مسلم حدیث نمبر 1176، کتاب المساجد، باب تحویل القبلة من القدس الى الكعبة)

حدیث نمبر 2

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا، حَتَّى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ {وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ} [البقرة: 144] فَنَزَلَتْ بَعْدَمَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ، فَحَدَّثَهُمْ، فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ۔

حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھی یہاں تک کہ سورہ بقرۃ کی یہ آیت اتری:

وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

اور تم جہاں کہیں بھی ہو اپنے رخ کعبہ کی طرف کرو۔

یہ آیت اس وقت اتری جب نبی ﷺ نماز پڑھ چکے تھے۔ لوگوں میں سے ایک آدمی (یہ حکم سن کر) چلا تو انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا، وہ (مسجد بنی حارثہ میں، جس کا نام اس واقعے کے بعد مسجد قبلتین پڑ گیا) نماز پڑھ رہے تھے، اس نے انہیں یہ (حکم) بتایا تو انہوں نے (دوران نماز ہی) اپنے چہرے بیت اللہ کی طرف کر لئے۔

(مسلم حدیث نمبر 1175، کتاب المساجد، باب تحویل القبلة من القدس الى الكعبة)

3) سات مساجد:

سات مساجد جو کہ دراصل 6 مساجد ہیں، مسجد نبوی ﷺ سے 3.5 کلومیٹر کے فاصلے پر جبلِ سلع کی مغربی سمت اس جگہ تعمیر کی گئی ہیں جہاں غزوہ خندق کے واسطے خندق کھودی گئی تھی۔ مسجد قبلتین بھی چونکہ ان مساجد سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے اس لئے ان کو سات مساجد کہا جاتا ہے۔

شمال سے جنوب کی جانب یہ مساجد بالترتیب اس طرح ہیں مسجد الفتح، مسجد سلمان فارسیؓ، مسجد ابو بکر صدّیقؓ، مسجد عمر بن خطابؓ، مسجد علی بن ابو طالبؓ اور مسجد فاطمہؓ۔

ان میں سب سے بڑی مسجد الفتح کو مسجدِ الاحزاب یا مسجد الاعلی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔یہ جبلِ سلع کے مغرب میں واقع ہے۔

مسجد الفتح کی وجہ تسمیہ اس مقام پر سورہ فتح کا نازل ہونا ہے۔اس مسجد کو عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں تعمیر کیا گیا۔

اس مجموعے میں دوسری مسجد کا نام مسجد سلمان فارسیؓ ہے جو مسجد الفتح کے جنوب میں صرف 20 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔یہ معروف صحابی حضرت سلمان فارسیؓ کے نام پر ہے جنہوں نے مدینہ منورہ کے دفاع کے واسطے خندق کھودنے کی تجویز پیش کی تھی۔اس مسجد کو بھی عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں تعمیر کیا گیا۔

تیسری مسجد کا نام مسجدِ ابو بکرؓ ہے جو مسجدِ سلمانؓ کے جنوب مغرب میں 15 میٹر کی دوری پر واقع ہے۔یہ سابقہ مذکور مساجد کے ساتھ تعمیر ہوئی۔اب اس کو توسیع کے واسطے منہدم کر دیا گیا ہے۔

مسجد ابو بکرؓ کے جنوب میں 10 میٹر کے فاصلے پر مجموعے کی چوتھی مسجد یعنی مسجد عمر خطابؓ واقع ہے۔اس کا طرز تعمیر مسجد الفتح سے مطابقت رکھتا ہے۔

اس ترتیب میں پانچویں مسجد کا نام مسجد علی بن ابو طالبؓ ہے۔یہ مستطیل شکل میں ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس کی لمبائی 8.5 میٹر اور چوڑائی 6.5 میٹر ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اس مقام پر عمرو بن ود العامری کو قتل کیا تھا جس نے غزوہ احزاب کے دوران اس خندق کو عبور کر لیا تھا۔

اس مجموعے میں چھٹا نمبر مسجدِ فاطمہؓ کا ہے۔یہ اس مجموعے کی سب سے چھوٹی مسجد ہے جس کی پیمائش صرف 4×3 میٹر ہے۔

4) جبل احد:

جبل احد مدینہ منورہ کی حدود میں شمال کی جانب واقع ہے۔مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ 4 کلومیٹر ہے۔اس کی لمبائی 44،7 کلومیٹر مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔اور چوڑائی 14،3 کلومیٹر ہے۔اور سطح زمین سے بلندی 300 میٹر ہے۔اس کی مختلف چوٹیاں ہیں۔اسی پہاڑ کے دامن میں غزوہ احد کا واقع پیش آیا تھا۔مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے جبل احد تھا جبکہ مشرکین کا لشکر وادی قناۃ کی جانب تھا۔

جبل رماۃ:

وادی قناۃ کے کنارے جبل احد کے قریب ایک چھوٹی پہاڑی ہے جس پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جبیرؓ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کو مقرر فرمایا تھا۔اس پہاڑ کے عقب سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے قبول اسلام سے قبل اپنے لشکر کے ہمراہ مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔اسی پہاڑ کے مشرقی دامن میں چھپ کر حضرت وحشیؓ (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔جبل رماۃ کی لمبائی 177 میٹر چوڑائی 55 میٹر اور بلندی 20 میٹر ہے۔

شہدأ احد کا قبرستان:

رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق حضرات شہدائے احدؓ کو میدان قتال میں دفن کیا گیا۔ان کی زیارت مسنون ہے۔قبرستان کی چار

دیواری کے اندر پھیلے احاطے میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت عبد اللہ بن جحشؓ مدفون ہیں۔ زیارت کے موقع پر دعا مسنونہ کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: هَذِهِ طَابَةُ، وَهَذَا أُحُدٌ، وَهُوَ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ۔

حضرت ابو حمیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ طابہ (پاک کرنے والا شہر) ہے اور یہ احد ہے اور یہ پہاڑ (ایسا) ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔"

(مسلم حدیث نمبر 3371، کتاب الحج، باب فضل احد)

5) بدر:

مدینہ منورہ سے بدر کا فاصلہ قریباً 150 کلومیٹر ہے۔ بدر وہ تاریخی مقام ہے جہاں رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں کفر اور اسلام کے درمیان پہلا معرکہ ہوا۔ مسلمانوں کی تعداد 313 اور کفار قریباً 1000 تھے۔ اسی غزوہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یا اللہ اگر آج یہ 313 ہلاک ہوگئے تو قیامت تک تیرا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا۔ غزوہ بدر میں جس جگہ رسول اللہ ﷺ کا خیمہ نصب تھا اور رسول اللہ ﷺ نے مسلسل دعائیں فرمائی تھیں اسی جگہ ایک مسجد بنائی گئی ہے۔ جس کا نام مسجد العریش ہے۔ سفر حرمین میں کوشش کریں کہ کم از کم ایک دفعہ بدر ضرور جائیں اور اس مسجد میں کم از کم نوافل پڑھ کر دعا ضرور کریں۔

6) وادی جن:

مسجد نبوی ﷺ سے وادی جن کا فاصلہ 40 کلومیٹر ہے۔ وادی جن کوئی تاریخی جگہ تو نہیں البتہ اس کی عجیب خصوصیت کی وجہ سے سفر حرمین میں ایک دفعہ یہاں بھی ضرور جانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

وادی جن میں قریبا ایک میٹر لمبی ایک خاص جگہ ہے جہاں اگر گاڑی بند کردیں تو اس سے آگے کافی فاصلے تک بند گاڑی 90 کلومیٹر تک کی سپیڈ سے چلتی رہتی ہے۔

(جن زیارات کا ذکر کیا گیا ہے یہ وہ زیارات ہیں جہاں آسانی سے کم وقت میں جایا جا سکتا ہے ورنہ ان کے علاوہ بھی مدینہ یا گرد و نواح میں بہت سی زیارتیں ہیں دلچسپی رکھنے والے اس سلسلے میں زیارات مکہ و مدینہ والی کتب کا مطالعہ کرسکتے ہیں)

چند ضروری باتیں

1) مدینہ منورہ میں جاتے ہی سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک پر حاضری دیں، سلام عرض کریں، دعا کی درخواست کریں۔

2) کوشش کریں کہ تمام فرض نمازیں مسجد نبوی ﷺ میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کریں۔

3) مسجد نبوی ﷺ میں اونچی آواز سے گفتگو نہ کریں، ویسے تو مسجد نبوی ﷺ کے احترام کے پیش نظر کوشش کریں کہ خاموش رہیں لیکن اگر کوئی انتہائی ضروری بات کرنی ہو تو اتنے دھیمے لہجے میں کریں کہ صرف مخاطب کو ہی آپ کی آواز سنائی دے۔

4) مسجد نبوی ﷺ میں موبائل فون سائلنٹ رکھیں۔

5) کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ایک دفعہ ریاض الجنہ میں جا کر نوافل ادا کریں۔

6) جتنے دن مدینہ میں رہیں کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ایک دفعہ ضرور مسجد قباء جاکر نوافل پڑھیں۔

7) مدینہ کی زیارتوں کے لئے کوشش کریں کہ ایک دن پورا نکالیں اور مسجد نبوی ﷺ کے گیٹ نمبر 39 کے سامنے سے جو ٹورسٹ بسیں

چلتی ہیں۔ان کے ذریعے پورے مدینہ کی تاریخی مقامات کی زیارتیں کریں۔اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ بس جہاں جہاں سے گزرے گی راستے میں جو بھی تاریخی مقامات آئیں گے بس میں اس کے بارے میں بتایا جائے گا۔ایک دفعہ کا خریدا گیا ٹکٹ پورے دن کے لئے کافی ہو گا۔راستے میں جو بھی جگہ آئے وہاں اتر جائیں جتنی دیر مرضی وہاں رکیں۔پھر جب دل چاہے بس پر سوار ہو کر اگلی جگہ چلے جائیں۔یہ بس ہر آدھے گھنٹے بعد چلتی ہے۔

8) اگر ٹورسٹ بس کے ذریعے زیارت پر نہیں جانا چاہتے تو ایک ٹیکسی کرائے پر لے لیں اور چند گھنٹوں میں وادی جن سمیت پورے مدینہ کے تاریخی مقامات کی زیارت کرلیں۔

9) مدینہ کے بازار مکہ کی نسبت قدرے سستے ہیں۔جو بھی خریداری کرنی ہو کوشش کریں کہ مدینہ سے کرلیں۔

10) مسجد نبوی ﷺ میں جاتے ہوئے روزانہ کم از کم ایک دفعہ جنت البقیع میں ازواج مطہراتؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی قبور پر مسنون طریقے سے جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بار بار اپنے گھر اور رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کروائے اور ہمارے سفر کو قبول فرمائے۔آمین

❃ ❃ ❃ ❃ ❃ ❃ ❃ ❃

باب پنجم

نکاح، طلاق عدت کے مسائل

نکاح کے مسائل

نکاح اللہ کی نعمت:

نکاح اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، جب یہ رشتہ قائم کیا جاتا ہے تو اس میں پائیداری ودوام مقصود ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نکاح کے مقصد کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط

اور اسی کی نشانیوں میں ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے (یعنی میاں بیوی کے درمیان) محبت وہمدردی پیدا کردی۔

(سورۃ الروم آیت نمبر 21)

اللہ تعالیٰ نے بہت سی حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر نکاح کو جائز قرار دیا۔ من جملہ ان مصالح وحکم کے ایک حکمت ومصلحت یہ بھی ہے کہ اس روئے زمین پر نوعِ انسانی، اصلاح ارض اور اقامت شرائع کے لئے اس کی نائب بن کر قیامت تک باقی رہے اور یہ مصلحتیں اسی وقت متحقق ہوسکتی ہیں جبکہ ان کی بنیاد مضبوط اور مستحکم ستونوں پر ہوں، اور وہ ہے نکاح۔ ویسے تو نسل انسانی کا وجود مرد وعورت کے ملاپ سے ممکن تھا، خواہ وہ ملاپ کسی بھی طرح کا ہوتا، لیکن اس ملاپ سے جو نسل وجود میں آتی وہ اصلاح ارض اور اقامت شرائع کے لئے موزوں اور مناسب نہ ہوتی، نیک نسل نکاح سے ہی وجود میں آسکتی ہے۔

اسلامی تعلیمات کا تقاضہ ہے کہ نکاح کا معاملہ عمر بھر کے لئے کیا جائے اور اس کو توڑنے اور ختم کرنے کی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ اس معاملہ کے ٹوٹنے کا اثر نہ صرف میاں بیوی پر پڑتا ہے بلکہ اولاد کی بربادی اور بعض اوقات خاندانوں میں جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔جس سے پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔ اس لئے شریعت اسلامیہ نے دونوں میاں بیوی کو وہ ہدایات دی ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے یہ رشتہ زیادہ سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہوتا۔

رشتوں کا معیار:

رشتوں کا معیار نبی کریم ﷺ نے یہ بتایا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّينِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عورت سے نکاح چار چیزوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے اس کے مال کی وجہ سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے اور تو دیندار عورت سے نکاح کر کے کامیابی حاصل کر،اگر ایسا نہ کرے تو تیرے ہاتھوں کو مٹی لگے گی۔" (یعنی اخیر میں تجھ کو ندامت ہو گی) (بخاری حدیث نمبر 5090، کتاب النکاح،باب الاکفاء فی الدین)

مزید ایک جگہ فرمایا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دنیا متاع یعنی سامان ہے اور دنیا کا بہترین مال ومتاع نیک بیوی ہے۔"
(مسلم حدیث نمبر 3649، کتاب الرضاع،باب الوصیۃ بالنساء)

دراصل دین کا علم اور اس پر عمل بہت بڑی دولت ہے۔زندگی کو پرلطف و پرسکون بنانے اور اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے دین داری ہی بہتر اور ضروری ہے۔

نکاح کی اہمیت

حدیث نمبر 1

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: النِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِي، فَمَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نکاح میری سنت اور میرا طریقہ ہے،تو جو میری سنت پہ عمل نہ کرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔" (ابن ماجہ حدیث نمبر 1846، ابواب النکاح، باب ما جاء فی فضل النکاح)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا: الصَّلَاةُ إِذَا آنَتْ، وَالْجَنَازَةُ إِذَا حَضَرَتْ، وَالْأَيِّمُ إِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفْئًا۔

حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "علی! تین چیزوں میں دیر نہ کرو: نماز کو جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ کو جب آ جائے، اور بیوہ عورت (کے نکاح کو) جب تمہیں اس کا کوئی کفو (ہمسر) مل جائے۔" (ترمذی حدیث نمبر 169، ابواب الصلاۃ عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل)

منگنی:

رشتہ کے طے ہونے کو منگنی کہا جاتاہے۔لیکن رشتہ طے ہوجانے کے بعد جاہلانہ غیر اسلامی رسوم ورواج کا ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ رسم و رواج کی پیروی میں لوگ شیطان کو بھی شرمادیتے ہیں۔دراصل اہل ایمان کو اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہوئے رسم و رواج سے پرہیز کرنا چاہئے۔

نکاح:

اعتدال کی حالت میں نکاح کرنا سنت ہے۔

فقہائے کرام نے حالات کے اعتبار سے نکاح کرنے اور نہ کرنے کے احکام بیان کئے ہیں،جو درج ذیل ہیں۔

فرض:

اگر شہوت بہت زیادہ ہو حتی کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں گناہ کرلینے کایقین ہو،مہر اورنان ونفقہ ادا کر سکتا ہو،نیز بیوی پر ظلم وستم کرنے کاخوف نہ ہو،تو ایسی صورت میں نکاح کر لینا فرض ہے۔

واجب:

نکاح کرنے کا تقاضہ ہو،نکاح نہ کرنے کی صورت میں گناہ میں پڑنے کااندیشہ ہو،مہر اورنان ونفقہ ادا کر سکتا ہو نیز بیوی پر ظلم وستم کرنے کاخوف نہ ہو،تو ایسی صورت میں نکاح کرلینا واجب ہے۔

سنت موکدہ:

عام حالات میں یعنی مالی اور جسمانی حالت اچھی ہو،بیوی کے حقوق کو ادا کر سکتا ہو،بیوی پر ظلم وستم کرنے کاخوف نہ ہو تو نکاح کرنا سنتِ موکدہ ہے۔

مکروہ تحریمی:

اگر نکاح کرنے کے بعد بیوی کے مالی یا صنفی حقوق ادا نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

حرام:

اگر نکاح کرنے کے بعد بیوی کے مالی یا صنفی حقوق ادا نہ کرنے کا،یا عورت پر ظلم کرنے کا یقین ہو،یا نکاح کرنے کا مقصد بیوی پر ظلم کرنا ہو تو پھر نکاح کرنا حرام ہے۔

نکاح کرنے کے یہ درجات جس طرح مردوں کے لئے ہیں،اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہیں۔نکاح میں لڑکے کے اوپر مہر،ولیمہ مسنونہ اور مستقل طوپر بیوی کے نان ونفقہ کے اخراجات کے علاوہ کوئی مالی ذمہ داری نہیں ہے۔اس لئے صرف اس وجہ سے کہ ابھی زیادہ روپیہ پیسہ نہیں

ہے۔ یا ولیمہ میں بھاری بھر کم خرچہ کرنے کی استطاعت نہیں ہے، نکاح نہ کرنا یا نکاح کو مؤخر کرنا درست نہیں ہے۔ بلکہ اگر نکاح کرنے کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں سخت گناہ ہوگا اور اپنے ذہن اور جسم وروح کے ساتھ ناانصافی بھی ہوگی۔

نکاح کی شرائط

ارکانِ نکاح:

نکاح حرام کو حلال کرتا ہے، اس لیے اس کے ارکان اور شرائط کو بوقت نکاح ملحوظ رکھنا نہایت ہی ضروری ہے، ورنہ بعض دفعہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا ہے اور طویل عرصہ تک لڑکا لڑکی دونوں حرام کاری کرتے رہتے ہیں۔ نکاح کے ارکان ایجاب و قبول ہیں۔ پیغام دینے اور پیش کش کرنے کو ایجاب کہتے ہیں، خواہ لڑکے کی طرف سے ہو یا لڑکی کی طرف سے اور دوسرے کی طرف سے دو گواہوں کی موجودگی میں منظور کر لینے کو قبول کہا جاتا ہے۔

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنكُمْ۔

ترجمہ: پس جب یہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو انہیں یا تو قاعدہ کے ساتھ اپنے نکاح میں رہنے دو یا دستور کے مطابق انہیں الگ کر دو اور آپس میں سے دو عادل شخصوں کو گواہ کرلو۔

(سورۃ الطلاق آیت نمبر 2)

ایجاب وقبول کی شرائط:

پہلی شرط:

ایجاب وقبول کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو، مثلاً ایجاب جس مجلس میں ہوا اسی مجلس میں قبول ہوجائے ورنہ نکاح منعقد نہیں ہوگا، مثلاً اگر ایجاب وقبول کی جگہ بدل جائے یا کوئی ایک مجلس سے اٹھ جائے پھر قبول کرے تو نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

دوسری شرط:

دوسری شرط یہ ہے کہ:

(الف) ایجاب وقبول کا تلفظ کیا گیا ہو، یعنی اگر ایجاب وقبول کرنے والا بولنے پر قادر ہے اور دونوں مجلس میں موجود ہیں تو ایجاب وقبول کی منظوری زبان سے دینا ضروری ہے۔ مثلاً ایجاب یوں کرے۔

"میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا" اور قبول یوں کرے

"ہاں میں نے قبول کیا"

اگر ایجاب وقبول کے الفاظ لکھ دیئے جائیں، یا صرف سر کو ہلا دیا جائے یا نکاح نامہ میں صرف دستخط کردیئے جائیں تو ان صورتوں میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

(ب) اگر نکاح کرنے والوں میں سے کوئی ایک مجلس میں موجود نہ ہو، مگر اس کی طرف سے اس کا ولی جس کو اس نے نکاح کرانے کی اجازت دے رکھی ہو یا وکیل جس کو اس نے نکاح کرانے کا وکیل بنایا ہو، موجود ہو تو وہ خود اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً یوں ایجاب کرے۔

"میں نے فلاں یا فلانہ کا نکاح آپ سے اتنے مہر کے عوض کیا"

اور قبول اس طرح کرے۔

"ہاں میں نے فلاں یا فلانہ کی طرف سے قبول کیا"

یا قاضی ولی اور وکیل کا ترجمان بن کر اس کی موجودگی میں ایجاب کرے تو اس سے بھی نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ج) اگر کوئی ولی یا وکیل بھی موجود نہ ہو تو اگر کسی ایک نے ایجاب کو لکھ کر بھیجا اور دوسرے نے جس مجلس میں اس کو ایجاب کی تحریر پہنچی اسی مجلس میں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب کو پڑھ کر یا کسی سے پڑھوا کر زبان سے قبول کیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

تیسری شُرط:

تیسری شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کے صیغے ماضی یاحال کے ہوں،مثلاً میں نے آپ سے نکاح کیا یا نکاح کرتاہوں کہے،اسی طرح میں نے قبول کیا یا میں قبول کرتا ہوں، یا مجھے قبول ہے وغیرہ الفاظ کہے،پس اگر مستقبل کے صیغے استعمال کیے جائیں،مثلاً یوں کہا کہ نکاح کروں گا،قبول کروں گا یا ٹھیک ہے کرلوں گا وغیرہ تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

چوتھی شرط:

چوتھی شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کم از کم دو ایسے مسلمان عاقل وبالغ مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں ہو،جو فریقین کے ایجاب وقبول کے الفاظ کو سن سکیں،لہٰذا اگردوگواہ نہیں ہیں یاگواہ تو ہیں،مگر مسلمان نہیں ہیں،یاصرف عورتیں ہیں،یاگواہ بالغ نہیں ہیں،یاعاقل نہیں ہیں تو بھی نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

نکاح کا شرعی طریقہ:

نکاح کا شرعاً بہترین طریقہ یہ ہے کہ کم سے کم دو عاقل و بالغ مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا کر حق مہر کے عوض مرد و عورت کے درمیان ایجاب و قبول کروایا جائے اورخطبۂ مسنونہ پڑھا جائے۔نکاح کے موقعہ پر فریقین ہی نہیں۔دیگر عزیز و اقارب بھی حاضر ہوں۔نکاح مساجد میں پڑھے جائیں۔خاوند کی طرف سے حسبِ توفیق ولیمہ کی دعوت کا اہتمام ہو۔شادی کے موقعہ پر یا اس سے قبل جب بھی نکاح پڑھا جائے۔کھجور،چھوہارے وغیرہ تقسیم کئے جائیں۔

بہرحال نکاح کرنے کے چار طریقے ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔

1) أصالتہً:

یعنی نکاح کرنے والا خود ایجاب یا قبول کرے۔مثلاً لڑکا یا لڑکی دونوں میں سے کوئی ایک دوگواہوں کی موجودگی میں دوسرے سے کہے کہ میں نے آپ سے اتنے مہر کے عوض نکاح کیا اور وہ کہے ہاں میں نے قبول کیا۔

2) **وِلَایَۃً:**

یعنی نکاح کرنے والے کا ولی، مثلاً اس کا باپ یا دادا، بھائی، چچا وغیرہ (بالترتیب) اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے، ایسا صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب کہ لڑکا یا لڑکی نابالغ ہو۔ اگر نکاح باپ داداکے علاوہ کسی دوسرے ولی، مثلاً بھائی، چچا وغیرہ نے کروایا ہے، تب تو ان کو بالغ ہونے کے بعد اختیار ہو گا کہ اس نکاح کو باقی رکھیں یا ختم کر دیں، اور اگر باپ دادا نے کروایا ہے تو یہ اختیار نہیں رہے گا۔ ہاں اگر باپ دادا اپنے فسق وفجور میں مشہور ہوں تو پھر نکاح ختم کرنے کا اختیار ہو گا۔ فقہ کی اصطلاح میں اس کو "خیار بلوغ" کہاجاتاہے۔ مگر اس کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، یعنی شرعی دارالقضاء میں جا کر قاضی شریعت کی خدمت میں فسخ نکاح کی درخواست دینا ضروری ہے، قاضی تحقیق کرنے کے بعد نکاح فسخ کرسکتے ہیں۔

3) **اجازۃً:**

اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہوتو اس کی طرف سے اجازت یا وکالت کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارے معاشرہ میں عموما لڑکا اور لڑکی کے والدین، اولیاء وسرپرستان نکاح کراتے ہیں، یہ ایک بہتر اور مستحسن عمل ہے۔ کیونکہ دونوں کے اولیاء اپنی اولاد کی دینی اوردنیاوی بھلائی دیکھ کر ہی نکاح کرائیں گے۔ اسی وجہ سے شریعت میں ولی کی اجازت کے بغیر کئے گئے نکاح کو ناپسندیدہ سمجھا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اولیاء کو حکم فرمایاہے کہ وہ اپنی بالغ اولاد کا نکاح ان کی رضامندی کے بغیر نہ کریں۔ کیونکہ ازدواجی زندگی دونوں میاں بیوی کو گزارنی ہے اس لئے ان سے اجازت لی جائے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ، وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیوہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے

اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔"

(بخاری حدیث نمبر 5136، کتاب النکاح، باب لا ینکح الاب وغیرہ البکر والثیب الا برضاھا)

اجازت کا مطلب یہ ہے کہ بالغ لڑکا یا لڑکی اپنے ولی مثلاً باپ، دادا، یا بھائی کو اس بات کی اجازت دے دے کہ آپ میرا نکاح فلاں سے کرادیں، یا جس سے چاہیں کرادیں، یا ولی اپنے بیٹے یا بیٹی سے اس بات کی اجازت لے لیں کہ وہ اس کا نکاح فلاں یا فلانہ سے کرانے جارہاہے، واضح رہے کہ اگر باپ دادا نے کنواری لڑکی سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو اس کا خاموش رہنا بھی اجازت کے حکم میں ہوگا۔ بہرحال ایسی صورت میں ولی کو بھی اپنے بالغ بیٹے یا بیٹی کا نکاح کرانے کا یعنی ایجاب یا قبول کرنے کا حق ہوگا۔ اجازت دیتے یا لیتے وقت بہتر ہے کہ دو گواہ بھی موجود ہوں۔

4) وکالۃً:

یعنی نکاح کرنے والا لڑکا یا نکاح کرنے والی لڑکی کسی کو ایجاب وقبول کرنے کا زبانی یا تحریری طور پر وکیل بنادے، مثلاً یوں کہے یا لکھ دے کہ میں نے فلاں بن فلاں کو فلانہ بنت فلانہ سے یا فلاں بن فلاں سے اپنا نکاح کرانے کا وکیل بنا دیا اور وکیل اس کی طرف سے ایجاب یا قبول کرے۔ مثلاً یوں ایجاب کرے کہ میں نے اپنے موکل یا موکلہ کو آپ کی زوجیت میں دیا یا میں نے اپنے موکل یا موکلہ کا نکاح آپ سے کیا۔ قبول اس طرح کرے کہ میں نے اپنے موکل یا موکلہ کی طرف سے قبول کیا۔

واضح رہے کہ وکیل یا بالغ اولاد کا ولی خود اپنی طرف سے کسی کو نکاح کرانے کی اجازت نہیں دے سکتاہے اور نہ کسی کو وکیل بناسکتاہے۔ اگر کسی نے ایسا کر لیا یعنی ولی نے کسی کو نکاح کرانے کی اجازت دے دی یا کسی کو وکیل بنا دیا یا وکیل نے خود کسی دوسرے کو وکیل بنا دیا یا نکاح کرانے کی اجازت دے دی اور اس نے نکاح کردیا تو ایسی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

دو صورتیں ایسی ہیں کہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(1) اسی مجلس میں ولی یا وکیل (اول) بھی موجود ہو۔

(2) نکاح کے بعد جب لڑکی کو اس کی اطلاع ہوئی کہ فلاں نے میرا نکاح فلاں سے کردیا ہے تو وہ انکار نہ کرے تو اس کی خاموشی بھی دلالۃً ایجاب کے حکم میں ہوگی اور نکاح منعقد ہوجائے گا۔

خطبہ مسنونہ:

ایجاب وقبول سے پہلے عربی میں خطبہ دینا مسنون ہے۔جس میں سورہ نساء کی پہلی آیت، سورہ آل عمران کی آیت نمبر 102،سورہ احزاب کی آیت نمبر 70، 71،اورسورہ حجرات کی آیت نمبر 31 پڑھنا اور اسی طرح نکاح سے متعلق احادیث مثلاً "النکاح من سنتی" وغیرہ کا پڑھنا بہتر ہے۔

مجلسِ نکاح میں تقریر کرنا:

مجلس نکاح میں اردو یا مادری زبان میں تقریر کرنا جس میں نکاح کی فضیلت، مسائل و احکام،اور میاں بیوی کے فرائض و حقوق کو بیان کرنا اور انہیں شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرنا مناسب ہے۔نیز طلاق و خلع کے نقصانات کو واضح کرنا اور اس کے مسنون طریقہ کو بھی بیان کردینا مناسب ہے۔

میاں بیوی کو مبارکباد دینا:

نکاح کے بعد میاں بیوی کو دعا اورمبارک باد دینا سنت ہے،مبارکباد کے الفاظ حدیث میں اس طرح منقول ہیں: بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا وَجَمَعَکُمَا فِی خَیْرٍ۔ترجمہ:اللہ تعالیٰ اس نکاح میں برکت دے اورتم دونوں میاں بیوی کو خیر میں جمع کردے۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ ،قَالَ:رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ أَثَرَ صُفْرَةٍ،فَقَالَ:مَهْيَمْ أَوْمَهْ،قَالَ: قَالَ:تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ،فَقَالَ:بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ۔

حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف ؓ پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا یہ کیا ہے؟ کہا کہ میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔"

(بخاری حدیث نمبر 6386، کتاب الدعوات، باب الدعاء للمتزوج)

نکاح کا اعلان کرنا:

نکاح کا اعلان کرنا چاہیے یعنی جب نکاح ہو تو گردونواح کے لوگوں کو علم ہو کہ فلاں کا فلاں سے نکاح ہوا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: أَعْلِنُوا هٰذَا النِّكَاحَ۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس نکاح کا اعلان کرو۔"

(ترمذی حدیث نمبر 1072، ابواب النکاح عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی اعلان النکاح)

نکاح کا وقت:

نکاح کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ البتہ شوال کے مہینے میں اور جمعہ کے دن نکاح کرنا مستحب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا حضرت عائشہ ؓ سے ماہ شوال میں اور جمعہ کے دن نکاح کرنا منقول ہے۔

ولیمہ کرنا:

نکاح کے فوراً بعد چھوارے یا کوئی میٹھی چیز تقسیم کرنا مستحب ہے، اسی طرح نکاح کی خوشی میں ولیمہ کرنا بھی لڑکے کے لئے مستحب ہے۔ اسے چاہیے کہ اپنے اعزہ واقربہ کو اپنی وسعت کے مطابق کھانا کھلائے۔ بشرطیکہ کوئی نام ونمود نہ ہو اور فضول خرچی نہ ہو۔ کھانا کھلانے کے تعلق سے لڑکی یا اس کے گھر والوں پر کوئی چیز واجب یا مستحب نہیں ہے۔ ولیمہ کرنے کے نام پر لڑکے والے کا لڑکی والے سے کچھ مانگنا درست نہیں۔ اگر وسعت نہ ہو تو ولیمہ ہی نہ کرے۔ مگر دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔

ولیمے کے بارے میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

ولیمہ کرو، اگرچہ ایک بکری ہی کا ہو۔

(بخاری حدیث نمبر 2049، کتاب البیوع، باب ما جاء فی قول اللہ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔۔۔۔)

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے تمام نکاح کے بعد ولیمہ دیا ہے۔ چاہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ بہرحال اس پر عمل ہونا چاہیئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيمَةِ، يُدْعَى إِلَيْهِ الْأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْمَسَاكِينُ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: "بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے۔"

(مسلم حدیث نمبر 3521، کتاب النکاح، باب الامر باجابۃ الداعی الی دعوۃ)

حق مہر:

نکاح کی وجہ سے بیوی کا مہر واجب ہوتا ہے۔

مہر کی کم سے کم مقدار 10 درہم کے بقدر چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اور 10 درہم کا وزن 2 تولہ ساڑھے سات ماشہ ہے، اور موجودہ وزن کے مطابق اُس کی مقدار 30 گرام 618 ملی گرام ہوتی ہے۔ چاندی کی موجودہ قیمت (1120 روپے تولہ) کے حساب سے دس درھم کی قیمت احتیاطاً 3000 روپے بنے گی۔

اس سے کم مالیت میں اگر نکاح کیا جائے مثلا پانچ سو روپے حق مہر میں نکاح کیا جائے تو نکاح تو منعقد ہوجائے گا۔ مگر دس درہم کی مقدار یا اس کے بقدر قیمت یعنی 3000 روپے ادا کرنا واجب ہوگا۔

تاہم ذی استطاعت طبقے کے لوگوں کے لئے مہر فاطمی یعنی ایک کلو پانچ سو تیس گرام نو سو ملی گرام چاندی متعین کرنا مستحب ہے۔

نکاح کے وقت جو مہر طے کیا گیا ہو اس کی ادائیگی مرد پر لازمی ہے۔اس کو نکاح کے وقت ہی ادا کردینا چاہئے۔اس کو شریعت کی اصطلاح میں "معجل" (عجلت سے) کہتے ہیں یعنی فوراً ادا کردیں۔

اور اگر مرد اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ فوری ادا کرے تو پھر یہ بات طے کرلی جائے کہ وہ کب،کیسے اور کس طرح ادا کرے گا۔اس کو شریعت کی اصطلاح میں موجّل (ادھار) کہتے ہیں۔

اس زمانہ میں سونے یاچاندی میں مہر متعین کرنا لڑکی کے حق میں مناسب ہے۔اس لئے کہ افراط زر کے اس زمانہ میں سالوں گزرنے کے باوجود اس کی مالی حیثیت میں کمی واقع نہیں ہوتی ہے۔دوسرا یہ کہ یہ سنت سے زیادہ قریب ہے۔کیوں کہ دورِ نبوی ﷺ میں عموماً سونے و چاندی سے مہر طے ہوتا تھا۔زیادہ سے زیادہ جتنا چاہے حق مہر دیا جاسکتا ہے۔

مہر فاطمی اور اس کی مقدار:

"مہرِ فاطمی" اُس مہر کو کہا جاتا ہے جو نبی اکرم ﷺ نے خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور دیگر صاحب زادیوں رضی اللہ عنہن اور اکثر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا مقرر فرمایا،اُس کی مقدار 500 درہم چاندی ہے،وہ اس طرح کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں روایات میں بارہ اوقیہ اور ایک نش کی صراحت آئی ہے۔

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضي الله عنها زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: كَمْ كَانَ صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَتْ: «كَانَ صَدَاقُهُ لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً وَنَشًّا»، قَالَتْ: «أَتَدْرِي مَا النَّشُّ؟» قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَتْ: نِصْفُ أُوقِيَّةٍ، فَتِلْكَ خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ، فَهَذَا صَدَاقُ رَسُولِ اللهِ ﷺ لِأَزْوَاجِهِ.

حضرت ابوسلمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کا مہر کتنا تھا؟ فرمایا: آپ ﷺ نے بارہ اوقیہ اور نش مہر دیا تھا، پھر حضرت عائشہؓ نے فرمایا: تم کو معلوم ہے نش کیا ہوتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں، حضرت عائشہؓ نے جواب دیا: آدھا اوقیہ (یعنی بیس درہم) اس طرح کل مہر پانچ سو درہم ہوا۔ یہی ازواج مطہرات کا مہر تھا۔

(مسلم حدیث نمبر 3489، کتاب النکاح، باب الصداق و جواز کونہ تعلیم قرآن و خاتم حدید و غیر ذلك من قليل و كثير و استحباب كونه خمسمائة درهم لمن لا يجحف به)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور نش نصف اوقیہ یعنی بیس درہم کا ہوتا ہے۔ اس طرح ان کا مجموعہ پانچ سو درہم ہوتا ہے۔ یہی مقدار مہر فاطمی سے مشہور ہے۔

مہر فاطمی موجودہ وزن سے ایک کلو، پانچ سو تیس (530) گرام اور نوسو (900) ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت ہے۔ اور قدیم تولہ سے ایک سو، سوا اکتیس (131.25) تولہ ہوتا ہے۔

چاندی کی قیمت اوپر نیچے ہوتی رہتی ہے، آج کل ایک تولہ چاندی کی قیمت تقریباً 1120 روپے ہے۔ اس حساب سے مہر فاطمی کی قیمت ایک لاکھ سنتالیس ہزار (147000) روپے بنے گی۔

جہیز کا مطالبہ کرنا:

لڑکے کا یا اس کے گھر والوں کی طرف سے کسی کا لڑکی سے یا اس کے گھر والوں میں سے کسی سے بھی سامان کا یا کھانے کی دعوت کا صراحت کے ساتھ یا اشارہ و کنایہ میں یا رسم و رواج کی بنیاد پر مطالبہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ سخت گناہ کی بات ہے اور مرد کی غیرت کے بھی خلاف ہے۔ کپڑے، زیورات، اور گھریلو ساز و سامان کا انتظام کرنا سب مرد کے ذمہ ہے۔ اگر لڑکی والے مطالبہ کے بغیر مگر رسم و رواج یا سماج کے دباؤ میں آکر کچھ دیں تو بھی لینا نہیں چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

عَنِ أَبِي حُرَّةَ الرَّقَاشِيِّ عَنْ عَمِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَا يَحِلُّ مَالُ رَجُلٍ مُسْلِمٍ لِأَخِيهِ إِلَّا مَا أَعْطَاهُ بِطِيبِ نَفْسِهِ۔

ابو حرہ رقاشی اپنے چچا سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی کے لئے دوسرے مسلمان کا مال حلال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کی خوشی سے دے۔"

(سنن الکبریٰ للبیہقی حدیث نمبر 16756، کتاب قتال اهل البغی، باب اهل البغی اذا فاؤوا لم یتبع مدبرهم)

یعنی کسی دوسرے کا مال اس کی دلی رضامندی کے بغیر کسی کے لئے حلال نہیں۔سماجی دباؤ میں آکر دینے کا مطلب یہ ہے کہ دینے والا یوں سمجھے کہ ہمارے یہاں اس موقع پر فلاں چیز دینے کی رسم ہے دینا ہی پڑے گا،اگر نہیں دیں گے تو لوگ کیا کہیں گے؟اگر لڑکی ازخود کوئی سامان اپنے میکے سے لاتی ہے تو اس پر صرف اسی لڑکی کا حق ہے۔مرد کو اس میں اپنا حق جتانا یا بیوی کی اجازت کے بغیر اس کا استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

بے پردگی:

شادی بیاہ کے موقع پر بے پردگی بہت ہوتی ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے حسن کی نمائش کررہی ہیں۔واضح رہے کہ پردہ فرض ہے۔اس کی خلاف ورزی بہت بڑا گناہ ہے۔

قرآن کا فرمان ہے

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ط وَ تُوْبُوْۤا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں،اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں،اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں،سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہوجائے،اور اپنی اوڑھنیوں کے آنچل اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں،اور اپنی سجاوٹ اور کسی پر ظاہر نہ کریں،سوائے اپنے شوہروں کے،یا اپنے باپ،یا اپنے شوہروں کے باپ کے،یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے،یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں،یا اپنی بہنوں کے بیٹوں کے،یا اپنی عورتوں کے،یا ان کے جو اپنے ہاتھوں کی ملکیت میں ہیں،یا ان خدمت گذاروں کے جن کے دل میں کوئی (جنسی) تقاضا نہیں ہوتا،یا ان بچوں کے جو ابھی عورتوں کے چھپے ہوئے حصوں سے آشنا نہیں ہوئے۔اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انہوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہوجائے۔اور اے مومنو ! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو،تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

(سورۃ النور آیت نمبر 31)

عورتوں کے لئے ستر کی حدود یہ ہیں کہ وہ اپنے چہرے اور ہاتھوں کے سوا تمام جسم کو شوہر کے علاوہ تمام لوگوں سے چھپائیں کیونکہ عورت کے لئے یہ حصے شرم گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا:أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَقَالَ:يَاأَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا، وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَكَفَّيْهِ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اسماء بنت ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں،وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا:

"اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کی کوئی چیز نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ کیا۔"(ابوداؤد حدیث نمبر 4104، کتاب اللباس،باب فیما تبدء المرأۃ من زینتھا)

ایک جاہلانہ رسم:

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ طعام گاہ کے قریب میز (ٹیبل) لگا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ کھانے سے فارغ ہو کر وہاں دولہے یا دلہن یا ان کے گھر والوں کچھ رقم دیں جس کو طرح طرح کے نام دیئے گئے ہیں۔یہ ہندوانہ رسمیں ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

تحفہ:

تحفہ دینا شریعت میں پسندیدہ ہے لیکن بدلے کی نیت سے نہیں دینا چاہئے۔یہ بات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کوئی چیز تحفے کے طور پر دے چکا ہو،بدلے کی نیت رکھے۔اس ذلیل حرکت کو حدیث میں اس کتے کے فعل سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی ہی قے خود چاٹ لے۔

اگر تو شادی میں تحفہ دیتے وقت یہ نیت ہو کہ بدلے میں ہمیں بھی تحفہ ملے گا تو اس طرح تحفہ دینا درست نہیں۔لیکن اگر یہ نیت نہ ہو تو تحفہ دینا جائز ہے۔

نکاح نامہ کی حیثیت:

نکاح نامہ کی حیثیت ایک دستاویز کی ہے۔بعض دفعہ اس کی ضرورت پڑتی ہے۔اس لئے نکاح نامہ تیار کرا لینا بہتر ہے۔تاہم اس کے بغیر بھی نکاح منعقد ہوجائے گا۔

نکاح کی رجسٹریشن کرانا:

متعلقہ سرکاری دفتر میں جاکر نکاح کی رجسٹریشن کرالینی چاہیے تاکہ سرکاری طور پر بھی نکاح کا ریکارڈ رہے۔البتہ رجسٹریشن کئے بغیر بھی نکاح شریعت کی نظر میں صحیح ہو جاتا ہے۔

نکاح فضولی:

بالفرض دو شخص دو گواہوں کے سامنے کسی غیر حاضر مرد اور غیر حاضر عورت کے بن بنائے وکیل بن جائیں اور حق مہر بھی خود متعین کریں اور ایجاب و قبول بھی کر لیں تو اسے نکاح فضولی کہا جاتا ہے۔یہ نکاح متعلقہ لڑکے لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے۔جب متعلقہ لڑکے،لڑکی کو پتہ چلا اور انہوں نے اس پر رضا مندی ظاہر کر دی تو نکاح درست ہو جائے گا اور دونوں نے یا ایک نے انکار کر دیا تو نکاح نہیں ہو گا۔

عام طور پر جو نکاح ہوتے ہیں۔وہاں بھی تو گواہوں پر اعتبار ہی ہوتا ہے۔بالفرض جن دو مرد و زن میں رشتہ نکاح ہو رہا ہے ان میں حرمت کا کوئی سبب موجود ہے اور نکاح پڑھنے، گواہی دینے اور نکاح کرنے والے سے یہ حقیقت پوشیدہ رکھی گئی ہے تو ہزار احتیاط کے باوجود ایسا ممکن ہے۔

اگر ایسی غلطی کر دی گئی ہے تو لا علم لوگ تو بری الذمہ ہونگے کہ معذور ہیں اور نکاح نہ ہو گا کہ حرمت کا سبب موجود ہے۔مثلاً وہ لڑکی اس لڑکے کی رضاعی بہن ہے اور ذمہ دار لوگوں نے اُسے یہ حقیقت بتائی نہیں تو یہ نکاح اللہ کے نزدیک نہ ہو گا۔البتہ اس کے نتیجہ میں جو کچھ ہو گا اس کا وبال ان لوگوں پر ہو گا جو اس کے ذمہ دار ہیں۔نکاح خوان، گواہان اور لڑکا،لڑکی بے گناہ ہیں۔

جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ نکاح:

ٹیلیفون، موبائل، واٹس ایپ، فیس بک میں،چیٹنگ کے ذریعہ ہو یا آڈیو کانفرنس ہو یا وڈیو کانفرس ہو نکاح کسی بھی صورت میں منعقد نہیں ہو گا۔کیوں کہ دونوں کی مجلس ایک نہیں ہے۔ البتہ اگر ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے کسی کو وکیل بنادیاجائے اور وہ وکیل اپنے موکل کی طرف سے گواہوں کی موجودگی میں ایجاب یا قبول کرے تو پھر نکاح منعقد ہوجائے گا۔

کورٹ میرج:

کورٹ میں نکاح کرنے کی صورت میں اگر ایجاب وقبول کی ساری شرطیں موجود ہوں تو نکاح منعقد ہو گا،ورنہ نکاح نہیں ہو گا۔

مثلاً اگرمتعلقہ افسر کے سامنے صرف کاغذ پر دستخط کر دیئے،زبان سے ایجاب وقبول نہیں کیا۔یادونوں گواہ مسلمان نہیں تھے یاصرف عورتیں گواہ تھیں،تو نکاح منعقد نہیں ہو گا۔

ٹیلی فون اور انٹرنیٹ پر شادیوں کی خبریں آئے روز اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ اسلامی ممالک کے علماء و مفتیانِ کرام کا نقطہ نظر بھی پڑھنے کو ملتا ہے۔بعض لوگ جواز اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں۔اصل مسئلہ نکاح کی شرائط کا ہے وہ پوری ہو رہی ہوں تو نکاح جائز ہوتا ہے اور اگر ان میں سے کوئی ایک یا ایک سے زائد شرطیں پوری نہ ہو سکیں تو نکاح بھی منعقد نہیں ہو گا۔

طلاق کے ضروری مسائل

اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف رونما ہوں تو سب سے پہلے دونوں کو مل کر اختلاف دور کرنے چاہئیں۔اگر بیوی کی طرف سے کوئی ایسی صورت پیش آئے جو شوہر کے مزاج کے خلاف ہو تو شوہر کو حکم دیا گیا کہ افہام وتفہیم سے کام لے۔دوسری طرف شوہر سے بھی کہا گیا کہ بیوی کو محض نوکرانی اور خادمہ نہ سمجھے بلکہ اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کی پاس داری شریعت میں ضروری ہے۔ان حقوق میں جہاں نان و نفقہ اور رہائش کا انتظام شامل ہے وہیں اس کی دل داری اور راحت رسانی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں (یعنی بیوی بچوں) کی نظر میں اچھا ہو۔اور ظاہر ہے کہ ان کی نظر میں اچھا وہی ہو گا جو اُن کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہو۔

طلاق کی ضرورت کیوں؟

اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف دور نہ ہوں تو دونوں خاندان کے چند افراد کو حکم بناکر معاملہ طے کرنا چاہیئے۔غرضیکہ ہر ممکن کوشش کی جانی چاہیئے کہ ازدواجی رشتہ ٹوٹنے نہ پائے،لیکن بعض اوقات میاں بیوی میں صلح مشکل ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے دونوں کا مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے۔تو ایسی صورت میں ازدواجی تعلق کو ختم کرنا ہی طرفین کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے۔اسی لئے شریعت اسلامیہ نے طلاق کو جائز قرار دیا ہے۔طلاق میاں بیوی کے درمیان نکاح کے معاہدہ کو توڑنے کا نام ہے۔جس کے لئے سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان دو اہم شرائط کے ساتھ صرف ایک طلاق دے دی جائے۔

(1) عورت پاکی کی حالت میں ہو۔

(2) شوہر عورت کی ایسی پاکی کی حالت میں طلاق دے رہا ہو کہ اس نے بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو۔

صرف ایک طلاق دینے پر عدت کے دوران رجعت بھی کی جاسکتی ہے،یعنی میاں بیوی والے تعلقات کسی نکاح کے بغیر دوبارہ بحال کئے جاسکتے ہیں۔عدت گزرنے کے بعد اگر میاں بیوی دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو نکاح بھی ہوسکتا ہے۔نیز عورت عدت کے بعد کسی دوسرے شخص سے نکاح بھی کرسکتی ہے۔غرضیکہ اس طرح طلاق واقع ہونے کے بعد بھی ازدواجی سلسلہ کو بحال کرنا ممکن ہے اور عورت عدت کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرنے کا مکمل اختیار بھی رکھتی ہے۔

طلاق کا اختیار مرد کو

مرد میں عادتاً وطبعاً عورت کی بہ نسبت فکروتدبر اور برداشت و تحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے،نیز انسانی خلقت ، فطرت، قوت اور صلاحیت کے لحاظ

سے اور عقل کے ذریعہ انسان غوروخوض کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے، بڑے بڑے کام کرنے کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے،وہ عورت کو نہیں دی گئی۔لہذا امارت اور سربراہی کا کام صحیح طور پر مرد ہی انجام دے سکتا ہے۔اس مسئلہ کے لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کے بجائے اس ذات سے پوچھیں جس نے اِن دونوں کو پیدا کیا ہے۔چنانچہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں واضح الفاظ کے ساتھ اس مسئلہ کا حل پیش کردیا ہے۔

آیت نمبر 1

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔

مردوں کو ان(عورتوں) پر ایک درجہ فوقیت ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

آیت نمبر 2

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔

مرد عورتوں کے نگراں ہیں۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 34)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ذکر فرمادیا کہ مرد ہی زندگی کے سفر کا سربراہ رہے گا اور فیصلہ کرنے کا حق مرد ہی کو حاصل ہے،اگرچہ مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے فیصلوں میں شامل کرے۔اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے طلاق دینے کا اختیار مرد کو دیا ہے۔

خُلَع

عورت کو مجبور محض نہیں بنایا کہ اگر شوہر بیوی کے حقوق کما حقہ ادا نہیں کررہا ہے یا بیوی کسی وجہ سے اس کے ساتھ ازدواجی رشتہ کو جاری نہیں رکھنا چاہتی تو عورت کو شریعت اسلامیہ نے یہ اختیار دیا ہے کہ وہ شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے۔اگر عورت واقعی مظلومہ ہے تو شوہر کی شرعی ذمہ

داری ہے کہ اس کے حقوق کی ادائیگی کرے ورنہ عورت کے مطالبہ پر اسے طلاق دیدے خواہ مال کے عوض یا کسی عوض کے بغیر۔لیکن اگر شوہر طلاق دینے سے انکار کررہا ہے تو بیوی کو شرعی عدالت میں جانے کا حق حاصل ہے تاکہ مسئلہ کا حل نہ ہونے پر قاضی شوہر کو طلاق دینے پر مجبور کرے۔اس طرح عدالت کے ذریعہ طلاق واقع ہوجائے گی اور عورت عدت گذارکر دوسری شادی کرسکتی ہے۔خلع کی شکل میں طلاق بائن پڑتی ہے یعنی اگر دونوں میاں بیوی دوبارہ ایک ساتھ رہنا چاہیں تو رجعت نہیں ہوسکتی بلکہ دوبارہ نکاح ہی کرنا ہوگا،جس کے لئے طرفین کی اجازت ضروری ہے۔

طلاق کی قسمیں

عمومی طور پر طلاق کی تین قسمیں کی جاتی ہیں۔

(1)طلاق رجعی (2)طلاق بائن (3)طلاق مغلظہ

1) طلاق رجعی:

واضح الفاظ کے ذریعہ بیوی کو ایک یا دو طلاق دے دی جائے۔مثلاً شوہر نے بیوی سے کہہ دیا کہ میں نے تجھے طلاق دی۔ یہ وہ طلاق ہے جس سے نکاح فوراً نہیں ٹوٹتا بلکہ عدت پوری ہونے تک باقی رہتا ہے۔عدت کے دوران مرد جب چاہے طلاق سے رجوع کرکے عورت کو پھر سے بغیر کسی نکاح کے بیوی بنا سکتا ہے۔یاد رہے کہ شرعاً رجعت کے لئے بیوی کی رضامندی ضروری نہیں ہے۔

2) طلاق بائن:

ایسے الفاظ کے ذریعہ جو صراحتاً طلاق کے معنی پر دلالت کرنے والے نہ ہوں۔ جیسے کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو اپنے میکے چلی جا۔میں نے تجھے چھوڑ دیا۔اس طرح کے الفاظ سے طلاق اسی وقت واقع ہوگی جبکہ شوہر نے ان الفاظ کے ذریعہ طلاق دینے کا ارادہ کیا ہو ورنہ نہیں۔ان الفاظ کے ذریعہ طلاق بائن پڑتی ہے یعنی نکاح فوراً ختم ہوجاتا ہے۔اب نکاح کرکے ہی دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال ہوسکتے ہیں۔

3) **طلاق مغلظہ:**

اکٹھے طور پر یا متفرق طور پر تین طلاق دینا طلاق مغلظہ (سخت) ہے،خواہ ایک ہی مجلس میں ہوں یا ایک ہی پاکی میں دی گئی ہوں۔ ایسی صورت میں نہ تو مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے اور نہ ہی دونوں میاں بیوی نکاح کرسکتے ہیں۔الاّ یہ کہ عورت اپنی مرضی سے کسی دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرے اور دونوں نے صحبت بھی کی ہو۔پھر یا تو دوسرے شوہر کا انتقال ہوجائے یا دوسرا شوہر اپنی مرضی سے اسے طلاق دیدے تو پھر یہ عورت دوسرے شوہر کی طلاق یا موت کی عدت کے بعد پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کرسکتی ہے۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔

فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ اَنۡ يَّتَرَاجَعَآ اِنۡ ظَنَّآ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ

پھر اگر شوہر (تیسری) طلاق دیدے تو وہ (مطلقہ عورت) اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں ہوگی جب تک وہ کسی اور شوہر سے نکاح نہ کرے،ہاں اگر وہ (دوسرا شوہر بھی) اسے طلاق دیدے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پاس (نیا نکاح کر کے) دوبارہ واپس آجائیں،بشرطیکہ انہیں یہ غالب گمان ہو کہ اب وہ اللہ کی حدود قائم رکھیں گے۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 230)

اسی کو حلالہ کہا جاتا ہے۔جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔اس کے صحیح ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔

1) دوسرا نکاح صحیح طریقہ سے منعقد ہوا ہو۔

2) دوسرے شوہر نے ہم بستری بھی کی ہو۔

3) دوسرا شوہر اپنی مرضی سے طلاق دے یا وفات پاجائے اور دوسری عدت بھی گزر گئی ہو۔

ایک ساتھ تین طلاق

طلاق رجعی اور طلاق بائن کی شکلوں میں عمومی طور پر اختلاف نہیں ہے۔لیکن اگر کسی شخص نے طلاق کے صحیح طریقہ کو چھوڑ کر غیر مشروع طور پر طلاق دیدی مثلاً تین طلاقیں عورت کی ناپاکی کے ایام میں دے دیں یا ایک ہی طہر میں الگ الگ وقت میں تین طلاقیں دے دیں۔یا الگ الگ تین طلاقیں ایسے تین پاکی کے ایام میں دیں جس میں کوئی صحبت کی ہو۔ یا ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے دیں۔تو مذکورہ بالا تمام صورتوں میں تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

عدت کے ضروری مسائل

عدت کے معنی:

عدت کے لغوی معنی شمار کرنے کے ہیں،جبکہ شرعی اصطلاح میں عدت اس معین مدت کو کہتے ہیں جس میں شوہر کی موت یا طلاق یا خلع کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ہونے پر عورت کے لئے بعض شرعی احکامات کی پابندی لازم ہوجاتی ہے۔عورت کے فطری احوال کے اختلاف کی وجہ سے عدت کی مدت مختلف ہوتی ہے، جس کا تفصیلی بیان آگے آرہا ہے۔

عدت کی شرعی حیثیت:

قرآن وسنت کی روشنی میں امت مسلمہ متفق ہے کہ شوہر کی موت یا طلاق یا خلع کی وجہ سے میاں بیوی کے درمیان جدائی ہونے پر عورت کے لئے عدت واجب (فرض) ہے۔

عدت دو وجہوں سے واجب ہوتی ہے:

1) شوہر کی موت کی وجہ سے

2) طلاق کی وجہ سے

1) **شوہر کی موت کی وجہ سے:**

شوہر کی موت کے وقت بیوی کی دو حالتیں ہوں گی یا تو وہ حاملہ ہو گی یا بغیر حمل کے ہو گی۔ دونوں کی عدت کی مدت درج ذیل ہے۔

1) **حاملہ کی عدت :**

اگر شوہر کے انتقال کے وقت بیوی حاملہ ہے تو Delivery ہونے تک عدت رہے گی، خواہ اس کا وقت چار ماہ اور دس روز سے کم ہو یا زیادہ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: حاملہ عورتوں کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے۔

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

اور جو عورتیں حاملہ ہوں ، ان کی (عدت کی) میعاد یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر 4)

2) **حمل نہ ہونے کی صورت میں عدت :**

حمل نہ ہونے کی صورت میں شوہر کے انتقال کی وجہ سے عدت 4 ماہ اور 10 دن ہے۔ خواہ عورت کو ماہواری آتی ہو یا نہیں، خلوت صیحہ (صحبت) ہوئی ہو یا نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں ، اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی۔

(سورۃ البقرۃ 234)

2) **طلاق یا خلع کی وجہ سے عدت:**

بعض ناگزیر حالات میں کبھی کبھی ازدواجی زندگی کا ختم کر دینا ہی نہ صرف میاں بیوی کے لئے بلکہ دونوں خاندانوں کے لئے باعث راحت ہوتا ہے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے طلاق اور فسخ نکاح (خُلع) کا قانون بنایا ہے،

جس میں طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا ہے کیونکہ اس میں عادتاً وطبعاً عورت کے مقابلہ فکروتدبر اور برداشت و تحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

آیت نمبر 1

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔

مردوں کو ان (عورتوں) پر ایک درجہ فوقیت ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

آیت نمبر 2

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ۔

مرد عورتوں کے نگراں ہیں۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 34)

لیکن عورت کو بھی اس حق سے یکسر محروم نہیں کیا گیا ہے بلکہ اسے بھی یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ عدالت میں اپنا موقف پیش کرکے قانون کے مطابق طلاق حاصل کرسکتی ہے جس کو خُلع کہا جاتا ہے۔

1) **طلاق کے وقت حاملہ کی عدت:**

اگر طلاق یا خلع کے وقت بیوی حاملہ ہے تو Delivery ہونے تک عدت رہے گی خواہ تین ماہ سے کم مدت میں ہی ولادت ہوجائے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔

اور جو عورتیں حاملہ ہوں،ان کی (عدت کی) میعاد یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر 4)

نوٹ:

اگر شوہر کے انتقال یا طلاق کے کچھ دنوں بعد حمل کا علم ہو تو عدت وضع حمل تک رہے گی خواہ یہ مدت 9 ماہ کی ہی کیوں نہ ہو۔

2) **حمل کے بغیر عورت کی طلاق کی عدت:**

اگر طلاق یا خلع کے وقت عورت حاملہ نہیں ہے تو ماہواری آنے والی عورت کے لئے عدت 3 حیض (ماہواری) رہے گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔

اور جن عورتوں کو طلاق دے دی گئی ہو وہ تین مرتبہ حیض آنے تک اپنے آپ کو انتظار میں رکھیں۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

نوٹ:

تیسری ماہواری ختم ہونے کے بعد عدت مکمل ہوگی۔ عورتوں کے احوال کی وجہ سے یہ عدت 3 ماہ سے زیادہ یا تین ماہ سے کم بھی ہوسکتی ہے۔

جن عورتوں کو عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے حیض آنا بند ہوگیا ہو یا جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو تو طلاق کی صورت میں ان کی عدت تین مہینے ہوگی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ۔

تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے ناامید ہوچکی ہیں، اگر تم کو ان کی عدت کی تعیین میں شبہ ہو رہا ہے تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور اسی طرح جن عورتوں کو حیض آیا ہی نہیں ہے، ان کی عدت بھی تین ماہ ہے۔

(سورۃ الطلاق آیت نمبر 4)

خلوت صحیحہ سے قبل طلاق کی عدت:

نکاح کے بعد لیکن خلوت صحیحہ (صحبت) سے قبل اگر کسی عورت کو طلاق دے دی جائے تو اس عورت کے لئے کوئی عدت نہیں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

يَآيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا نَكَحۡتُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ مِنۡ عِدَّةٍ تَعۡتَدُّوۡنَهَا ۚ

اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر ہاتھ لگانے (یعنی صحبت کرنے) سے قبل ہی طلاق دے دو تو ان عورتوں پر تمہارا کوئی حق عدت کا نہیں ہے جسے تم شمار کرو۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 49)

نوٹ:

نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دینے کی صورت میں آدھے مہر کی ادائیگی کرنی ہوگی۔لیکن اگر بیوی معاف کردے تو معاف بھی کرسکتی ہے یا شوہر معین مقدار سے زیادہ بھی دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔

وَ اِنۡ طَلَّقۡتُمُوۡهُنَّ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ وَ قَدۡ فَرَضۡتُمۡ لَهُنَّ فَرِيۡضَةً فَنِصۡفُ مَا فَرَضۡتُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ يَّعۡفُوۡنَ اَوۡ يَعۡفُوَا الَّذِىۡ بِيَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ ‌ؕ وَ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى ‌ؕ وَلَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَيۡنَكُمۡ ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ۔

اور اگر تم نے انہیں چھونے سے پہلے ہی اس حالت میں طلاق دی ہو جبکہ ان کے لیے (نکاح کے وقت) کوئی مہر مقرر کرلیا تھا تو جتنا مہر تم نے مقرر کیا تھا اس کا آدھا دینا (واجب ہے) الا یہ کہ وہ عورتیں رعایت کردیں (اور آدھے مہر کا بھی مطالبہ نہ کریں) یا وہ (شوہر) جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے ، رعایت کرے (اور پورا مہر دیدے) اور اگر تم رعایت کرو تو یہ تقوی کے زیادہ قریب ہے ، اور آپس میں فراخ دلی کا برتاؤ کرنا مت بھولو۔ جو عمل بھی تم کرتے ہو ، اللہ یقینا اسے دیکھ رہا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 237)

نوٹ:

نکاح کے بعد لیکن خلوت صحیحہ (صحبت) سے قبل شوہر کے انتقال کی صورت میں عورت کے لئے عدت 4 ماہ اور 10 دن ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ الَّذِیۡنَ یُتَوَفَّوۡنَ مِنۡکُمۡ وَ یَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا یَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِہِنَّ اَرۡبَعَۃَ اَشۡہُرٍ وَّ عَشۡرًا۔

اور تم میں سے جو لوگ وفات پاجائیں،اور بیویاں چھوڑ کر جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن انتظار میں رکھیں گی۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 234)

عدت کی مصلحتیں:

عدت کی متعدد دنیاوی واخروی مصلحتیں ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں۔

1) عدت سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو بجالانا عبادت ہے اور عبادت سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

2) عدت کو واجب قرار دینے کی اہم مصلحت اس بات کا یقین حاصل کرنا ہے تاکہ پہلے شوہر کا کوئی بھی اثر بچہ دانی میں نہ رہے اور بچے کے نسب میں کوئی شبہ باقی نہ رہے۔

3) نکاح چونکہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے، اس لئے اس کے زوال پر عدت واجب قرار دی گئی۔

4) نکاح کے بلند وبالا مقصد کی معرفت کے لئے عدت واجب قرار دی گئی تاکہ انسان اس کو بچوں کا کھیل نہ بنالے۔

5) شوہر کے انتقال کی وجہ سے گھر /خاندان میں جو ایک خلا پیدا ہوا ہے اس کی یاد کچھ مدت تک باقی رکھنے کی غرض سے عورت کے لئے عدت ضروری قرار دی گئی۔

متفرق مسائل

1) حاملہ عورت (مطلقہ یا بیوہ) کی عدت ہر صورت میں وضع حمل یا سقوط حمل تک ہی رہے گی۔

2) شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے عدت شروع ہوجاتی ہے خواہ عورت کو شوہر کے انتقال یا طلاق کی خبر بعد میں پہنچی ہو۔

3) مطلقہ یا بیوہ عورت کو عدت کے دوران بلا عذر شرعی گھر سے باہر نکلنا نہیں چاہئے۔
4) کسی وجہ سے شوہر کے گھر عدت گزارنا مشکل ہو تو عورت اپنے میکے یا کسی دوسرے گھر میں بھی عدت گزار سکتی ہے۔
5) عورت کے لئے عدت کے دوران دوسری شادی کرنا جائز نہیں ہے، البتہ رشتہ کا پیغام عورت کو اشارۃً دیا جاسکتا ہے۔
6) جس عورت کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو اس کو عدت کے دوران خوشبو لگانا، سنگھار کرنا، سرمہ اور خوشبو کا تیل بلاضرورت لگانا، مہندی لگانا اور زیادہ چمک دمک والے کپڑے پہننا درست نہیں ہے۔
7) اگر چاند کی پہلی تاریخ کو شوہر کا انتقال ہوا ہے تب تو یہ مہینے خواہ 30 کے ہوں یا 29 کے ہوں، چاند کے حساب سے پورے کئے جائیں گے اور 11 تاریخ کو عدت ختم ہوجائے گی۔ اگر پہلی تاریخ کے علاوہ کسی دوسری تاریخ میں شوہر کا انتقال ہوا ہے تو 130 دن عدت رہے گی۔ علماء کی دوسری رائے یہ ہے کہ جس تاریخ میں انتقال ہوا ہے، اس تاریخ سے چار ماہ کے بعد 10 دن بڑھادئے جائیں مثلاً 15 محرم الحرام کو انتقال ہوا ہے تو 26 جمادی الاول کو عدت ختم ہوجائے گی۔
8) اگر عورت شوہر کے انتقال یا طلاق کی صورت میں عدت نہ کرے یا عدت تو شروع کی مگر مکمل نہ کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کو توڑنے والی کہلائے گی جو بڑا گناہ ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرکے ایسی عورت کے لئے عدت کو مکمل کرنا ضروری ہے۔
9) عدت کے دوران عورت کے مکمل نان ونفقہ کا ذمہ دار شوہر ہی ہوگا۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

1) عورت سے نکاح کتنی وجوہات کی بنا پر کیا جاسکتا ہے؟

2) نکاح کی اہمیت پر ایک حدیث تحریر کریں؟

3) نکاح کس صورت فرض میں ہوتا ہے؟

4) مہر کی کم از کم مقدار زیر قلم لائیں ؟

5) خیار بلوغ سے کیا مراد ہے مفصل تحریر کریں ؟

6) کیا جدید ٹکنالوجی کے زریعہ نکاح ہوجاتا ہے اگر ہو جاتا ہے تو اس کی کیا صورت ہے؟

7) نکاح کی شرائط تحریر کیجئے؟

8) خلع کی تعریف کریں؟

9) طلاق کی کتنی اقسام ہیں نیز ان میں سے کسی ایک کی تعریف کریں؟

10) کیا تین طلاق تین ہیں یا ایک ؟اگر تین ہیں تو اس پر دلیل تحریر کریں؟

11) عدت کے لغوی معنی کیا ہیں؟

12) عدت کن وجہوں سے واجب ہوتی ہے؟

13) عدت کے دوران عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری کس کی ہوگی؟

14) نکاح کے بعد خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں کتنے مہر کی ادائیگی کرنی ہوگی؟

15) شریعہ اسلامیہ میں فسخ کے قانون میں طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا ہے؟

درست جواب کی نشاندہی کریں؟

1) دنیا کا بہترین مال و متاع۔۔۔۔۔۔۔۔ہے؟

الف)اولاد ب) نیک بیوی ج) والدین

2) اگر نکاح کرنے کے بعد بیوی کے مالی یا صنفی حقوق ادا نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو نکاح کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے

الف) مکروہ تحریمی ب) فرض ج)واجب

3) نکاح کی وجہ سے بیوی کا مہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہوتا ہے

الف) سنت ب) مستحب ج)واجب

4) نکاح کے فورا بعد چھوارے یا کوئی میٹھی چیز تقسیم کرنا۔۔۔۔۔ہے

الف) واجب ب)فرض ج) مستحب

5) جس نے کس عورت سے نکاح کیا اور نیت یہ رکھی کہ وہ مہر نہیں دے گا تو وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

الف)زانی ہے ب)جھوٹا ہے ج)دونوں

6) دعوت ولیمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے

الف)فرض ب)واجب ج)سنت

7) ۔۔۔۔۔۔ میاں بیوی کے درمیان نکاح کے معاہدے کو توڑنے کا نام ہے۔

الف)طلاق ب)خلع ج)دونوں

8) اگر طلاق کے وقت بیوی حاملہ ہے تو اسکی عدت کا وقت کتنا ہو گا؟

الف) وضع حمل تک ب) تین حیض ج) 4 ماہ 10 دن

9) اگر مطلقہ حاملہ نا ہو تو اسکی عدت کتنی ہو گی؟

الف) وضع حمل تک ب) تین حیض ج) 4 ماہ 10 دن

10) خلوت صحیحہ سے قبل طلاق کی صورت میں عورت کے لیے عدت کا وقت کتنا ہو گا؟

الف) وضع حمل تک ب) تین حیض ج) 4 ماہ 10 دن

11) شوہر کے انتقال کے بعد عورت کے لیے عدت کا وقت کتنا ہو گا؟

الف) وضع حمل تک ب) تین حیض ج) 4 ماہ 10 دن

12) قرآن و سنت کی روشنی میں عدت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الف) عدت واجب ہے ب) ضروری نہیں

ج) عدت پوری نا کرنے پر گناہ نہیں

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

باب ششم

والدین کے حقوق

والدین سے حسن سلوک کو اسلام نے اپنی اساسی تعلیم قرار دیا ہے۔اور ان کے ساتھ مطلوبہ سلوک بیان کرنے کے لئے "احسان" کی جامع اصطلاح استعمال کی جس کے معانی کمال درجہ کا حسن سلوک ہے۔

ہر مرد اور عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرنا فرض ہے۔والدین کے حقوق کے بارے میں قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

وَقَضٰی رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُوا إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيمًا ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ۔

اور تمہارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو،اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو،اور نہ انہیں جھڑکو،بلکہ ان سے عزت کے ساتھ بات کیا کرو اور ان کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے سامنے اپنے آپ کو انکساری سے جھکاؤ،اور یہ دعا کرو کہ:"یا رب!جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے پالا ہے،آپ بھی ان کے ساتھ رحمت کا معاملہ کیجیے۔"

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 24،23)

والدین کی خدمت و اطاعت اور تعظیم و تکریم عمر کے ہر حصے میں واجب ہے بوڑھے ہوں یا جوان،لیکن بڑھاپے کا ذکر خصوصیت سے ہے کہ اس عمر میں جاکر ماں باپ بھی بعض مرتبہ چڑچڑے ہوجاتے ہیں اور عقل و فہم بھی جواب دینے لگتی ہے اور انہیں طرح طرح کی بیماریاں بھی لاحق ہو

جاتی ہیں۔وہ خدمت کے محتاج ہوجاتے ہیں تو ان کی خواہشات و مطالبات بھی کچھ ایسے ہوجاتے ہیں جن کا پورا کرنا اولاد کے لئے مشکل ہوجاتا ہے۔اس لئے قرآن حکیم میں والدین کی دلجوئی اور راحت رسانی کے احکام دینے کے ساتھ انسان کو اس کا زمانہ طفولیت (یعنی بچپن کا زمانہ) یاد دلایا کہ کسی وقت تم بھی اپنے والدین کے اس سے زیادہ محتاج تھے جس قدر آج وہ تمہارے محتاج ہیں تو جس طرح انہوں نے اپنی راحت و خواہشات کو اس وقت تم پر قربان کیا اور تمہاری بے عقلی کی باتوں کو پیار کے ساتھ برداشت کیا اب جبکہ ان پر محتاجی کا یہ وقت آیا تو عقل و شرافت کا تقاضا ہے کہ ان کے ان سابق احسان کا بدلہ ادا کرو۔

رشتے بناکر اللہ تعالی نے ان کے حقوق مقرر فرمادیئے ہیں،ان حقوق میں سے ہر ایک کا ادا کرنا ضروری ہے،لیکن والدین کے حق کو اللہ رب العزت نے قرآنِ کریم میں اپنی بندگی اوراطاعت کے فوراً بعد ذکر فرمایا،یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رشتوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔

ماں کا مجاہدہ اور باپ کا احسان

سب سے زیادہ محنت و مشقت اور تکلیف ماں برداشت کرتی ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا۔

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے۔اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اسے (پیٹ میں) اٹھائے رکھا، اور بڑی مشقت سے اس کو جنا۔ (سورۃ الاحقاف آیت نمبر 15)

حمل کے نوماہ کی تکلیف اور اس سے بڑھ کر وضع حمل کی تکلیف،یہ سب ماں برداشت کرتی ہے۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اب اس کی پرورش کے لیے باپ محنت و مشقت برداشت کرتا ہے، سردی ہو یا گرمی، صحت ہو یا بیماری، وہ اپنی اولاد کی خاطر کسبِ معاش کی صعوبتوں کو برداشت کرتا ہے اور ان کے لئے کما کر لاتا ہے، ان کے اوپر خرچ کرتا ہے، ماں گھر کے اندر بچے کی پرورش کرتی ہے، اس کو دودھ پلاتی ہے، اس کو گرمی و سردی سے بچانے کی خاطر خود گرمی و سردی برداشت کرتی ہے، بچہ بیمار ہوتا ہے تو ماں باپ بے چین ہو جاتے ہیں، ان کی نیندیں حرام ہو جاتیں ہیں، اس کے علاج و معالجہ کی خاطر ڈاکٹروں کے چکر لگاتے ہیں۔ غرض والدین اپنی راحت و آرام کو بچوں کی خاطر قربان کرتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالی نے جہاں اپنا شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے وہیں والدین کی شکرگزاری کا بھی حکم ارشاد فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ۔

میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو، میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر 41)

جس طرح قرآن حکیم میں والدین کے حقوق ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے اسی طرح کئی احادیثِ مبارکہ میں بھی والدین کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ چند احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث نمبر 1

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: (اس شخص کی) ناک خاک آلود ہو گئی، پھر (اس کی) ناک خاک آلود ہو گئی۔ پوچھا گیا: اللہ کے رسول! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا: "جس نے اپنے ماں باپ یا ان

میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا تو (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔"

(مسلم حدیث نمبر 6510، کتاب الفضائل، باب فضل صلة اصدقاء الاب والام ونحوھما)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاكَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے تھے کہ ایک صحابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر انہیں میں جہاد کرو۔" (یعنی ان کو خوش رکھنے کی کوشش کرو)

(بخاری حدیث نمبر 3004، کتاب الجہاد، باب الجہاد باذن الابوین)

والدین کا ادب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے ساتھ ایک بوڑھا آدمی بھی تھا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ یہ بوڑھا کون ہے؟ اس شخص نے جواب میں کہا کہ یہ میرا باپ ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: لَا تَمْشِ أَمَامَهُ، وَلَا تَقْعُدْ قَبْلَهُ، وَلَا تَدْعُهُ بِاسْمِهِ، وَلَا تَسْتَسِبَّ لَهُ۔ یعنی ان کے آگے مت چلنا، مجلس میں ان سے پہلے مت بیٹھنا، ان کا نام لے کر مت پکارنا، ان کو گالی مت دینا۔

(معجم الأوسط للطبرانی حدیث نمبر 4169)

بڑھاپے میں سلوک

بڑھاپے میں جب والدین کی کوئی بات ناگوار گزرے تو ان سے کیسے گفتگو کی جائے، اس کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا۔

ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔ (سورۃ الاسراء آیت نمبر 23)

یعنی بڑھاپے میں والدین سے اچھی بات کرنا،لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر و تکریم کا خیال رکھنا چاہئیے۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ اگر والدین بوڑھے ہو جائیں اور تمھیں ان کا پیشاب دھونا پڑجائے تو بھی "اف" مت کہنا کہ وہ بچپن میں تمہارا پیشاب پاخانہ دھوتے تھے۔ (تفسیر درمنثور جلد 5 صفحہ 224)

والدین کے لئے دعا کا اہتمام کرنا

اللہ تعالی نے جہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے وہیں پر ان کے لئے دعا کرنے کی تعلیم بھی ارشاد فرمائی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْراً۔

اے میرے پروردگار!تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انھوں نے بچپن میں (رحمت و شفقت کے ساتھ) میری پرورش کی ہے۔

(الاسراء آیت نمبر 24)

ہر نماز کے بعد والدین کے لئے دعا کرنے کا معمول بنالیں۔دو بہت آسان دعائیں جن کی تعلیم خود اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن کریم میں دی ہے۔ایک وہ جو اوپر ذکر ہوئی ہے اور دوسری یہ ہے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔

اے میرے پروردگار !روزحساب تو میری،میرے والدین کی اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرما۔ (سورۃ الابراہیم آیت نمبر 41)

حضرت سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ

مَنْ صَلَّى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللهَ، وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِيْ أَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَقَدْ شَكَرَ الْوَالِدَيْنِ۔

یعنی جس نے پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا تو گویا اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور جس نے پانچ نمازوں کے بعد والدین کے لئے دعائے خیر کی تو گویا اس نے والدین کا شکر ادا کیا۔اولاد کی دعا سے والدین کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

(تفسیر الخازن المسمی: لباب التأویل فی معانی التنزیل، سورۃ لقمان: جلد 5 صفحہ 216)

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا انعام

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے دنیا میں یہ فائدہ ہوتا ہے کہ آدمی کی عمر اور رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ اس کی عمر دراز کردے اور رزق میں اضافہ فرمائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرے اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔"

(شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر 7855)

ایک حدیث میں حضورؐ نے فرمایا:بَرُّوْا آبَاءَ كُمْ تَبُرَّكُمْ أَبْنَاءُ كُمْ۔یعنی تم اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ حسن سلوک کرے گی۔ (المعجم الأوسط: حدیث نمبر 1002)

وفات کے بعد والدین کے حقوق

اسی طرح آپ ﷺ نے والدین کے انتقال کے بعد بھی نیک اعمال کا ایصال ثواب اور ان کے دوستوں سے حسنِ سلوک کی صورت میں ان سے حسن سلوک جاری رکھنے کی تعلیم دی۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ مَالِكِ بْنِ رَبِيعَةَ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ،قَالَ:بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ أَبَوَيَّ شَيْءٌ أَبَرُّهُمَا بِهِ بَعْدَ مَوْتِهِمَا؟ قَالَ: نَعَمْ، الصَّلَاةُ عَلَيْهِمَا، وَالِاسْتِغْفَارُ لَهُمَا، وَإِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا،وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِي لَا تُوصَلُ إِلَّا بِهِمَا،وَإِكْرَامُ صَدِيقِهِمَا۔

حضرت اسید بن مالک سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران بنو سلمہ کا ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میرے ماں باپ کے مر جانے کے بعد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ہے، ان کے لیے دعا اور استغفار کرنا، ان کے بعد ان کی وصیت و اقرار کو نافذ کرنا، جو رشتے انہیں کی وجہ سے جڑتے ہیں، انہیں جوڑے رکھنا، ان کے دوستوں کی خاطر مدارات کرنا (ان حسن سلوک کی یہ مختلف صورتیں ہیں)۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 5142، کتاب الادب، باب فی بر الوالدین)

حضرت ابو بردہؓ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابن عمرؓ ان سے ملنے کے لئے آئے اور پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمھارے پاس کیوں آیا ہوں ؟ انھوں نے کہا کہ نہیں، تو فرمایا: میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے:

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ اِخْوَانَ أَبِيْهِ بَعْدَهُ۔

یعنی جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے باپ کے ساتھ قبر میں صلہ رحمی کرے تو اس کو چاہیے کہ ان کے بعد ان کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، میرے والد عمرؓ اور تمھارے والد کے درمیان دوستی تھی میں نے چاہا کہ میں اسے نبھاؤں (اس لیے تم سے ملنے آیا ہوں)۔

(صحیح ابن حبان: حدیث نمبر 432)

جنت یا جہنم کے دروازے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ أَصْبَحَ مُطِيْعًا فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَه بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ، وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، وَمَنْ أمسىٰ عَاصِيًا لله فِي وَالِدَيْهِ أَصْبَحَ لَه بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ، وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا، قال الرجلُ: وانْ ظَلَمَاهُ؟ قال: وانْ ظَلَمَاهُ، وان ظَلَمَاهُ، وان ظلماه۔

جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں اللہ کا فرمانبر دار رہا تو اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھلے ہوتے ہیں اوراگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو جنت کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔اور جس نے اپنے والدین کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی نا فرمانی کی، اس کے بتائے ہوے احکامات کے مطابق حسنِ سلوک نہ کیا تو اس کے لیے جہنم کے دو دروازے کھلے رہتے ہیں اوراگر والدین میں ایک زندہ ہواوراس کے ساتھ بد سلوکی کرے تو جہنم کا ایک دروازہ کھلا رہتا ہے۔کسی نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی! اگر چہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو ؟تو آپ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا: اگرچہ والدین نے ظلم کیا ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی،حدیث نمبر 7916)

اللہ تعالی کی رضا و ناراضگی

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رضا اللہ مع رضا الوالدین وسخط اللہ مع سخط الوالدین۔

اللہ کی رضا مندی والدین کی رضا مندی میں ہے اور اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔(شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر 7829،7830)

گزارش

آخر میں گزارش کہ جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک باحیات ہوں تو ان کو اللہ کی بہت بڑی نعمت سمجھ کر ان کی فرمانبرداری کرے، ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، جتنا ہوسکے ان کی خدمت کرے اور ان کے حقوق کو ادا کرنے کی بھرپور کوشش کرے اور جن کے والدین دونوں یا ان میں سے کوئی ایک اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہوں توان کے ساتھ اب حسن سلوک یہ ہے کہ ان کی وصیت کو نافذ کرے، ان کے ذمہ

کوئی قرضہ ہو تو اسے ادا کرے، شرعی حصص کے مطابق میراث کو تقسیم کرے، خود دینی تعلیم حاصل کرے اور اس پر عمل کرے،ان کے لیے دعا کرے، اللہ سے ان کے لیے رحمت و مغفرت طلب کرے ،ان کی طرف سے صدقہ کرے ، ان کی طرف سے نفلی حج و عمرہ کرے، کہیں کنواں کھدوائے یا لوگوں کے پینے کے پانی کا انتظام کرے، دینی کتابیں خرید کر وقف کرے،مسجد بنوائے، مدرسہ بنوائے یا دینی علم حاصل کرنے والے مہمانانِ رسول ﷺ کی ضروریات کو پورا کرنے میں تعاون کرے،والدین کے قریبی رشتہ داروں اور تعلق والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے، نفلی اعمال کر کے ان کے لیے ایصالِ ثواب کرے، اپنے علاقہ، ملک اور دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی حالتِ زار کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے مال کے ساتھ ان کی خبرگیری کرے، اللہ تعالیٰ تمام اہلِ ایمان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی توفیق سے نوازے، آمین، ثم آمین۔

خلاصہ کلام

1) والدین کی خدمت کرنا اولاد پر فرض ہے۔

2) والدین اگر کسی کام کو حکم دیں تو وہ کام فوری کریں اور اگر کسی کام سے منع کریں تو رک جائیں۔

3) بڑھاپے میں والدین سے بہت زیادہ حسن سلوک اس طرح کریں کہ گفتگو میں نرمی اور حد درجہ شائستگی ہو۔

4) اولاد کے پاس جو مال و دولت ہے وہ دراصل والدین کا ہے۔اگر اولاد کے مال و دولت میں سے والدین کچھ لے لیں تو اولاد کا کوئی حق نہیں کہ والدین کو روکے۔

5) اگر اولاد زیادہ ہے اور والدین کسی بھی بچے کے پاس رہنا چاہیں تو اولاد کا کام نہیں کہ والدین کو نہ رکھے۔بلکہ ہر بچے کی کوشش ہونی

چاہیے کہ وہ والدین کو اپنے پاس رکھیں اور ان کی ضرورتوں کا اس طرح خیال رکھیں جس طرح بچپن میں والدین نے اپنی اولاد کا رکھا تھا۔

6) والدین کے مرنے کے بعد بھی اولاد، والدین کے دوستوں رشتے داروں کا اسی طرح خیال رکھیں جس طرح زندگی میں والدین ان کا خیال رکھتے تھے۔

7) والدین کے مرنے کے بعد والدین کے لئے دعائیں اور ایصال ثواب کرتے رہیں۔

8) والدین کی نافرمانی دنیا میں رزق کی تنگی اور مشکلات کا باعث ہے۔

9) والدین کی نافرمانی جہنم میں لے جانے کا باعث ہے۔

10) جب تک والدین زندہ رہتے ہیں، خیر کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔جب والدین کی وفات ہوتی ہے تو خیر کے دروازے بند ہوجاتے ہیں۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کریں۔

1) ہر مرد و عورت پر اپنے ماں باپ کے حقوق ادا کرنا کیا ہے؟

(الف) فرض (ب) مستحب (ج) سنت

2) سب سے محنت و مشقت و تکلیف کون برداشت کرتا ہے؟

(الف) باپ (ب) ماں (ج) دونوں

3) اللہ نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ کسکی شکر گزاری کا حکم دیا ہے؟

(الف) اولاد کی (ب) باپ کی (ج) والدین کی

4) اللہ کی رضامندی کسکی رضامندی ہے؟

(الف) ماں کی (ب) باپ کی (ج) دونوں کی

5) والدین سے حسن سلوک پر کیا انعام ملتا ہے؟
(الف) جنت کا ایک دروازہ (ب) نیکی (ج) ثواب

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:والدین سے حسن سلوک کو اسلام میں کیسے بیان کیا گیا ہے؟

سوال نمبر 2:والدین کے لئے دعا لکھیں؟

سوال نمبر 3:والدین کے لئے کب دعا کریں؟

سوال نمبر 4:والدین کے ساتھ حسن سلوک پر کیا انعام ملتا ہے؟

سوال نمبر 5:والدین کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے کیا تعلیم دی؟

سوال نمبر6:والدین کے زندہ رہتے ہماری زندگی میں کیا اثر ہوتا ہے؟

* * * * * * * *

حقوق الزوجین یعنی میاں بیوی کی ذمہ داریاں

حق کے معنی:

حق کے لغوی معنی ثابت ہونے یعنی واجب ہونے کے ہیں،اس کی جمع حقوق آتی ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر لوگوں کے بارے میں بات ثابت ہوچکی ہے۔اس لئے وہ ایمان نہیں لاتے۔ (سورۃ یس آیت نمبر 7)

حق باطل کے مقابلہ میں بھی استعمال ہوتا ہے جیساکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا۔

اور کہو کہ :حق آن پہنچا،اور باطل مٹ گیا، اور یقینا باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 81)

حقوق کی ادائیگی:

شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو اس بات پر متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے فرائض ادا کرے،اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طریقہ پر انجام دے اور لوگوں کے حقوق کی مکمل ادائیگی کرے۔ شریعت اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی مکمل طور پر ادائیگی کرے حتی کہ بعض وجوہ سے حقوق العباد کو زیادہ اہتمام سے ادا کرنے کی تعلیمات دی گئیں۔

آج ہم دوسروں کے حقوق تو ادا نہیں کرتے ہیں البتہ اپنے حقوق کا جھنڈا اٹھائے رہتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی کوئی فکر نہیں کرتے ہیں،اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لئے مطالبات کئے جارہے ہیں، تحریکیں چلائی جارہی ہیں،مظاہرے کئے جارہے ہیں، ہڑتالیں کی جارہی ہیں،حقوق کے نام سے انجمنیں اور تنظیمیں بنائی جارہی ہیں۔لیکن دنیا میں ایسی انجمنیں یا تحریکیں یا کوششیں موجود نہیں ہیں کہ جن میں یہ تعلیم دی جائے کہ اپنے فرائض،اپنی ذمہ داریاں اور دوسروں کے حقوق جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم کیسے ادا کریں؟

شریعت اسلامیہ کا اصل مطالبہ بھی یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داریوں یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی زیادہ کوشش کرے۔

میاں بیوی کے باہمی تعلقات میں بھی اللہ اور اسکے رسول اللہ ﷺ نے یہی طریقہ اختیار کیا ہے کہ دونوں کو ان کے فرائض یعنی ذمہ داریاں بتادیں۔شوہر کو بتادیا کہ تمہارے فرائض اور ذمہ داریاں کیا ہیں اور بیوی کو بتا دیا کہ تمہاری ذمہ داریاں کیا ہیں،ہر ایک اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔

زندگی کی گاڑی اسی طرح چلتی ہے کہ دونوں اپنے فرائض اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہیں۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی فکر اپنے حقوق

حاصل کرنے کی فکر سے زیادہ ہو۔اگر یہ جذبہ پیدا ہوجائے تو پھر زندگی بہت عمدہ خوشگوار ہوجاتی ہے۔

میاں بیوی:

دو اجنبی مرد وعورت کے درمیان شوہر اور بیوی کا رشتہ اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جبکہ دونوں کے درمیان شرعی نکاح عمل میں آئے۔ نکاحِ شرعی کے بعد دو اجنبی مرد وعورت رفیق حیات بن جاتے ہیں،ایک دوسرے کے رنج وخوشی،تکلیف وراحت اور صحت وبیماری غرضیکہ زندگی کے ہر گوشہ میں شریک ہوجاتے ہیں۔عقد نکاح کو قرآن کریم میں میثاق غلیظ کا نام دیا گیا ہے یعنی نہایت مضبوط رشتہ۔

نکاح کی وجہ سے بے شمار حرام امور ایک دوسرے کے لئے حلال ہوجاتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک دوسرے کو لباس سے تعبیر کیا ہے یعنی شوہر اپنی بیوی کے لئے اور بیوی اپنے شوہر کے لئے لباس کے مانند ہے۔شرعی نکاح کے بعد جب آدمی شوہر اور عورت بیوی بن جاتی ہے تو ایک دوسرے کا جسمانی اور روحانی طور پر لطف اندوز ہونا جائز ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کے ذمہ جسمانی اور روحانی حقوق واجب ہوجاتے ہیں۔

شرعی احکام کی پابندی کرتے ہوئے شوہر اور بیوی کا جسمانی اور روحانی طور پر لطف اندوز ہونا نیز ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرنا یہ سب شریعت اسلامیہ کا جز ہیں اور ان پر بھی اجر ملے گا،انشاء اللہ۔

نکاح کے دو اہم مقاصد:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں نکاح کے مقاصد میں سے دو اہم مقصد مندرجہ ذیل آیت میں بیان فرمائے ہیں:

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْٓا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ۔

اور اس کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم میں سے بیویاں پیدا کیں ، تاکہ تم ان کے پاس جاکر سکون حاصل کرو ، اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات رکھ دیے،یقینا اس میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہیں جو غوروفکر سے کام لیتے ہیں۔ (سورۃ الروم آیت نمبر 21)

غرض اِس آیت میں نکاح کے دو اہم مقاصد بیان کئے گئے۔

1) میاں بیوی کو ایک دوسرے سے قلبی وجسمانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

2) میاں بیوی کے درمیان ایک ایسی محبت،الفت،تعلق،رشتہ اور ہمدردی پیدا ہوجاتی ہے جو دنیا میں کسی بھی دو شخصوں کے درمیان نہیں ہوتی۔

میاں بیوی کی ذمہ داریوں کی اقسام:

انسان صرف انفرادی زندگی نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے،اس کا وجود خاندان کے ایک رکن اور معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے۔ معاشرہ اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی میاں بیوی ہیں جن کے ایک دوسرے پر کچھ حقوق ہیں۔

1) شوہر کی ذمہ داریاں یعنی بیوی کے حقوق شوہر پر

2) بیوی کی ذمہ داریاں یعنی شوہر کے حقوق بیوی پر

3) دونوں کی مشترکہ ذمہ داریاں یعنی مشترکہ حقوق

1) شوہر کی ذمہ داریاں یعنی بیوی کے حقوق شوہر پر:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

اور ان عورتوں کو معروف طریقے کے مطابق ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے (مردوں کو) ان پر حاصل ہیں۔ ہاں مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت ہے۔اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

اس آیت میں میاں بیوی کے تعلقات کا ایسا جامع دستور پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہوسکتا اور اگر اس جامع ہدایت کی روشنی میں ازدواجی زندگی گزاری جائے تو اِس رشتہ میں کبھی بھی تلخی اور کڑواہٹ پیدا نہ ہوگی، انشاء اللہ۔

واقعی یہ قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ الفاظ کے اختصار کے باوجود معانی کا سمندر گویا کہ ایک کوزے میں سمودیا گیا ہے۔یہ آیت بتارہی ہے کہ بیوی کو محض نوکرانی اور خادمہ مت سمجھنا بلکہ یہ یاد رکھنا کہ اس کے بھی کچھ حقوق ہیں جن کی پاس داری شریعت میں ضروری ہے۔ان حقوق میں جہاں نان ونفقہ اور رہائش کا انتظام شامل ہے وہیں اسکی دل داری اور راحت رسانی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں (یعنی بیوی بچوں) کی نظر میں اچھا ہو۔

(ترمذی حدیث نمبر 3895، کتاب المناقب،باب فضل ازواج النبی ﷺ)

اور ظاہر ہے کہ ان کی نظر میں اچھا وہی ہوگا جو اُن کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہو۔دوسری طرف اِس آیت میں بیوی کو بھی آگاہ کیا کہ اُس پر بھی حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔کوئی بیوی اُس وقت تک پسندیدہ نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کو ادا کرکے اُس کو خوش نہ کرے،چنانچہ احادیث میں ایسی عورتوں کی تعریف فرمائی گئی ہے جو اپنے شوہر کی تابع دار اور خدمت گزار ہوں اور ان سے بہت زیادہ محبت کرنے والی ہوں اور ایسی عورتوں کی مذمت کی گئی ہے جو شوہروں کی نافرمانی کرنے والی ہوں۔

شوہر کی چند اہم ذمہ داریاں حسب ذیل ہیں۔

1) **مکمل مہر کی ادائیگی:**

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً۔

عورتوں کو ان کا مہر راضی وخوشی سے ادا کردو۔(سورۃ النساء آیت نمبر 4)

نکاح کے وقت مہر کی تعیین اور شب زفاف سے قبل اس کی ادائیگی ہونی چاہئے،اگرچہ طرفین کے اتفاق سے مہر کی ادائیگی کو مؤخر بھی کرسکتے ہیں۔مہر صرف عورت کا حق ہے، لہذا شوہر یا اس کے والدین یا بھائی بہن کے لئے مہر کی رقم میں سے کچھ بھی لینا جائز نہیں ہے۔

وضاحت:

شریعت نے کوئی بھی خرچہ صنف نازک پر نہیں رکھا ہے،شادی سے قبل اسکے تمام اخراجات والد کے ذمہ ہیں اور شادی کے بعد عورت کے کھانے، پینے، رہنے، سونے اور لباس کے تمام اخراجات شوہر کے ذمہ ہیں، لہذا مہر کی رقم عورت کی خالص ملکیت ہے اس کو جہاں چاہے اور جیسے چاہے استعمال کرے، شوہر یا والد مشورہ تو دے سکتے ہیں مگر اُس رقم میں تصرف کرنے کا مکمل اختیار صرف عورت کو ہے،اِسی طرح اگر عورت کو کوئی چیز وراثت میں ملی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہوگی،والد یا شوہر کو وہ رقم یا جائیداد لینے کا کوئی حق نہیں ہے۔

2) **بیوی کے تمام اخراجات :**

بیوی کے تمام اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

بچوں کے باپ (یعنی شوہر) پرعورتوں (یعنی بیوی) کا کھانا اور کپڑا لازم ہے دستور کے مطابق۔ (سورۃ البقرۃ آیت نمبر 233)

3) **بیوی کے لئے رہائش کا انتظام:**

بیوی کے لئے رہائش کا انتظام کرنا بھی خاوند کے ذمے ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ۔

ان عورتوں کو اپنی حیثیت کے مطابق اسی جگہ رہائش مہیا کرو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں ستاؤ نہیں۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر 6)

اس آیت میں مطلقہ عورتوں کا حکم بیان کیا جارہا ہے کہ عدت کے دوران ان کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کے ذمہ ہے۔جب شریعت نے مطلقہ عورتوں کی رہائش کا انتظام شوہر کے ذمہ رکھا ہے تو حسب استطاعت بیوی کی مناسب رہائش کی ذمہ داری بدرجہ اولیٰ شوہر کے ذمہ ہوگی۔

4) بیوی کے ساتھ حسن معاشرت:

شوہر کو چاہئے کہ وہ بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔

ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آؤ یعنی عورتوں کے ساتھ گفتگو اور معاملات میں حسن اخلاق کے ساتھ معاملہ رکھو۔گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کردے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 19)

شوہر کی چوتھی ذمہ داری "بیوی کے ساتھ حسن معاشرت " بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس کی ادائیگی کے مختلف طریقے حسب ذیل ہیں۔

1) حسب استطاعت بیوی اور بچوں پر خرچہ کرنے میں فراخدلی سے کام لینا چاہئے جیساکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ،عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم،قَالَ:إِذَا أَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلَى أَهْلِهِ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی ثواب کی نیت سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے پس وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

(بخاری حدیث نمبر 55، کتاب الایمان، باب ما جاء ان الاعمال بالنیۃ والحسبۃ)

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ عَلَى دَابَّتِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَدِينَارٌ يُنْفِقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔

حضرت ثوبان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین دینار جسے انسان خرچ کرتا ہے وہ دینار ہے جسے وہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے انسان اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے کے لئے) اپنے جانور (سواری) پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جسے وہ اللہ کے راستے میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 2310، کتاب الزکوۃ، باب فضل النفقۃ علی العیال والمملوک واثم من ضیعھم اوحبس نفقتھم عنھم)

2) **بیوی سے مشورہ:**

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گھر کے نظام کو چلانے کی ذمہ داری مرد کے ذمہ رکھی گئی ہے جیساکہ قرآن کریم میں مرد کے لئے قوّام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے یعنی مرد عورتوں پر نگہبان اور منتظم ہیں۔ لیکن حسن معاشرت کے طور پر عورت سے بھی گھر کے نظام کو چلانے کے لئے مشورہ لینا چاہیئے، جیساکہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: آمِرُوا النِّسَاءَ فِي بَنَاتِهِنَّ۔

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورتوں سے ان کی بیٹیوں کے بارے میں مشورہ لو۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 2095، کتاب النکاح، باب فی الاستیمار)

3) بیوی کی بعض کمزوریوں سے چشم پوشی کریں، خاص طور پر جب کہ دیگر خوبیاں و محاسن ان کے اندر موجود ہوں، یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عموماً ہر عورت میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور رکھی ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً، إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی مومن مرد کسی مومنہ عورت سے بغض نہ رکھے۔اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہے تو دوسری پسند ہو گی۔"

(مسلم حدیث نمبر 3645، باب الوصیۃ بالنساء)

4) مرد بیوی کے سامنے اپنی ذات کو قابل توجہ یعنی اسمارٹ بناکر رکھے کیونکہ تم جس طرح اپنی بیوی کو خوبصورت دیکھنا چاہتے ہو وہ بھی تمہیں اچھا دیکھنا چاہتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: إِنِّي لَأُحِبُّ أَنْ أَتَزَيَّنَ لِلْمَرْأَةِ كَمَا أُحِبُّ أَنْ تَتَزَيَّنَ لِي.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ عورت کے لیے زینت اختیار کروں جیسا کہ مجھے پسند ہے کہ عورت میرے لیے زینت کرے۔

(سنن الکبری للبیہقی حدیث نمبر 14728، کتاب القسم والنشوز، باب حق المرأۃ علی الرجل)

5) گھر کے کام وکاج میں عورت کی مدد کی جائے، خاص کر جب وہ بیمار ہو۔

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: قُلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَيُّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مَهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَصَلَّى

اسود بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا: رسول اللہ ﷺ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ کہا: آپ ﷺ اپنے گھر والوں کے کام کاج میں مشغول ہو جاتے تھے، پھر جب نماز کا وقت ہو جاتا تو کھڑے ہوتے اور نماز پڑھنے لگتے تھے۔

(ترمذی حدیث نمبر 2489، باب ما فی صفة اوانی الحوض)

بیوی کی ذمہ داریاں

شوہر کی اطاعت:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔

مرد عورتوں کے نگراں ہیں، کیونکہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور کیونکہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔ چنانچہ نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 34)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فوقیت وفضیلت دینے کی دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔

مرد وعورت و ساری کائنات کو پیدا کرنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے۔

مرد اپنے اور بیوی وبچوں کے تمام اخراجات برداشت کرتا ہے۔

اسی طرح دوسری آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔

مردوں کو عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ زَوْجَهَا، قِيْلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب عورت پانچ نمازیں پڑھتی ہو، ماہ رمضان کے روزے رکھتی ہو، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتی ہو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہو، تو اس سے کہا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے چاہتی ہے، داخل ہو جا۔
(مسند احمد حدیث نمبر 1661، مسند العشرۃ المبشرۃ)

وضاحت:

اِن دِنوں مرد وعورت کے درمیان مساوات اور آزادیٔ نسواں کا بڑا شور ہے اور بعض ہمارے بھائی بھی اس پروپیگنڈے میں شریک ہوجاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مرد وعورت زندگی کے گاڑی کے دو پہیے ہیں، زندگی کا سفر دونوں کو ایک ساتھ طے کرنا ہے، اب زندگی کے سفر کو طے کرنے میں انتظام کی خاطر یہ لازمی بات ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک سفر کا ذمہ دار ہو تاکہ زندگی کا نظام صحیح چل سکے۔لہذا تین راستے ہیں :

(1) دونوں کو ہی امیر بنایا جائے۔
(2) عورت کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنایا جائے۔
(3) مرد کو اس زندگی کے سفر کا امیر بنایا جائے۔

پہلی شکل میں اختلاف کی صورت میں مسئلہ حل ہونے کے بجائے پیچیدہ سے پیچیدہ ہوتا جائے گا۔

دوسری شکل بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ مردوعورت کو پیدا کرنے والے نے صنف نازک کو ایسی اوصاف سے متصف پیدا کیا ہے کہ وہ مرد پر حاکم بن کر زندگی نہیں گزار سکتی ہے۔لہذا اب ایک ہی صورت بچی اور وہ یہ ہے کہ مرد اس زندگی کے سفر کا امیر بن کر رہے۔ مرد میں عادتاً وطبعاً عورت کی بہ نسبت فکروتدبر اور برداشت وتحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے، نیز انسانی خلقت ، فطرت، قوت اور صلاحیت کے لحاظ سے اور عقل کے ذریعہ انسان غوروخوض کرے تو یہی نظر آئے گا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قوت مرد کو عطا کی ہے ، بڑے بڑے کام کرنے کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی

ہے، وہ عورت کو نہیں دی گئی۔لہٰذا امارت اور سربراہی کا کام صحیح طور پر مرد ہی انجام دے سکتا ہے۔اس مسئلہ کے لئے اپنی عقل سے فیصلہ کرنے کے بجائے اس ذات سے پوچھیں جس نے اِن دونوں کو پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خالق کائنات نے قرآن کریم میں واضح الفاظ کے ساتھ اس مسئلہ کا حل پیش کردیا ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 228)

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ

(سورۃ النساء آیت نمبر 34)

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں ذکر فرمادیا کہ مرد ہی زندگی کے سفر کا سربراہ رہے گا اور فیصلہ کرنے کا حق مرد ہی کو حاصل ہے، اگرچہ مرد کو چاہئے کہ عورت کو اپنے فیصلوں میں شامل کرے۔۔ مرد حضرات بھی اس بات کو اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ بیشک مرد عورت کے لئے قوام یعنی امیر کی حیثیت رکھتا ہے لیکن ساتھ ہی دونوں کے درمیان دوستی کا بھی تعلق ہے، یعنی انتظامی طور پر تو مرد قوام یعنی امیر ہے لیکن باہمی تعلق دوستی جیسا ہے، ایسا تعلق نہیں ہے جیسا مالک اور نوکرانی کے درمیان ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا ,قَالَتْ:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ قَالَتْ:قُلْتُ:وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟قَالَ:إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ: بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ،وَإِذَا كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ:لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ۔

حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"میں تمہاری ناراضگی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔ام المؤمنین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کس طرح سے پہچانتے ہیں؟فرمایا کہ جب تم خوش ہوتی ہو کہتی ہو، ہاں محمد کے رب کی قسم!اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں، ابراہیم کے رب کی قسم!"

(بخاری حدیث نمبر 6078،باب ما یجوز من الھجر)

اب آپ اندازہ لگائیں کہ کون ناراض ہورہا ہے؟ حضرت عائشہؓ اور کس سے ناراض ہورہی ہیں؟ حضور اکرم ﷺ سے۔ معلوم ہوا کہ اگر بیوی ناراضگی کا اظہار کررہی ہے تو یہ مرد کی قوامیت یعنی امارت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے بڑی خوش طبعی کے ساتھ اس کا ذکر فرمایا کہ مجھے تمہاری ناراضگی کا پتہ چل جاتا ہے۔

اسی طرح واقعۂ افک کو یاد کریں، جس میں حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی گئی تھی، جس کی وجہ سے حضرت عائشہؓ پر قیامت صغریٰ برپا ہوگئی تھی۔ حتی کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی شبہ ہوگیا تھا کہ کہیں حضرت عائشہؓ سے واقعی غلطی تو نہیں ہوگئی ہے۔ جب آیت برأت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی برأت کا اعلان کیا تو حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کھڑی ہوجاؤ اور نبی اکرم ﷺ کو سلام کرو۔ حضرت عائشہؓ بستر پر لیٹی ہوئی تھیں اور برأت کی آیات سن لیں اور لیٹے لیٹے فرمایا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے میری برأت (اپنے پاک کلام میں) نازل فرمادی لیکن میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا شکر ادا نہیں کرتی کیونکہ آپ لوگوں نے تو اپنے دل میں یہ احتمال پیدا کرلیا تھا کہ شاید مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔

(بخاری، حدیث نمبر 4141، کتاب المغازی، باب حدیث الافک)

بظاہر حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑے ہونے سے اعراض فرمایا، لیکن حضور اکرم ﷺ نے اس کو برا نہیں سمجھا، اس لئے کہ یہ ناز کی بات ہے۔ یہ ناز درحقیقت اسی دوستی کا تقاضہ ہے جو میاں بیوی کے درمیان ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ میاں بیوی کے درمیان حاکمیت اور محکومیت کا رشتہ نہیں بلکہ دوستی کا بھی رشتہ ہے اور اس دوستی کا حق یہ ہے کہ اس قسم کے ناز کو برداشت کیا جائے۔

بہرحال! چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا ہے اس لئے فیصلہ اس کا ماننا ہو گا۔ہاں بیوی اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہے اور شریعت نے مرد کو یہ ہدایت بھی دی ہے کہ وہ حتی الامکان بیوی کی دلداری کا خیال بھی کرے لیکن فیصلہ اسی کا ہو گا۔لہذا اگر بیوی چاہے کہ ہر معاملے میں فیصلہ ان کا چلے اور مرد قوام نہ بنے،تو یہ صورت فطرت کے خلاف ہے، شریعت کے خلاف ہے، عقل کے خلاف ہے اور انصاف کے خلاف ہے اور اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

شوہر کے مال وآبرو کی حفاظت:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا

فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ۔

چنانچہ نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں ، مرد کی غیر موجودگی میں اللہ کی دی ہوئی حفاظت سے (اس کے حقوق کی) حفاظت کرتی ہیں۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 34)

یعنی اپنے نفس اور شوہر کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

أَلَا أُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ: الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ إِذَا نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَإِذَا أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ وَإِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ۔

کیا میں تم کو اس کی خبر نہ دوں جو مسلمان کا سب سے بہتر خزانہ ہے؟وہ نیک عورت ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب وہ حکم دے تو اسے مانے اور جب وہ اس سے غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے۔(ابوداؤد حدیث نمبر 1664، کتاب الزکوۃ،باب فی حقوق المال)

شوہر کے مال کی حفاظت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے مال میں سے کچھ نہ لے، اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو نہ دے۔ہاں اگر شوہر واقعی بیوی کے اخراجات میں کمی کرتا ہے تو بیوی اپنے

اور اولاد کے خرچ کو پورا کرنے کے لئے شوہر کی اجازت کے بغیر مال لے سکتی ہے۔

جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے ہند بنت عتبہ سے اس وقت کہا تھا جب انہوں نے اپنے شوہر ابو سفیانؓ کے زیادہ بخیل ہونے کی شکایت کی تھی: اتنا مال لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہاری اولاد کے متوسط خرچہ کے لئے کافی ہو۔ (بخاری حدیث نمبر 2211، کتاب البیوع، باب من اجری امر الامصار علی ما یتعارفون بینھم فی البیوع۔)

شوہر کی آبرو کی حفاظت میں یہ ہے کہ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں داخل نہ ہونے دے، کسی نامحرم سے بلا ضرورت بات نہ کرے۔شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے۔

گھر کے اندرونی نظام کو چلانا اور بچوں کی تربیت کرنا:

یہ عورتوں کی وہ ذمہ داری ہے جو ان کی خلقت کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے، بلکہ یہ وہ بنیادی ذمہ داری ہے جسکی ادائیگی عورتوں پر لازم ہے۔ عورتوں کو اس ذمہ داری کے انجام دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑنی چاہئے کیونکہ اسی ذمہ داری کو صحیح طریقہ پر انجام دینے سے فیملی میں آرام وسکون پیدا ہوگا نیز اولاد دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے سرفراز ہوگی۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب صحابۂ کرام اپنی بیٹی یا بہن کو رخصت کرتے تھے تو اس کو شوہر کی خدمت اور بچوں کی بہترین تربیت کی خصوصی تاکید کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگہبان اور ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بچوں کی تربیت وغیرہ کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

(بخاری حدیث نمبر 7138، کتاب الاحکام، باب قول اللہ اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم۔)

بیوی کی چند اہم دیگر ذمہ داریاں

بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تَصُمِ الْمَرْأَةُ وَبَعْلُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کسی عورت کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے شوہر کی موجودگی میں روزے رکھے مگر شوہر کی اجازت سے۔

(مسلم حدیث نمبر 2370، کتاب الزکوۃ، باب اجر الخازن الامین والمرأۃ اذا تصدقت من بیت زوجها غیر مفسدۃ باذنه الصریح او العرفی)

یعنی کسی عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا شوہر کی اجازت کے بغیر حلال نہیں۔

عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہو:

عورت کے دل میں شوہر کے پیسے کا درد ہونا چاہیئے تاکہ شوہر کا پیسہ فضول خرچی میں خرچ نہ ہو۔گھر کو نوکرانیوں پر نہیں چھوڑنا چاہیئے کہ وہ جس طرح چاہیں کرتی رہیں بلکہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ گھر کے داخلی تمام امور پر نگاہ رکھے۔

چند مشترکہ حقوق اور ذمہ داریاں:

حتی الامکان خوشی وراحت وسکون کو حاصل کرنے اور رنج وغم کو دور کرنے کے لئے ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہیئے۔ایک دوسرے کے راز لوگوں کے سامنے ذکر نہ کئے جائیں۔

عَنْ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا۔

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ، اللہ کے ہاں لوگوں میں مرتبے کے اعتبار سے بدترین وہ آدمی ہو گا جو اپنی بیوی کے پاس خلوت میں جاتا ہے اور وہ اس کے پاس خلوت میں آتی ہے پھر وہ (آدمی) اس کا راز افشا کر دیتا ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 3542، کتاب النکاح،باب تحریم افشاءسر المرأة)

شوہر باہر کے کام اور بیوی گھریلو کام انجام دے:

قرآن وسنت میں واضح طور پر ایسا کوئی قطعی اصول نہیں ملتا جس کی بنیاد پر کہا جائے کہ کھانا پکانا عورتوں کے ذمہ ہے، البتہ حضرت فاطمہ ؓ کی شادی کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ ؓ کے درمیان کام کی جو تقسیم کی وہ اس طرح تھی کہ باہر کے کام حضرت علیؓ دیکھتے تھے، گھریلو کام مثلاً کھانا بنانا، گھر کی صفائی کرنا وغیرہ حضرت فاطمہ ؓ کے ذمہ تھا۔

لیکن یاد رکھیں کہ زندگی قانونی پیچیدگیوں سے نہیں چلا کرتی،لہذا جس طرح قرآن و حدیث میں مذکور نہیں ہے کہ کھانا پکانا عورت کے ذمہ ہے اسی طرح قرآن وسنت میں کہیں واضح طور پر یہ موجود نہیں ہے کہ شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج کرانا لازم ہے، اسی طرح قرآن وسنت میں مرد کے ذمہ نہیں ہے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین کے گھر ملاقات کے لئے لے جایا کرے۔اسی طرح اگر بیوی کے والدین یا بھائی بہن اس کے گھر آئیں تو مرد کے ذمہ نہیں ہے کہ مرغ مسلم وکوفتے وکباب وغیرہ لے کر آئے۔ معلوم ہوا کہ دونوں ایک دوسرے کی خدمت کے جذبہ سے رہیں۔باہر کے کام مرد انجام دے اور عورت گھر کے معاملات کو بخوبی انجام دے۔

میاں بیوی کی مشترکہ ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی جنسی ضرورت کو پورا کریں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ أَنْ تَجِيءَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ۔

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے (ناراضگی کی وجہ سے) انکار کر دے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(بخاری حدیث نمبر 5193، کتاب النکاح،باب اذاباتت المرأۃمہاجرۃفراش زوجھا)

جنسی خواہشات کی تکمیل پر اجروثواب:

عَنْ أَبِي ذَرٍّ رضی اللہ عنہ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ:وَفِي بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰہِ أَيَأتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ أَكَانَ عَلَيْهِ فِيهَا وِزْرٌ فَكَذَلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهُ أَجْرًا۔

حضرت ابوذر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور (بیوی سے مباشرت کرتے ہوئے) تمھارے عضو میں صدقہ ہے۔صحابہ کرام نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ !ہم میں سے کوئی اپنی خواہش پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی اجر ملتا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:بتاؤ اگر وہ یہ (خواہش) حرام جگہ پوری کرتا تو کیا اسے اس پر گناہ ہوتا؟اسی طرح جب وہ اسے حلال جگہ پوری کرتا ہے تو اس کے لئے اجر ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 2329، کتاب الزکوۃ،باب بیان ان اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف)

اپنے اہل وعیال کو جہنم سے بچانے کی مشترکہ فکر و کوشش:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۔

اے ایمان والو ! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔اس پر سخت کڑے مزاج کے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے کسی حکم میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے ، اور وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ (سورۃ التحریم آیت نمبر 6)

آگ سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ گھر والوں کو برائیوں سے روکتے رہیں اور اچھائیوں کا حکم کرتے رہیں، انشاء اللہ یہ عمل ان کو جہنم کی آگ سے بچانے والا بنے گا۔

وراثت میں شرکت:

دونوں میں سے کسی ایک کے انتقال ہونے پر دوسرا اسکی وراثت میں شریک ہو گا۔

شوہر اور بیوی کی وراثت میں چار شکلیں بنتی ہیں۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ط وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ۔

اور تمہاری بیویاں جو کچھ چھوڑ کر جائیں، اس کا آدھا حصہ تمہارا ہے، بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو۔اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو انہوں نے کی ہو، اور ان کے قرض کی ادائیگی کے بعد تمہیں ان کے ترکے کا چوتھائی حصہ ملے گا۔اور تم جو کچھ چھوڑ کر جاؤ اس کا ایک چوتھائی ان (بیویوں) کا ہے، بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد (زندہ) نہ ہو۔اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو اس وصیت پر عمل کرنے کے بعد جو تم نے کی ہو، اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد ان کو تمہارے ترکے کا آٹھواں حصہ ملے گا۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 12)

بیوی کے انتقال پر اولاد موجود نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو 1/2 ملے گا۔

بیوی کے انتقال پر اولاد موجود ہونے کی صورت میں شوہر کو 1/4 ملے گا۔

شوہر کے انتقال پر اولاد موجود نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو 1/4 ملے گا۔

شوہر کے انتقال پر اولاد موجود ہونے کی صورت میں بیوی کو 1/8 ملے گا۔

مشقی سوالات

درست جواب کا انتخاب کیجئے؟

1) عقد نکاح کو قرآن میں........ نام دیا گیا ہے۔
الف) اتفاق کا (ب) میثاق غلیظ کا (ج) دوستی کا

2) معاشرہ اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی ___ کو قرار دیا گیا ہے۔
الف) ماں باپ (ب) بہن بھائی (ج) میاں بیوی

3) آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سب سے اچھا وہ آدمی ہے جو اپنے _____ کے لیے آچھا ہو۔
الف) گھر والوں (ب) دوستوں (ج) اساتذہ

4) والدین یا بھائی یا بہن کے لیے مہر کی رقم میں سے کچھ لینا _____ ہے۔
(الف) جائز (ب) ناجائز (ج) ان میں سے کوئی نہیں

5) شوہر کے انتقال کے بعد کتنی صورتوں میں بیوی وراثت کی حقدار بنے گی۔
الف) 1 (ب) 3 (ج) 2

6) بیوی کے تمام تر اخراجات ________ کے ذمے ہیں۔
الف) خاوند (ب) ماں باپ (ج) اولاد

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

سوال نمبر 1:حق کے لغوی معنی تحریر کریں؟

سوال نمبر 2:سورۃ روم کی آیت 21 میں نکاح کے کونسے دو مقاصد ذکر کیے گئے ہیں۔

سوال نمبر 3:مہر کی تعین و ادائیگی کب تک کی جا سکتی ہے؟

سوال نمبر 4:احادیث میں کن عورتوں کی مذمت بیان کی گئ ہے؟

سوال نمبر5:بیوی کے انتقال پر اولاد کی موجودگی وعدم موجودگی میں شوہر کو اس کے مال میں کتنا حصہ ملے گا؟

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

اولاد کے حقوق

اولاد میں بیٹے اور بیٹیاں دونوں شامل ہیں۔اولاد کے بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اہم ان کی اچھی اور صالح تربیت کرنا ہے تاکہ وہ معاشرے کے بہترین فرد بن سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا قُوٓا أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَاراً ط وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ۔

مومنو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (سورۃ التحریم، آیت 6)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَكُلُّكُمۡ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ،وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهۡلِهِ وَهُوَ مَسۡئُولٌ عَنۡ رَعِيَّتِهِ۔

تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

(بخاری حدیث نمبر 893، کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن)

اولاد والدین کے لیے امانت ہے اور قیامت کے دن وہ اولاد کے متعلق جواب دہ ہوں گے۔اگر انہوں نے اولاد کی تربیت اسلامی انداز سے کی ہو گی تو وہ والدین کے لیے دنیا و آخرت میں باعث راحت ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوا وَٱتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَٰنٍ أَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَآ أَلَتۡنَٰهُم مِّنۡ عَمَلِهِم مِّن شَيۡءٍ ۚ كُلُّ ٱمۡرِيٍٕۭ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ۔

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی (جنت) میں ملا دیں گے اور ان کے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے ہر شخص اپنے عمل کے ساتھ وابستہ ہے۔ (سورۃ الطور، آیت 21)

نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ۔

"جب بندہ مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین عمل باقی رہتے ہیں۔صدقہ جاریہ،ایسا علم کہ لوگ اس کے بعد اس سے فائدہ اٹھائیں یا صالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔"

(مسلم حدیث نمبر 4223، کتاب الوصیۃ،باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ)

یہ اولاد کی تربیت کا ثمر ہے۔جب ان کی صالح تربیت کی جائے تو وہ والدین کے لیے ان کی زندگی میں بھی فائدہ مند ہوتی ہے اور ان کی وفات کے بعد بھی۔

بہت سے والدین اولاد کے حق کو معمولی سمجھتے ہیں،وہ اپنی اولاد کو ضائع کرتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے بارے میں ان سے باز پرس ہو گی۔وہ اپنی اولاد کے مشاغل اور ان کی سرگرمیوں سے غافل ہوتے ہیں۔انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کی اولاد کیا کر ہی ہے۔

وہ کہاں جاتے ہیں اور کب واپس گھر آتے ہیں۔(نہ) وہ انہیں نیکی کی طرف توجہ دلاتے ہیں نہ بری خصلتوں سے منع کرتے ہیں اور عجیب تر بات یہ ہے کہ وہ اپنے مال کی حفاظت اور اس کو بڑھانے میں سخت حریص ہوتے ہیں کہ ہر اس بات کے لیے مستعد رہتے ہیں جو اُن کے مال میں اجافے کا باعث بنے،حالانکہ انہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس مال کو وہ بڑھا رہے ہیں وہ دوسروں کا ہے۔رہا اولاد کا مسئلہ تو یہ ان کی نظروں میں کچھ

نہیں ہوتا،حالانکہ ان کی محافظت دنیا و آخرت دونوں لحاظ سے ان کے لئے بہتر اور مفید تھی،نیز جیسے والد پر بچے کے خوردونوش اور پوشاک کی ذمہ داری ہے،ایسے ہی اپنے بچے کے دل کو علم و ایمان کی غذا مہیا کرنا اور تقوی کا لباس پہنانا بھی واجب ہے اور یہ بات پہلی بات سے کہیں بہتر ہے۔

اولاد کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان پر دستور کے مطابق خرچ کیا جائے جس میں اسراف ہو نہ بخل کیونکہ اولاد پر خرچ کرنا باپ کی لازمی ذمہ داری ہےاور اس میں اللہ کی نعمت کا شکر بھی ہے۔

اولاد کے حق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اولاد کو ہبہ اور عطیہ دینے میں کسی ایک دوسرے پر فضیلت نہ دے کہ کسی کو کچھ دے دے اور دوسرے کو محروم رکھے کیونکہ یہ ظلم ہے اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا،نیز اس سے خاندانی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔

عَنْ عَامِرٍ،قَالَ:سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ،يَقُولُ:أَعْطَانِي أَبِي عَطِيَّةً،فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ رضی اللہ عنہ:لَا أَرْضَى حَتَّى تُشْهِدَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ،فَقَالَ:إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ،قَالَ:أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا،قَالَ:لَا،قَالَ:فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ،قَالَ:فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ۔

حضرت عامر سے روایت ہے کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ منبر پر بیان کر رہے تھے کہ میرے باپ نے مجھے ایک عطیہ دیا،تو عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا (نعمان کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں راضی نہیں ہو سکتی۔چنانچہ (حاضر خدمت ہو کر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ کو اس پر گواہ بنا لوں،آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اسی جیسا عطیہ تم نے اپنی تمام اولاد کو دیا ہے؟انہوں نے جواب دیا کہ نہیں،اس پر

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کو قائم رکھو۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔
(بخاری حدیث نمبر 2587، کتاب الھبۃ وفضلھا والتحریض علیھا، باب الاشھاد فی الھبۃ)

حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اولاد میں سے کسی ایک کو دوسروں پر فضیلت دینے کا نام "جور" رکھا اور "جور" کے معنی ظلم کے ہیں جو حرام ہیں۔

لیکن اگر کسی بیٹے کو ایسی چیز دے جس کی اس کو تو ضرورت ہو لیکن دوسرے بچوں کو ضرورت نہ ہوتو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ تخصیص یا فضیلت کی بنا پر نہیں بلکہ حاجت کی بنا پر ہے،لہذا یہ نفقہ ہی کی صورت ہے اور جب والد وہ تمام باتیں جو اس پر واجب ہیں پوری کر دے، جیسے تربیت اور نفقہ وغیرہ تو وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اولاد اس سے نیکی کرے اور اس کے حقوق کا خیال رکھے۔

خلاصہ کلام

1) اولاد کا والدین پر حق یہ ہے کہ والدین ان کی اچھی تربیت کریں۔
2) اگر والدین اپنی اولاد کی اچھی تربیت کریں گے تو اولاد،والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے لئے صدقہ جاریہ ہوگی۔
3) اگر والدین اپنی اولاد کی اچھی تربیت نہیں کریں گے تو قیامت کے دن والدین سے سوال کیا جائے گا۔
4) اولاد پر میانہ روی سے ضرورت کے مطابق خرچ کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔
5) والدین کی ذمہ داری ہے کہ اگر ان کی ایک سے زائد اولاد ہے تو ان میں سے کسی ایک کو فضیلت نہ دیں بلکہ ان کے درمیان برابری کریں۔
6) اولاد کی تمام جائز ضروریات کو پورا کرنا والدین کی ذمہ داری ہے۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:اولاد کا والدین پر کیا حق ہے ؟

سوال نمبر 2:اولاد کی اچھی تربیت کرنے کا والدین کو مرنے کے بعد کیا فائدہ ہو گا؟

سوال نمبر 3:اولاد کی اچھی پرورش نہ کرنے پر والدین کے لئے کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 4:ایک سے زیادہ بچے ہوں تو والدین کے لیے کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 5:اولاد والدین کے لئے کیا ہے ؟

✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵

بہن بھائیوں کے حقوق

بہن بھائیوں کا تعلق ان رشتہ داروں سے ہے جن کے متعلق صلہ رحمی کا حکم شریعت میں دیا گیا ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ:قَالَ اللّٰهُ: أَنَا الرَّحْمَنُ وَهِيَ الرَّحِمُ شَقَقْتُ لَهَا اسْمًا مِنَ اسْمِي، مَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا بَتَتُّهُ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:میں رحمن ہوں اور «رَحِم» (ناتا) ہی ہے جس کا نام میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے،لہٰذا جو اسے(رشتہ داری کو)جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اسے(رشتہ داری کو) کاٹے گا،میں اسے کاٹ دوں گا۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1694، کتاب اللقطة،باب فی صلة الرحم)

حدیث نمبر 2

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص یہ چاہتا کہ اس کے لئے اس کے رزق میں کشادگی کی جائے اور جو اس نے چھوڑ جانا ہے اس کی مہلت (عمر) لمبی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔" (مسلم حدیث نمبر 6524، کتاب الفضائل، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها)

دیگر مسلمانوں کے ساتھ بہن بھائیوں اور والدین کے مشترکہ حقوق جن میں والدین اور بہن بھائیوں کو واضح ترجیح حاصل ہے ان میں یہ بھی شامل ہے کہ جب بھی آپ ان سے ملیں تو انہیں سلام کہیں، جب آپ کو دعوت دیں تو ان کی دعوت قبول کریں، جب چھینک لے کر الحمدللہ کہیں تو اس کا جواب دیں، وہ بیمار ہوں تو ان کی تیمار داری کریں، اگر فوت ہو جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت کریں، اگر وہ آپ پر قسم ڈال دیں تو ان کی قسم کو پورا کریں، جب آپ سے مشورہ طلب کریں تو انہیں صحیح مشورہ دیں، ان کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی حفاظت کریں، آپ ان کے لئے بھی وہی پسند کریں جو آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں، اسی طرح جو اپنے لیے اچھا نہیں سمجھتے دوسروں کے لیے بھی اچھا مت سمجھیں۔ ان تمام امور سے متعلق صحیح احادیث موجود ہیں۔

بہنوں سے حسن سلوک

رسول اللہ ﷺ نے بہنوں کی اچھی پرورش اور حسن سلوک کی خاص تاکید فرمائی ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہے۔

حدیث نمبر 1

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اشْتَكَيْتُ وَعِنْدِي سَبْعُ أَخَوَاتٍ لِي، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَنَضَحَ فِي وَجْهِي، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أُوصِي

لِأَخَوَاتِي بِالثُّلُثَيْنِ، قَالَ: ((أَحْسِنْ.)) قُلْتُ: بِالشَّطْرِ، قَالَ: ((أَحْسِنْ.)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ وَتَرَكَنِي ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: ((يَا جَابِرُ إِنِّي لَا أُرَاكَ مَيِّتًا مِنْ وَجَعِكَ هٰذَا، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَنْزَلَ فَبَيَّنَ الَّذِي لِأَخَوَاتِكَ، فَجَعَلَ لَهُنَّ الثُّلُثَيْنِ.))، فَكَانَ جَابِرٌ يَقُولُ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِيَّ: {يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ}

سیدنا جابرؓ کہتے ہیں کہ میں بیمار پڑ گیا، جبکہ میری سات بہنیں تھیں، رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے چہرے پر پانی چھڑکا، میں ہوش میں آ گیا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں اپنی بہنوں کے لئے اپنے دو تہائی مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور زیادہ کرو۔ پھر آپ ﷺ میرے پاس سے تشریف لے گئے اور پھر واپس آئے اور فرمایا: اے جابر! میرا خیال ہے کہ تم اس تکلیف کیوجہ سے فوت ہونے والے نہیں ہو، بہرحال اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر کے تیری بہنوں کا حصہ واضح کر دیا ہے اور ان کو دو تہائی دیا ہے۔ سیدنا جابرؓ کہا کرتے تھے: یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ {يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ}۔ (مسند احمد حدیث نمبر 15062)

حدیث نمبر 2

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَوْ غَيْرِهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: مَنْ عَالَ ابْنَتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ ثَلَاثَ اَخَوَاتٍ، حَتّٰى يَمُتْنَ اَوْ يَمُوْتَ عَنْهُنَّ، كُنْتُ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ۔ وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔

سیدنا انسؓ سے یا کسی اور صحابی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں، یا تین بیٹیوں، یا دو بہنوں ، یا تین بہنوں کی پرورش کی اور ان کے ضروری اخراجات کا ذمہ دار بنا، یہاں تک کہ وہ وفات پا گئیں یا وہ خود فوت ہو گیا تو میں اور وہ شخص ان دو انگلیوں کی طرح قریب

قریب ہوں گے۔ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ (مسند احمد حدیث نمبر 12526)

اسی طرح بہن بھائیوں اور والدین میں سے کسی کو بھی عملی یا قولی کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچائیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا،عَنِ النَّبِیِّ ﷺ، قَالَ: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِہِ وَیَدِہِ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان بچے رہیں۔"
(بخاری حدیث نمبر 10، کتاب الایمان،باب المسلم من سلم المسلمین من لسانہ ویدہ)

اسی طرح ایک اور لمبی حدیث میں رسول اللہ ﷺ اچھے اعمال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ ،فَإِنَّہَا صَدَقَۃٌ۔

(اگر تم کسی کا بھلا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو) پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھو۔کیونکہ یہ تمہارے لئے اپنی جان پر صدقہ ہے۔
(بخاری حدیث نمبر 2518، کتاب فی العتق وفضلہ،باب ای الرقاب افضل)

خلاصہ کلام

1) بہن بھائیوں کا تعلق ان رشتہ داروں سے ہے جن کے متعلق صلہ رحمی کا حکم شریعت میں دیا گیا ہے۔
2) جب بھی آپ بہن بھائیوں سے ملیں تو انہیں سلام کہیں۔
3) جب وہ آپ کو دعوت دیں تو ان کی دعوت قبول کریں۔
4) جب چھینک لے کر الحمدللہ کہیں تو اس کا جواب دیں۔
5) وہ بیمار ہوں تو ان کی تیمار داری کریں۔
6) اگر فوت ہو جائیں تو ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
7) اگر وہ آپ پر قسم ڈال دیں تو ان کی قسم کو پورا کریں۔

8) جب آپ سے مشورہ طلب کریں تو انہیں صحیح مشورہ دیں۔
9) ان کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی حفاظت کریں۔
10) آپ ان کے لئے بھی وہی پسند کریں جو آپ اپنے لیے پسند کرتے ہیں،اسی طرح جو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتے دوسروں کے لئے بھی اچھا مت سمجھیں۔
11) رسول اللہ ﷺ نے بہنوں کی اچھی پرورش اور حسن سلوک کی خاص تاکید فرمائی ہے۔
12) بہن بھائیوں اور والدین میں سے کسی کو بھی عملی یا قولی کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچائیں۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:حضور ﷺ نے بہنوں کی پرورش کے بارے میں کیا تاکید کی ہے؟

سوال نمبر 2:حضور ﷺ نے دو یا تین بہنوں کی پرورش کرنے پر کیا خوشخبری سنائی ہے ؟

سوال نمبر 3:سیدنا جابرؓ کی کتنی بہنیں تھیں؟

سوال نمبر 4:بہن بھائی دعوت پر بلائیں تو کیا کرنا چاہیے؟

سوال نمبر 5:حدیث شریف میں جس کی کشادگی اور عمر لمبی کرنے کے لئے کیا حکم ہے؟

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

باب ہفتم

شرعی پردہ اور اس کے درجات

شرعی پردے کے تین درجات ہیں۔ان تین درجات میں سے جس درجے کا پردہ کریں گے تو گنہگار نہیں ہوں گے۔لیکن تیسرا یعنی ادنی درجے کا پردہ اس جگہ کریں گے جہاں فتنے کا اندیشہ نہ ہو۔اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو پہلے دو درجات کا پردہ ہی کریں گے۔

1) اعلی درجہ

2) متوسط درجہ

3) ادنی درجہ

1) اعلی درجہ :

شرعی پردے کا سب سے اعلی درجہ یہ ہے کہ خاتون اپنے جسم کو گھر کی چاردیواری میں یا پردے وغیرہ میں اس طرح چھپائے کہ اس کی ذات،اس کے لباس،اس کی ظاہری اور چھپی زینت کا کوئی بھی حصہ،ان کے جسم کا کوئی بھی حصہ حتی کہ چہرہ اور ہتھیلیاں وغیرہ بھی کسی اجنبی مرد کو نظر نہ آئیں۔

شرعی پردے کے اعلی درجے کے دلائل:

قرآن پاک میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔

اور اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو ،اور (غیر مردوں کو) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو، جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر 33)

اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ۔

اور جب تمہیں نبی کی بیویوں سے کچھ مانگنا ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 53)

ان آیات میں یہ خصوصی حکم تو ازواج مطہرات کو دیا جارہا ہے کہ وہ اپنے گھروں کے اندر رہیں اور بلا ضرورت باہر نہ نکلیں لیکن عمومی طور پر اس حکم میں تمام مسلمان خواتین شامل ہیں۔

حدیث نمبر 1

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قال: قال رَسُولَ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْمَرْأَةَ تُقْبِلُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ، وَتُدْبِرُ فِي صُورَةِ شَيْطَانٍ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عورت شیطان کی صورت میں سامنے آتی ہے اور شیطان ہی کی صورت میں مڑکر واپس جاتی ہے۔" (مسلم حدیث نمبر 3407، کتاب النکاح باب ندب من رای امرأۃ فوقعت فی نفسہ الی ان یأتی امرأتہ او جاریتہ فیواقعھا)

حدیث نمبر 2

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ لِتَقْضِيَ حَاجَتَهَا وَكَانَتِ امْرَأَةً جَسِيمَةً تَفْرَعُ النِّسَاءَ جِسْمًا لَا تَخْفَى عَلَى مَنْ يَعْرِفُهَا فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا سَوْدَةُ وَاللَّهِ مَا تَخْفَيْنَ عَلَيْنَا فَانْظُرِي كَيْفَ تَخْرُجِينَ قَالَتْ فَانْكَفَأَتْ رَاجِعَةً وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِي وَإِنَّهُ لَيَتَعَشَّى وَفِي يَدِهِ عَرْقٌ فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي خَرَجْتُ فَقَالَ لِي عُمَرُ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنْهُ وَإِنَّ الْعَرْقَ فِي يَدِهِ مَا وَضَعَهُ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ پردہ ہم پر لاگو ہوجانے کے بعد حضرت سودہؓ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلیں۔ حضرت سودہؓ جسامت میں بڑی تھیں۔ جسمانی طور پر عورتوں سے اونچی (نظر آتی) تھیں۔ جو شخص انہیں جانتا ہو (پردے کے باوجود) اس کے لئے مخفی نہیں رہتی تھی۔ حضرت عمر بن

خطاب ؓ نے انھیں دیکھ کر کہا سودہ ؓ! اللہ کی قسم! آپ ہم سے پوشیدہ نہیں رہ سکتیں اس لیے دیکھ لیجئے آپ کیسے باہر نکلا کریں گی۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: حضرت سودہ ؓ (یہ سنتے ہی) الٹے پاؤں لوٹ آئیں اور (اس وقت) رسول اللہ ﷺ میرے ہاں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں گوشت والی ایک ہڈی تھی وہ اندر آئیں اور کہنے لگیں۔ اللہ کے رسول ﷺ! میں باہر نکلی تھی اور حضرت عمر ؓ نے مجھے اس اس طرح کہا۔ حضرت عائشہ ؓ نے کہا: اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی نازل فرمائی، پھر آپ سے وحی کی کیفیت زائل ہو گئی۔ ہڈی اسی طرح آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا: تم سب (امہات المومنین) کو اجازت دے دی گئی ہے کہ تم ضرورت کے لیے باہر جا سکتی ہو۔

(مسلم حدیث نمبر 5668، کتاب السلام، باب اباحۃ الخروج للنساء لقضاء حاجۃ الانسان)

اس حدیث کے یہ الفاظ کہ "قَدْ أُذِنَ لَكُنَّ أَنْ تَخْرُجْنَ لِحَاجَتِكُنَّ" یعنی ضرورت کے لئے امہات المومنین گھر سے باہر جاسکتی ہیں اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ خواتین کو اگر کوئی حاجت ہے تو وہ گھر سے باہر جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی حاجت نہیں ہے تو خواتین اپنے گھروں میں ہی رہیں۔

حدیث نمبر 3

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي حُجْرَتِهَا، وَصَلَاتُهَا فِي مَخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي بَيْتِهَا۔

حضرت عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "عورت کی اپنے گھر کی نماز اس کی اپنے صحن کی نماز سے افضل ہے۔ اور اس کی اپنی اس کوٹھری کی نماز اس کے اپنے گھر کی نماز سے افضل ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 570، کتاب الصلوۃ، باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد)

قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیات اور احادیث اس بات پر وضاحت کے ساتھ دلالت کررہی ہیں کہ عورت کے لئے اصل حکم یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ہی رہ کر اجنبی مردوں سے پردہ کرے اور بلا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلے۔ حتیٰ کہ فرض نماز بھی مسجد میں پڑھنے کی بجائے اپنے گھر کے سب سے اندرونی کمرے میں پڑھے۔

2) **متوسط درجہ:**

خواتین کا برقع یا چادر کے ذریعے اس طرح پردہ کرنا کہ چہرہ، ہتھیلیاں اور پورے جسم کا کوئی حصہ اور زینت کا لباس وغیرہ نظر نہ آئے بلکہ سر سے لے کر پاؤں تک عورت کا پورا جسم ڈھکا ہو۔یعنی گھر سے باہر جائیں تو اس طرح جسم چھپا ہو کہ صرف آنکھیں ہی نظر آئیں۔

شرعی پردے کے متوسط درجے کے دلائل:

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ۔

اے نبی ! تم اپنی بیویوں،اپنی بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی چادریں اپنے (منہ کے) اوپر جھکا لیا کریں۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر 59)

حدیث نمبر 1

عَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رضی اللہ عنہ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُقَالُ لَهَا أُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُنْتَقِبَةٌ تَسْأَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُولٌ، فَقَالَ لَهَا بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: جِئْتِ تَسْأَلِينَ عَنِ ابْنِكِ وَأَنْتِ مُنْتَقِبَةٌ،فَقَالَتْ:إِنْ أُرْزَأَ ابْنِي فَلَنْ أُرْزَأَ حَيَائِي،فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:ابْنُكِ لَهُ أَجْرُ شَهِيدَيْنِ قَالَتْ:وَلِمَ ذَاكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ؟قَالَ:لِأَنَّهُ قَتَلَهُ أَهْلُ الْكِتَابِ۔

حضرت قیسؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس ایک عورت آئی جس کو ام خلاد کہا جاتا تھا وہ نقاب پوش تھی،وہ اپنے شہید بیٹے کے بارے

میں پوچھ رہی تھی، ایک صحابی نے اس سے کہا: تو اپنے بیٹے کو پوچھنے چلی ہے اور نقاب پہنے ہوئی ہے؟ اس نے کہا: اگر میں اپنے لڑکے کی جانب سے مصیبت زدہ ہوں تو میری حیاء کو مصیبت نہیں لاحق ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تیرے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے۔" وہ کہنے لگی: ایسا کیوں؟ اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "اس وجہ سے کہ اس کو اہل کتاب نے مارا ہے۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 2488، کتاب الجہاد، باب فضل قتال الروم علی غیرھم من الامم)

حدیث نمبر 2

عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُخْرِجُ الْأَبْكَارَ وَالْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُورِ وَالْحُيَّضَ فِي الْعِيدَيْنِ، فَأَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الْمُصَلَّى وَيَشْهَدْنَ دَعْوَةَ الْمُسْلِمِينَ، قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: فَلْتُعِرْهَا أُخْتُهَا مِنْ جَلَابِيبِهَا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں کنواری لڑکیوں، دوشیزاؤں، پردہ نشیں اور حائضہ عورتوں کو بھی لے جاتے تھے۔ البتہ حائضہ عورتیں عید گاہ سے دور رہتیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک رہتیں۔ ایک عورت نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی بہن کو چاہیئے کہ اسے اپنی چادر وں میں سے کوئی چادر عاریۃً دیدے۔"

(ترمذی حدیث نمبر 539، ابواب العیدین، باب فی خروج النساء فی العیدین)

حدیث نمبر 3

عن حفصه بنت سيرين رضی اللہ عنہا و لفظه فقالت يا رسول اللّٰه ﷺ: أَعَلَى إِحْدَانَا بَأْسٌ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟ قَالَ: لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔

حفصہ بنت سیرینؒ سے روایت ہے کہ ان کی بہن نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو کیا اس کے لیے اس میں کوئی حرج ہے کہ وہ (نماز عید کے لئے) باہر نہ نکلے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کی ساتھی عورت کو چاہیے کہ اپنی چادر کا کچھ حصہ اسے بھی اڑھا دے۔" (بخاری حدیث نمبر 324، کتاب الحیض، باب شهود الحائض العيدين و دعوة المسلمين ويعتزلن المصلى)

حدیث نمبر 4

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّونَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ، فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلَى وَجْهِهَا، فَإِذَا جَاوَزُونَا كَشَفْنَاهُ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے سامنے سے گزرتے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوتے، جب سوار ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنے نقاب اپنے سر سے چہرے پر ڈال لیتے اور جب وہ گزر جاتے تو ہم اسے کھول لیتے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 1833، کتاب المناسك، باب في المحرمة تغطي وجهها)

3) ادنیٰ درجہ:

خواتین کا چادر یا برقعے وغیرہ سے اس طرح پردہ کرنا کہ چہرہ، ہتھیلیاں اور پاؤں کے سوا پورا جسم چھپا ہو۔ اور جسم کی ساخت نمایاں نظر نہ آئے۔

شرعی پردے کے ادنیٰ درجے کے دلائل:

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔

اور مومن عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی سجاوٹ کو کسی پر ظاہر نہ کریں، سوائے اس کے جو خود ہی ظاہر ہو جائے۔ (سورۃ النور آیت نمبر 31)

حدیث نمبر 1

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهَا ثِيَابٌ رِقَاقٌ، فَأَعْرَضَ عَنْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَقَالَ: يَا أَسْمَاءُ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيضَ لَمْ تَصْلُحْ أَنْ يُرَى مِنْهَا إِلَّا هَذَا وَهَذَا، وَأَشَارَ إِلَى وَجْهِهِ وَ كَفَّيْهِ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اسماء بنت ابی بکرؓ، رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں، وہ باریک کپڑا پہنے ہوئے تھیں آپ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: "اسماء! جب عورت بالغ ہو جائے تو درست نہیں کہ اس کی کوئی چیز نظر آئے سوائے اس کے اور اس کے آپ ﷺ نے اپنے چہرہ اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ کیا۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 4104، کتاب اللباس، باب فیما تبدء المرأۃ من زینتھا)

حدیث نمبر 2

عن عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا، فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ، وَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ بِيَدِهِ، فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ، فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فضل بن عباسؓ کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران میں قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے

تھے۔نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔پھر اس عورت نے کہا:یا رسول اللہ ﷺ! حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے،جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے۔کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟نبی کریم ﷺ نے فرمایا:کہ ہاں ہو جائے گا۔(بخاری حدیث نمبر 6228،کتاب الاستیذان)

حدیث نمبر 3

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ،أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ لِأَهَبَ لَكَ نَفْسِي،فَنَظَرَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَصَعَّدَ النَّظَرَ إِلَيْهَا وَصَوَّبَهُ،ثُمَّ طَأْطَأَ رَأْسَهُ۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ!میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے کے لئے آئی ہوں۔نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور پھر نظر نیچی کر لی اور سر جھکا لیا۔(بخاری حدیث نمبر 5030،کتاب ابواب فضائل القرآن،باب القراءۃ عن ظھر القلب)

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں

سوال نمبر 1:شرعی پردے کے کتنے درجات ہیں؟

سوال نمبر 2:شرعی پردے کے درجات کے نام لکھیں؟

سوال نمبر 3:شرعی پردے کے اعلیٰ درجے کی تعریف اور دلیل میں ایک حدیث بیان کریں؟

سوال نمبر 4:شرعی پردے کا متوسط درجہ بیان کریں اور دلیل میں قرآنی آیت پیش کریں؟

سوال نمبر 5:شرعی پردے کا ادنیٰ درجہ بیان کریں؟

سوال نمبر 6:ادنیٰ درجے کا پردہ کہاں کر سکتے ہیں؟

باب ہشتم

متفرق مسائل

(1) عورت کا محرم کے بغیر سفر

عورت کے لئے سفر شرعی (77 کلومیٹر) کی مسافت یا اس سے زائد مسافت بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً ممنوع ہے اور سفر کرنے کی صورت میں وہ گناہ گار ہوگی جس پر توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔ حتی کہ اگر کوئی خاتون بغیر محرم کے حج یا عمرے کے سفر پر جاتی ہے تو اس کا حج یا عمرہ تو ادا ہو جائے گا۔ لیکن بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ ملے گا۔ اگر کوئی خاتون مالدار ہو اور اس پر حج فرض ہو لیکن اس کا محرم نہیں ہے تو ایسی عورت بغیر محرم کے حج نہ کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرَمٍ، وَلَا يَدْخُلُ عَلَيْهَا رَجُلٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَخْرُجَ فِي جَيْشِ كَذَا وَكَذَا، وَامْرَأَتِي تُرِيدُ الْحَجَّ، فَقَالَ: اخْرُجْ مَعَهَا۔

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی عورت اپنے محرم رشتہ دار کے بغیر سفر نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس اس وقت تک نہ جائے جب تک وہاں ذی محرم موجود نہ ہو۔"

ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں فلاں لشکر میں جہاد کے لیے نکلنا چاہتا ہوں، لیکن میری بیوی کا ارادہ حج کا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اپنی بیوی کے ساتھ حج کو جا۔"

(بخاری حدیث نمبر 1862، کتاب المناسك، باب حج النساء)

حضور ﷺ کی موجودگی میں میاں بیوی دونوں کے کتنے مبارک اور اہم اسفار ہیں۔ شوہر کا نام حضور ﷺ کے لشکر میں بطور مجاہد لکھا

جاچکا ہے۔اور بیوی حج کے مبارک سفر پر حضور ﷺ کے مبارک زمانے میں قبیلے کی مسلمان عورتوں اور مردوں کی ہمراہی میں روانہ ہو رہی ہیں۔لیکن آپ ﷺ نے لشکر سے ان کا نام کاٹ کر اہلیہ کے ساتھ حج پر روانہ فرمایا تاکہ اہلیہ کا سفر بلا محرم نہ ہو۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں

سوال نمبر 1:عورت کے لیے کتنا سفر محرم کے بغیر کرنا ممنوع ہے؟

سوال نمبر 2:بغیر محرم حج یا عمرہ کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر 3:خاتون پر حج فرض ہو اور محرم ساتھ نا ہونے کی صورت میں کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 4:سفر شرعی کی مسافت محرم کے بغیر طے کرنے پر کیا حکم ہے؟

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

(2)بچے کو گود لینا

اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ہر نعمت ہر انسان کوعطا نہیں کی بلکہ اس میں فرق رکھا ہے۔جس کو جو چاہا نعمت عطا کر دی۔ہر آدمی کو اولاد کی نعمت کا میسر آنا ضروری نہیں۔چنانچہ اگر کسی شخص کی کوئی اولاد نہ ہو یا اولاد ہو پھر بھی وہ کسی کو لے کر پالنا چاہے تو اس طرح کسی بچے کو لے کر پال لینا جائز ہے۔لیکن اس میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

ایک بات تو یہ کہ لے پالک بچوں کی نسبت ان کے حقیقی والدین ہی کی طرف کی جائے۔جن کی پشت سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔اس لئے کہ کسی کو منہ بولا بیٹا بنانے سے شرعاً وہ حقیقی بیٹا نہیں بن جاتا اور نہ ہی اس پر حقیقی اولاد والے احکام جاری ہوتے ہیں۔البتہ گود میں لینے والے کو پرورش، تعلیم وتربیت اور ادب واخلاق سکھانے کا ثواب ملے گا۔جاہلیت کے زمانہ میں یہ

دستور تھا کہ لوگ لے پالک اور منہ بولے اولاد کو حقیقی اولاد کا درجہ دیتے تھے۔لیکن اسلام نے اس تصور ورواج کو ختم کرکے یہ اعلان کردیا کہ منہ بولی اولاد حقیقی اولاد نہیں ہوسکتی۔اور لے پالک اور منہ بولے اولاد کو ان کے اصل والد کی طرف منسوب کرنا ضروری ہے۔

نیز اس میں اس بات کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ اگر گود لینے والا یا والی اس بچے کے لیے نا محرم ہو تو بلوغت کے بعد پردے کا اہتمام کیا جائے۔ محض گود لینے سے محرمیت قائم نہیں ہوتی۔البتہ اگر گود لینے والی عورت اس بچے کو رضاعت کی مدت میں دودھ پلادے تو وہ اس بچے کی رضاعی ماں بن جائے گی۔اور اس کا شوہر رضاعی باپ بن جائے گا یا گود لینے والے بچے کو اس عورت کی بہن دودھ پلادے تو یہ عورت اس کی رضاعی خالہ بن جائے گی۔اس صورت میں گود لینے والی سے بچے کے پردے کا حکم نہیں ہوگا۔اسی طرح اگر بچی گود لی ہو تو شوہر کی بیوی یا بہن وغیرہ اس کو مدتِ رضاعت میں دودھ پلادے۔

تیسرا یہ کہ وراثت کے معاملہ میں بھی گود لینے والے کو باپ کا درجہ نہیں دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

اورنہ تمہارے لے پالکوں کوتمہارے بیٹے بنایا، یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تعالی توسچی بات فرماتا ہے اور وہ سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔مومنو! لے پالکوں کو ان کے(اصلی) باپوں کےنام سے پکارا کرو کہ اللہ

کے نزدیک یہ بات درست ہے۔اگر تم کو ان سے باپوں کے نام معلوم نہ ہوں تو دین میں وہ تمہارے بھائی اور دوست ہیں اور جو بات تم سے غلطی سے ہو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں لیکن جو قصد دل سے کرو (اس پر مؤاخذہ ہے)اور اللہ بڑا بخشنے ولا نہایت مہربان ہے۔ (سورۃالاحزاب آیت نمبر 5،4)

حدیث

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ،قَالَ:سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، يَقُولُ: مَنِ ادَّعَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ مَوَالِيهِ،فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ الْمُتَتَابِعَةُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "جو شخص اپنے کو اپنے والد کے سوا کسی اور کا بیٹا بتائے یا اپنے مولیٰ (آقا) کے بجائے کسی اور کو اپنا آقا بنائے تو اس پر قیامت تک اللہ کی لعنت ہے۔

(ابوداؤد حدیث نمبر 5115، کتاب الادب،باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیه)

نیز اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔اور مسلسل اس سے دعائیں مانگتے رہنا چاہیے۔کہ اس کی رحمت سے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ کئی سالوں بعد اولاد کی نعمت سے نواز دے۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:کسی بچے کو لے کر پالنا اسلام میں کیسا ہے؟

سوال نمبر 2:لے پالک بچوں کی نسبت کن کی طرف کرنی چاہئے؟

سوال نمبر 3:لے پالک اور حقیقی اولاد کے حقوق برابر ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر 4:لے پالک بیٹیوں کا اپنے منہ بولے باپ دے رشتہ کیا ہوگا؟

سوال نمبر 5:لے پالک بچے کے لیے وراثت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

(3)دوسری شادی کی اجازت

بیک وقت ایک سے زیادہ (چار تک) شادیوں کے لیے شرعاً اتنی بات ضروری ہے کہ شادی کرنے والا تمام بیویوں کے جسمانی و مالی حقوق ادا کرنے اور ان کے درمیان واجب حقوق میں برابری پر قدرت رکھتاہو۔باقی دوسری یا پہلی بیوی یا کسی سے اجازت لینا شرعاً ضروری نہیں ہے۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً.

ترجمہ: سو تم نکاح کرو ان عورتوں سے جو تمہیں پسند ہوں دو، دو، تین تین، اور چار چار، پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ برابری نہیں کرسکوگے تو ایک ہی عورت پر اکتفا کرو۔ (سورۃ النساء آیت نمبر 3)

زمانہ جاہلیت میں لوگ کثرت سے شادی کیا کرتے تھے۔اسلام نے شادی کی حد متعین کی کہ اگر کوئی شادی کرنا چاہے تو چار تک اس کی حد متعین ہے۔ایک سے زائد شادیاں بیویوں کے درمیان حقوق کی رعایت اور عدل و انصاف سے مشروط ہے ورنہ ایک ہی شادی پر اکتفا کرے۔

دوسری شادی کرنا معاشرے میں بہت ہی معیوب سمجھا جاتاہے۔جو کہ درست نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ اگر کوئی ایک سے زائد شادیوں پر قدرت رکھتا ہے تو اسے ضرور ایک سے زائد شادیاں کرنی چاہئیں۔

دوسری شادی کی شرائط

دوسری شادی اتنا آسان بھی نہیں ہے جتنا کہ لوگ سمجھتے ہیں اس کے لئے مندرجہ ذیل چند شرطیں ہیں۔

پہلی شرط:

دونوں بیویوں میں عدل قائم کرسکے۔اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے۔

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً.

یعنی اگر تمہیں عدل نہ کرسکنے کا خوف ہو تو ایک ہی کافی ہے۔

(سورۃ النساء آیت نمبر 3)

دوسری شرط:

دونوں بیوی کو کھلانے کی طاقت ہو، اللہ کا فرمان ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ۔

ترجمہ: اوران لوگوں کوپاکدامن رہنا چاہیے جواپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے حتی کہ اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے مالدار کردے۔
(سورۃ النور آیت نمبر 33)

تیسری شرط:

مرد میں ایک سے زائد عورت کے لئے قوت مردانگی موجود ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: "اے جوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ شادی کر لے۔" (مسلم حدیث نمبر 3400، کتاب النکاح، باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسہ الیہ ووجد مؤنۃ واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم)

یہ شروط پائی جائیں پھر کوئی مرد کسی دوسری عورت سے شادی کرسکتا ہے وگرنہ نہیں۔

دوسری شادی کے بعض حقوق و آداب

دوسری شادی کے بعض حقوق و آداب درج ذیل ہیں۔

1) دونوں کے درمیان رات بسر کرنے کے لئے باری متعین کرے۔

2) سفر پہ جانے کے لئے بیوی کے نام سے قرعہ ڈالے جس کا نام آئے اسے سفر پہ لے جائے۔

3) دونوں بیویوں کے لئے یکساں کھانے، رہائش اور کپڑے کا بندوبست کرے۔

4) دونوں بیویوں کو الگ الگ کمرے میں رکھےاس کی وجہ یہ ہے کہ ایک عورت کا ستر دوسری عورت کے لئے دیکھنا جائز نہیں ہے۔ایک جگہ ہونے سے ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہونگی۔ لہٰذا اس صورت سے اجتناب کرے۔

5) مرد کے لئے جائز ہے کہ ایک ہی رات میں ایک سے زائد بیوی سے جماع کرے۔لیکن ایک کمرے میں ایک دوسری بیوی کے سامنے جماع کرنا حیا ومروت کے خلاف ہے۔ ساتھ ہی کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ دوسری عورت کی شرمگاہ دیکھے۔

6) ایک بیوی کو دوسری بیوی کے سامنے نہ ڈانٹ ڈپٹ کرے نہ مارے اور نہ ہی ان میں یا ان کے اولاد کے مابین کسی قسم کی تفریق کرے۔

7) دونوں بیویوں میں الفت ومحبت کی فضا قائم رکھنے کے لئے تنازعات پیدا ہونے کے اسباب وعوامل سے اجتناب کرے۔

8) اگر آپس میں اختلاف کی صورت پیدا ہوجائے تو سختی کی بجائے نرمی سے حل کرنے کی کوشش کرے اور اس میں کسی ایک کی طرفداری نہ کرے۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:بیک وقت ایک سے زائد شادیاں کرنے کے لئے کیا ضروری ہے؟

سوال نمبر 2:اگر کسی کہ ایک سے زائد بیویاں ہیں تو وہ کن باتوں کا خیال رکھے؟

سوال نمبر 3: کیا دوسری شادی کیلئے پہلی بیوی سے اجازت لینا ضروری ہے؟

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

(4) خوشی کے آداب

خوشی کے چند آداب درج ذیل ہیں۔

1) خوشی کے مواقع پر خوشی منایئے۔خوشی انسان کا طبعی تقاضا اور فطری ضرورت ہے۔ دین فطری ضرورتوں کی اہمیت کو محسوس کرتا ہے اور کچھ مفید حدود و شرائط کے ساتھ ان ضرورتوں کو پورا کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔دین ہرگز پسند نہیں کرتا کہ آپ مصنوعی وقار،غیر مطلوب سنجیدگی،ہر وقت کی مردہ دلی اور افسردگی سے اپنے کردار کی کشش کو ختم کر دیں۔وہ خوشی کے تمام جائز مواقع پر خوشی منانے کا پورا حق دیتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ آپ ہمیشہ بلند حوصلوں،تازہ ولولوں اور نئ امنگوں کے ساتھ تازہ دم رہیں۔جائز مواقع پر خوشی کا اظہار نہ کرنا اور خوشی منانے کو دینی وقار کے خلاف سمجھنا دین کے فہم سے محرومی ہے۔

آپ کو کسی دینی فریضے کو انجام دینے کی توفیق نصیب ہو۔آپ یا آپ کا کوئی عزیز علم و فضل میں بلند مقام حاصل کر لے۔خدا آپ کو مال و دولت یا کسی اور نعمت سے نوازے۔آپ کسی لمبے سفر سے بخیریت گھر واپس آئیں۔آپ کا کوئی عزیز کسی دور دراز سفر سے آئے۔آپ کے یہاں کسی معزز مہمان کی آمد ہو۔آپ کے یہاں شادی بیاہ یا بچے کی پیدائش ہو۔کسی عزیز کی صحت یا خیریت کی خبر ملے یا اہل اسلام کے فتح و نصرت کی خوشخبری سنیں یا کوئی اہم موقع ہو۔اس طرح کے تمام مواقع پر خوشی منانا آپ کا فطری حق ہے۔اسلام نہ صرف خوشی منانے کی اجازت دیتا ہے بلکہ اس کو عین دینداری قرار دیتا ہے۔

2) تہوار کے موقع پر اہتمام کے ساتھ خوب کھل کر خوشی منائیں اور طبیعت کو ذرا آزاد چھوڑ دیں۔حضور ﷺ جب مدینے تشریف لائے تو فرمایا۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُونَ فِيهِمَا، فَقَالَ: مَا هَذَانِ الْيَوْمَانِ؟ قَالُوا: كُنَّا نَلْعَبُ فِيهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا: يَوْمَ الْأَضْحَى، وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے (تو دیکھا کہ) ان کے لئے (سال میں) دو دن ہیں جن میں وہ کھیلتے کودتے ہیں تو آپ نے پوچھا: یہ دو دن کیسے ہیں؟ تو ان لوگوں نے کہا: جاہلیت میں ہم ان دونوں دنوں میں کھیلتے کودتے تھے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ نے تمہیں ان دونوں کے عوض ان سے بہتر دو دن عطا فرما دیئے ہیں: ایک عید الاضحی کا دن اور دوسرا عید الفطر کا دن۔"

(ابوداؤد حدیث نمبر 1134، کتاب الصلاۃ، باب صلوۃ العیدین)

لہٰذا سال کے ان دو اسلامی تہواروں میں خوشی اور مسرت کا پورا مظاہرہ کیجیے اور مل جل کر ذرا کھلی طبیعت سے کچھ تفریحی طبیعت سے کچھ تفریحی مشاغل فطری انداز میں اختیار کیجیے اسی لئے ان دونوں تہواروں میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ بچوں کو موقع دیں کہ وہ جائز قسم کی تفریح اور کھیلوں سے جی بہلائیں اور کھل کر خوشی منائیں۔

عن عائشة رضی اللہ عنہا، وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَإِمَّا قَالَ: تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُولُ: دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ، قَالَ: حَسْبُكِ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَاذْهَبِي۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عید کا دن تھا۔ حبشہ کے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ اب خود میں نے کہا یا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ کھیل دیکھو گی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار

پر تھا اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کھیلو کھیلو اے بنی ارفدہ یہ حبشہ کے لوگوں کا لقب تھا پھر جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:بس؟میں نے کہا جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کہ ٹھیک ہے جاؤ۔

(بخاری حدیث نمبر 950، کتاب العیدین،باب الحراب والدرق یوم العید)

3) خوشی منانے میں،اسلامی ذوق اور مزاج اور اسلامی ہدایات و آداب کا ضرور لحاظ رکھیے۔جب آپ کو کوئی خوشی حاصل ہو تو خوشی دینے والے کا شکریہ ادا کریں۔اللہ کے حضور سجدہ شکر بجا لائیں۔خوشی کے ہیجان میں کوئی ایسا عمل یا رویہ اختیار نہ کریں جو اسلامی مزاج سے میل نہ کھائے۔اور اسلامی آداب و ہدایات کے خلاف ہو،مسرت کا اظہار ضرور کریں۔لیکن اعتدال کا بہر حال خیال رکھیں۔مسرت کے اظہار میں اس قدر آگے نہیں بڑھنا چاہیے کہ فخر و غرور کا اظہار ہونے لگے۔اور نیاز مندی،بندگی اور عاجزی کے جذبات دبنے لگیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰـكُمْ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ۔

ان نعمتوں کو پا کر اترانے نہ لگو جو خدا نے تمہیں دی ہیں۔خدا اترانے والے اور بڑائی جتانے والے کو نا پسند کرتا ہے۔

(سورۃ الحدید آیت نمبر 23)

اور خوشی میں ایسے سر مست بھی نہیں ہونا چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل ہونے لگیں۔مومن کی خوشی یہ ہے کہ وہ خوشی دینے والے کو اور زیادہ یاد کرے۔اس کے حضور سجدہ شکر بجا لائے۔اور اپنے عمل و گفتار سے،خدا کے فضل و کرم اور عظمت و جلال کا اور زیادہ اظہار کرے۔

رمضان میں مہینے بھر کے روزے رکھ کر اور شب میں تلاوت قرآن اور تراویح کی توفیق پا کر جب آپ عید کا چاند دیکھتے ہیں تو خوشی میں جھوم اُٹھتے ہیں کہ خدا نے جو حکم دیا تھا آپ خدا کی دستگیری سے اس کی

تعمیل میں کامیاب ہوئے۔اور آپ فوراً اپنے مال میں سے اپنے غریب اور مسکین بھائیوں کا حصہ ان کو پہنچا دیتے ہیں کہ اگر آپ کی عبادتوں میں کوئی کوتاہی ہو گئی ہو اور بندگی کا حق ادا کرنے میں کوئی غفلت ہوئی ہو تو اس کی تلافی ہو جائے اور خدا کے غریب بندے بھی عید کی خوشی میں شریک ہو کر خوشی کا اجتماعی اظہار کر سکیں اور پھر آپ خدا کی اس توفیق پر عید کی صبح کو دوگانہ شکر ادا کر کے اپنی خوشی کا صحیح صحیح اظہار کرتے ہیں اور اسی طرح عید الاضحیٰ کے دن حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی عظیم اور بے مثال قربانی کی یاد گار منا کر اور قربانی کے جذبات سے اپنے سینے کو سرشار پا کر سجدہ شکر بجا لاتے ہیں۔اور پھر آپ کی ہر ہر بستی میں سارے گلی کوچے اور سڑکیں تکبیر و تہلیل اور خدا کی عظمت کی صدائوں سے گونج اٹھتی ہیں اور پھر آپ خدا کی شریعت کے مطابق جب عید کے ایام میں اچھا کھاتے،اچھا پہنتے ہیں اور خوشی کے اظہار کے لیے جائز طریقوں کو اختیار کرتے ہیں۔تو آپ کی یہ ساری سرگرمیاں یاد الٰہی بن جاتی ہیں۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1:اسلام میں خوشی منانے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 2:تہوار کے موقع پر خوشی منانے کا کیا حکم ہے؟

سوال نمبر 3:آپ ﷺ نے تہواروں کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟

سوال نمبر 4:خوشی مناتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیے؟

سوال نمبر 5:نعمت پاکر اترانے والوں کے لئے اللہ کا کیا حکم ہے؟

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

(5) غم کے آداب

غم کے آداب درج ذیل ہیں۔

1) مصائب کو صبر و سکون کے ساتھ برداشت کیجیے۔ کبھی ہمت نہ ہاریئے اور رنج و غم کو کبھی حد اعتدال سے نہ بڑھنے دیجئے۔ دنیا کی زندگی میں کوئی بھی انسان رنج و غم، مصیبت و تکلیف، آفت و ناکامی اور نقصان سے بے خوف اور مامون نہیں رہ سکتا۔ البتہ مومن اور کافر کے کردار میں یہ فرق ضرور ہوتا ہے کہ کافر رنج و غم کے ہجوم میں پریشان ہو کر ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے، مایوسی کا شکار ہو کر ہاتھ پیر چھوڑ دیتا ہے اور بعض اوقات غم کی تاب نہ لا کر خودکشی کر لیتا ہے اور مومن بڑے سے بڑے حادثے پر بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ اور صبر و ثبات کا پیکر بن کر چٹان کی طرح جما رہتا ہے۔ وہ یوں سوچتا ہے کہ یہ جو کچھ ہوا تقدیر الٰہی کے مطابق ہوا۔ خدا کا کوئی حکم حکمت و مصلحت سے خالی نہیں اور یہ سوچ کر کہ خدا جو کچھ کرتا ہے اپنے بندے کی بہتری کے لئے کرتا ہے یقینا اس میں خیر کا پہلو ہو گا۔ مومن کو ایسا روحانی سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے کہ غم کی چوٹ میں لذت آنے لگتی ہے اور تقدیر کا یہ عقیدہ ہر مشکل کو آسان بنا دیتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۔

لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۔

کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو زمین میں نازل ہوتی یا تمہاری جانوں کو لاحق ہوتی ہو، مگر وہ ایک کتاب میں اس وقت سے درج ہے جب ہم نے ان جانوں کو پیدا بھی نہیں کیا تھا۔ یقین جانو یہ بات اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

یہ اس لیے تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے، اس پر تم غم میں نہ پڑو، اور جو چیز اللہ تمہیں عطا فرمادے، اس پر تم اتراؤ نہیں۔

(سورۃ الحدید آیت نمبر 22،23)

یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ مومن بڑے سے بڑے سانحے کو بھی قضا و قدر کا فیصلہ سمجھ کر اپنے غم کا علاج پا لیتا ہے اور پریشان نہیں ہوتا۔وہ ہر معاملے کی نسبت اپنے مہربان خدا کی طرف کر کے خیر کے پہلو پر نگاہ جما لیتا ہے اور صبر و شکر کر کے ہر شر میں سے اپنے لئے خیر نکالنے کی کوشش کرتا ہے۔

عَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ۔

حضرت صہیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن کا معاملہ عجیب ہے۔اس کا ہر معاملہ اس کے لئے بھلائی کا ہے۔اور یہ بات مومن کے سوا کسی اور کو میسر نہیں۔اسے خوشی اور خوشحالی ملے تو شکر کرتا ہے۔اور یہ اس کے لئے اچھا ہوتا ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچے تو (اللہ کی رضا کے لئے) صبر کرتا ہے. یہ اس کے لئے بھلائی ہوتی ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 7500، کتاب الزھد،باب فی احادیث متفرقۃ)

2) جب رنج و غم کی کوئی خبر سنیں یا کوئی نقصان ہو جائے یا کوئی دکھ اور تکلیف پہنچے یا کسی ناگہانی مصیبت میں خدانخواستہ گرفتار ہو جائیں تو فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 156)

مطلب یہ ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا ہے۔اسی نے دیا ہے اور وہی لینے والا ہے۔ہم بھی اسی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کا جائیں گے۔ہم ہر حال میں خدا کی رضا پر راضی ہیں۔اس کا ہر

کام مصلحت، حکمت اور انصاف پر مبنی ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے کسی بڑے خیر کے پیش نظر کرتا ہے۔ وفادار غلام کا کام یہ ہے کہ کسی وقت بھی اس کے ماتھے پر شکن نہ آئے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ۔

الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ۔ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور ، (کبھی) خوف سے ، اور (کبھی) بھوک سے ، (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات میں) صبر سے کام لیں ان کو خوشخبری سنا دو۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

(سورۃ البقرۃ آیت نمبر 155،156)

حدیث نمبر 1

عَنْ عَبْدِ اللهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُوعَكُ، فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ» قَالَ: فَقُلْتُ: ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «أَجَلْ» ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ، فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ، كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کو بخار چڑھ رہا تھا۔ میں نے آپ کو ہاتھ سے چھوا اور عرض کی: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو تو بہت سخت بخار چڑھا ہوا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، مجھے اتنا بخار چڑھتا ہے جتنا تم میں سے دو آدمیوں کو بخار چڑھتا ہے۔

میں نے عرض کی: یہ اس لئے کہ آپ کے لیے دہرا اجر ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مسلمان نہیں جسے کوئی تکلیف پہنچے۔ مرض ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور تکلیف مگر اللہ اس کے سبب سے اس کی برائیاں (گناہ) جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے جھاڑتا ہے۔

(مسلم حدیث نمبر 6559، کتاب الفضائل، باب ثواب المؤمن فیما یصیبه من مرض او حزن او نحو ذلك حتى الشوكة يشاكها)

حدیث نمبر 2

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، قَالَ: إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ، قَالَ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهِ: قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: قَبَضْتُمْ ثَمَرَةَ فُؤَادِهِ؟ فَيَقُولُونَ: نَعَمْ، فَيَقُولُ: مَاذَا قَالَ عَبْدِي، فَيَقُولُونَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللّٰهُ: ابْنُوا لِعَبْدِي بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمُّوهُ بَيْتَ الْحَمْدِ۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"جب کسی بندے کا کوئی بچہ مرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے۔ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے تم نے اس کے جگر کے ٹکڑے کی جان نکال لی؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر وہ ان سے پوچھتا ہے۔ تو میرے بندے نے کیا کہا۔ وہ کہتے ہیں اس مصیبت میں اس نے تیری حمد کی اور انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ تو خدا ان سے فرماتا ہے۔ میرے اس بندے کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد (شکر کا گھر) رکھو۔"

(ترمذی حدیث نمبر 1005، ابواب الجنائز عن رسول اللہ ﷺ، باب فضل المصيبة اذا احتسب)

حدیث نمبر 3

عَنْ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ، تَرْكُهُ اسْتِخَارَةَ اللّٰهِ، وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ، سَخَطُهُ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهُ۔

حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا ابن آدم کی سعادت (نیک بختی) ہے، اللہ سے خیر طلب نہ کرنا ابن آدم کی شقاوت (بد بختی) ہے اور اللہ کے فیصلے پر ناراض ہونا ابن آدم کی شقاوت (بد بختی) ہے۔"

(ترمذی حدیث نمبر 2151، ابواب القدر عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی الرضاء بالقضاء)

3) کسی تکلیف اور حادثے پر اظہار غم ایک فطری امر ہے البتہ اس بات کا پورا پورا خیال رکھیے کہ غم اور اندوہ کی انتہائی شدت میں بھی زبان سے کوئی ناحق بات نہ نکلے اور صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔

مشقی سوالات

مختصر جواب دیں۔

سوال نمبر 1: مصائب کو کس کے ساتھ برداشت کرنا چاہیے؟

سوال نمبر 2: رنج و غم ملنے پر روحانی سکون و اطمینان حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال نمبر 3: رنج و غم کی کوئی خبر سنیں یا نقصان پہنچنے پر کونسی دعا پڑھنی چاہیے؟ ترجمہ بھی لکھیں؟

سوال نمبر 4: حدیث شریف کے مطابق رنج و غم میں صبر کرنے والے کے لیے کیا انعام بتایا گیا؟

سوال نمبر 5: حدیث شریف میں کن لوگوں پر آزمائش کو بیان کیا ہے؟

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

مفتی محمد حسن (شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ لاہور)

اللہ تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے ہمارے نیک، مخلص بھائی "مولانا سعد کامران صاحب زید مجدھم" کو جنہوں نے بڑی محبت، محنت اور کوشش سے خواتین کے مسائل پر ایک عمدہ کتاب "تربیتی نصاب برائے خواتین" کے نام سے مرتب فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اپنی رضا اور خوشنودی کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ آمین

مولانا فیاض خان سواتی (مہتمم واستاذ الحدیث جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ)

مولانا سعد کامران ہمارے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ایک ہونہار فاضل ہیں۔ انہوں نے خواتین کی تربیت کے حوالہ سے یہ ایک قابلِ قدر کتاب مرتب فرمائی ہے جو قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ اور فقہ اسلامی کے حوالہ جات اور تفہیمات سے مزین ہے، یہ ایک اہم ترین کوشش ہے، جس میں انہوں نے، اعمال اور تربیتِ خواتین کے حوالہ سے اہم ترین مباحث نہایت خوش اسلوبی سے جمع کر دیے ہیں، میں نے اس کتاب کے جستہ جستہ مقامات کو دیکھا ہے اور بچیوں کے لئے اس کو بہت ہی مفید پایا ہے، اس لئے تمام مسلمان خواتین کو اس کتاب سے بالخصوص استفادہ کرنا چاہیے۔

الشیخ ڈاکٹر الیاس فیصل مدینہ منورہ (اسلامی سکالر، مورخ اسلام، استاذ العلماء)

مولانا سعد کامران صاحب کا مرتب کردہ تربیتی نصاب برائے خواتین نظر سے گزرا جس میں خواتین کے متعلق اہم مسائل پر رہنمائی مہیا کی گئی ہے۔ مسائل کو دلائل سے مزین کر کے پیش کیا گیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور مسلم خواتین کے لیے اس کورس کو نافع اور مفید بنائے۔ آمین

مولانا رضوان عزیز (مناظر اسلام، استاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ)

زیر تبصرہ کتاب تربیتی نصاب میں یہ اضافی خصوصیت ہے کہ اسے مرتب کرتے ہوئے ساتھ احادیث و آیات کے حوالہ جات کا اہتمام کیا گیا ہے، آسان اور سلیس اردو کے ساتھ اہم علمی مباحث کو بیان کیا گیا اور خوامخواہ کی علمی موشگافیوں میں الجھنے کی بجائے مقصدیت کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ یہ کورس ہماری معزز قابل احترام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے گھر بیٹھے دین سیکھنے کے لئے معاون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس تربیتی نصاب کو نافع خلائق بنائے اور تلمیذ رشید مولانا سعد کامران حفظہ اللہ کی جہود عالیہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

ناشر ناصر الدین اکادمی گجرات